علماء و طلباء کرام اور عوام الناس کیلئے بہترین تحفہ

سینکڑوں مستند کتب سے دوران مطالعہ چنے ہوئے دلچسپ
اور عجیب و غریب واقعات جو دل کی دنیا بدلنے میں اپنی مثال آپ ہیں

بزرگانِ دین کے مدلل واقعات

پسند فرمودہ

شیخ طاہر عابد صاحب (دامت برکاتہم)
[illegible]
[illegible]
مفتی محمد ندیم المحمودی صاحب

شیخ حسین اللہ صاحب (دامت برکاتہم)
[illegible]
مفتی محمد نعیم صاحب (دامت برکاتہم)
مفتی سید مختار الدین شاہ صاحب (دامت برکاتہم)

کلمات دعائیہ

مولانا عرفان اللہ صاحب (دامت برکاتہم)
[illegible]

پیش لفظ

عبدالرحمن عابد صاحب (دامت برکاتہم)
[illegible]

مرتب

شریف اللہ طالب بن عبیداللہ عفی عنہما
[illegible]

بزرگان دین کے مدلل واقعات

مؤلف: شریف اللہ طالب
متعلم جامعہ محمدیہ شیر وجنگی گلاب ٹاؤن پشاور
سابقہ متعلم جامعہ دار العلوم نعمانیہ
محلّہ گلاب خانہ نمک منڈی پشاور

نام کتاب : بزرگان دین کے مدلل واقعات
مؤلف: شریف اللہ طالب
کمپوزنگ: ،شریف اللہ طالب
پبلشرز: آفاق پرنٹنگ پریس
تعداد: 500

ملنے کا پتہ

۱۔ بیت علم محلّہ جنگی پشاور
۲۔ مکتبہ امدایہ محلّہ جنگی پشاور
۳۔ مکتبہ عثمانی محلّہ جنگی پشاور
۴۔ مکتبہ رحمانیہ محلّہ جنگی پشاور
۵۔ مکتبہ عمر فاروق محلّہ جنگی پشاور
۶۔ مکتبہ ابوبکر صدیق محلّہ جنگی پشاور
۷۔ دار النعمان محلّہ جنگی پشاور

فہرست

﴿تقریظ﴾

شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد طاہر عابد صاحب ﴿مدظلہ﴾

خادم الاحادیث النبویّہ جامعہ مدینۃ العلوم خیبر بازار پشاور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰه الَّذِی خَلَقَ اللَّوحَ وَالْقَلَمَ وَ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مالم یَعْلَمْ والصَّلوۃ والسَّلام عَلٰی محّمدنِ الَّذی اَرْسَلَهٗ اِلی الْعرب والْعجم وَعلی آله وصحبه الَّذین هم بُحور الْعلوم والْحکم. اَمَّا بعد ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قال الله تبارك وتعالیٰ ،وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ: (سورۃ ہود آیت:۱۱۹)

اس آیت مبارکہ میں تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں،پیغمبروں کے قصّوں میں سے ہم یہ سارے (مذکورہ) قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جنکے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کوتقویت دیتے ہیں (اورایک فائدہ بیان قَصَص کا تو یہ ہوا جسکا حاصل آپ کوتسلی دینا ہے) اور اِن قصوں میں آپ کے پاس ایسا مضمون پہنچا ہے جوخود بھی راست (اور قطعی) ہے اور مسلمانوں کیلئے (برے کاموں سے روکنے کیلئے نصیحت) ہےاوراچھے کام کرنے کیلئے یاددھانی ہے۔(تفسیر معارف القرآن جلد۴ص ۶۷۵)

شریعت نے بعض قصص ھمیں بھی بیان فرمائی ہے۔اِن میں سے بعض کو برادرِمکرّم شریف اللہ صاحب نے ''بزرگان دین کے مدلل واقعات'' کے نام سے مرتب کی ہیں ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالی جلّ شانہ اس کتاب کونافع الخلائق بنادے،اوراس کومقبولیت سے نوازے۔آمین۔

خادم الاحادیث النبویہ جامعہ مدینۃ العلوم (شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا) بندہ

محمد طاہر عابد صاحب عفا اللہ عنہ

﴿تقریظ﴾

شیخ الحدیث حضرت مولانا تحسین اللہ ہزاروی صاحب ﴿مدظلہ﴾

الحمد لاهله والصلاۃ علیٰ اهلها

امابعد فقد طیرت النظر فی بعض الاورا ق

یزید الورق بعد الورق الاشوا ق

اللهم اجعلها ذخر الیوم الاذهاق

واقعات الاولین عبر لِآ خرین

وسلام علی المرسلین.

آمین یَارَبَّ العَالَمِیْنَ

بندہ:تحسین اللہ

خادم العلوم العقلیة والنقلیة بدار العلوم السرحدیه

﴿تقریظ﴾

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ﴿مدظلہ﴾

خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سید مختار الدین شاہ صاحب ﴿مدظلہ﴾

مدّرس جامعہ محمدیّہ شیروجنگی لڑمہ چارسدہ روڑ پشاور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی امر بعد

محترم طالب علم شریف اللہ صاحب زِیدمجدھم کا کتاب ''بزرگان دین کے مدلل واقعات سرسری نظر سے گزارا الحمد اللہ بڑی محنت سے کام کیا ھے،اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور نافع عام بنائے۔آمین ثم آمین

بندہ محمد نعیم

مدرس جامعہ محمد یہ شیروجنگی گلاب ٹاؤن پشاور

یکم صفر المظفر ۱۴۴۴ھ، بمطابق ۲۹ اگست ۲۰۲۲

﴿تقریظ﴾

مناظر الاسلام وکیل الاحناف حضرت مولانا مفتی محمد ندیم المحمودی (مدظلہ عالیہ)

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

کتاب کے بعض مقامات دیکھ کر ایک طالب علم کا بزرگان دین کے متعلق اچھے اچھے واقعات کو ایک جگہ جمع کرنا اور اسے کتابی شکل دینا واقعی قابلِ ترین اور لائق تحسین امر ہے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باعث چند مقامات دیکھ کر حضرت شیخ الحدیث مولانا طاہر عابد صاحب (دامت برکاتہم) کی تقریظ کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں، اُمید ہے مؤلف نے حوالہ جات کے ساتھ ساتھ اہل سنت والجماعت کے موقف کا خیال بھی رکھا گیا ہوگا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کتاب کے مؤلف اور اسکے والدین اساتذہ کرام اور انکے جملہ معاونین کو جزائے خیر فی الدارین عطا عطا فرمائیں۔ والسلام مع الاحترام

(حضرت مفتی محمد ندیم المحمودی صاحب (حفظہ اللہ)

نوجوانان احناف طلباء دیوبند

12\9\2022

﴿تقریظ﴾

مناظر الاسلام حضرت مولانا عبد الرحمن عابد صاحب (حفظہ اللہ)

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

ماشاءاللہ کتاب پڑھ کر بہت خوش ہوئی کہ ایک محنتی اور خوش خلق طالب علم نے بزرگان دین سے عقیدت کی بناء پر انکے واقعات قلم بند کئے جس سے یہ بات معلوم ہوئی ہیں کہ موصوف کا بزرگان دینؒ کے ساتھ کتنا محبت وعقیدت ہے **(اللھم زد فزد)**

مشہور محدث حافظ فقیہ سفیان بن عیینہؒ (المتوفی 198ء ہجری بمکۃ) فرماتے ہیں کہ ”**عند ذکر**

الصالحین تنزل الرحمہ'

(**سبل الھدی والرشاد 397\2**) کہ صلحاء کی ذکر کرتے وقت اللہ کی رحمت نازل ہوئی ہیں تو موصوف میں اس عظیم کار خیر میں حصہ لیتے ہوئے اپ کو بھی نزولِ رحمت میں شمار کرنی کی سعی کی ہیں جسکی وجہ سے ہم نے بھی سعادت جان کر اس پر کچھ کلمات ذکر کی ہیں جیسا کہ استاذ المناظرین حضرت مفتی محمد ندیم المحمودی حفظہ اللہ نے اس بات کی تصریح کی کہ میں نے بھی مصروفیات کی بناء پر یہ کتاب بالاستعاب نہ دیکھ سکا لہذا اگر کوئی عقائد ومسائل لیا جاتے ہیں اور دیگر کتب کی طرف مراجعت کرلیں یہ کتاب صرف اور صرف ناظرین کیلئے بطور وعظ ونصیحت وغیرہ کیلئے لکھی ہے یہ کہ عقائد ومسائل وموقف اخذ کرنے کیلئے اور وہ بھی اصل مخرج دیکھنے کے بغیر مؤلف پر اعتماد کیا ورنہ کلی اتفاق ضروری نہیں۔ اللہ مولیٰ کریم موصوف اور ان کے والدین، اساتذہ کرام اور جملہ معاونین مع مقرظین کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بزرگان دین کے نقشہ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین ثم آمین

عبدالرحمٰن عابد عفی عنہ

نوجوانان احناف طلباء دیوبند

19\9\2022

(عرض مؤلف)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الحمد للہ الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا

والصلوۃ والسلام علی رسولہ الذی ارسل الی کافۃ الناس بشیرا ونذیرا.

اما بعد۔ بندہ خطا کار نہ تو خود کو اس قابل سمجھتا ہے اور نہ ہی بندہ کوئی محقق ونامور مؤلف ہے۔

بلکہ یہ محض اللہ کی مہربانی ہے جس پاک ذات نے مجھ جیسے نالائق وگناہ گار سے اپنی کتاب کی خدمت کا اتنا بڑا کام لیا۔

اور یہ میرے اساتذہ کرام اور والدین کی دعاؤں کا اثر ہے۔ اس لئے میں اپنی یہ خدمت اپنے

اساتذکرام اپنے والدین کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

آخر میں قارئین سے درخواست ہے کہ جن احباب کو اس کتاب سے نفع ہو وہ اس کتاب کو دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب ضرور دیں یہ آپ کا اس بندہ پر احسان عظیم ہوگا آپ کی ترغیب سے کوئی اس کو پڑھنے والا بن گیا تو جب تک وہ پڑھتا رہے گا آپ کو اس کے پڑھنے کا پورا پورا آجر ملتا رہے گا۔اسکے ساتھ ساتھ آپ سے درخواست ہے جن احباب کو اس کتاب سے نفع ہو وہ مجھ بندہ کو اور میرے والدین،اساتذہ کرام کو اور دوستوں کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ھمیں نبی کریم ﷺ کی صحیح صحیح پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔آمین

(بندہ:شریف اللہ طالب)

03379797738

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الْمُتَوَحِّدِ بِجَلَالِ ذَاتِہٖ وَکَمَالِ صِفَاتِہٖ الْمُتَقَدِّسِ فِیْ نُعُوْتِ الْجَبرُوْتِ عَنْ شَوَائِبِ النَّقْصِ وَسِمَاتِہٖ وَالصَّلٰوۃُ علٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدِ نِ الْمُئَوَیَّدِ بِسَاطِعِ حُجَجِہٖ ووَاضِحِ بِیِّنَاتِہٖ وَعَلٰی آلِہٖ،وَاَصْحَابِہٖ ھُدَاۃِ طَرِیْقِ الْحقِّ وحُمَاتِہٖ وَ بَعْد

باب (1)...قران کریم اور برداشت کی تعلیم

قران کریم میں ارشاد خداوندی ہے. **خُذِالْعَفْوَ وَاْمُرْبِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ ط**

(اے پیغمبر ﷺ) درگزر کا رویہ اپناؤ اور (لوگوں کو) نیکی کا حکم دو اور جاہلوں کی طرف دھیان نہ دو۔(سورۃ اعراف ایت:199)

مذکورہ آیت کی شان نزول

مفسرین نے اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں یہ روایت حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے

نقل کی ہے کہ غزوۂ احد میں جب رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اور کفا ّرنے بڑی بے دردی سے آپ کے اعضاء کاٹ کر لاش کی بڑی بے حرمتی کی تو اس حالت اور ہئیت میں لاش کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کو بڑا رنج اور سخت صدمہ ہوا اور اس وقت کفار کی اس حرکت پر طبعیت میں غصہ آیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے میں نے ان کے ستر ۷۰ آدمیوں کہ ساتھ ایسا معاملہ کر چھوڑوں گا۔اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور آپ کو بتایا گیا کہ آپ خلق عظیم اور علم ومتانت کے یہ شایان شان نہیں۔آپ کا مقام اعلیٰ اور نہایت بلند ہے آپ عفوودرگزر اور برداشت سے کام لیجئے۔

نیز تفسیر ابن جریر نے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب یہ ایت نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے جبرئیل امین سے اس کا مطلب دریافت فرمایا تو جبرئیل امین نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کرنے کہ بعد یہ مطلب بتلایا کہ کہ آپ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو شخص آپ پر ظلم کرے آپ اس کو معاف کردیں اور جو آپ کو کچھ نہ دے اپ اس پر بخشش کریں اور جو آپ سے قطع تعلق کرلے آپ اس سے بھی صلح رحمی کریں۔

(برداشت کے حیرت انگیز واقعات ص **21**)

نبی کریم ﷺ کا خلق عظیم

اس آیت مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ ہدایت فرمائی گئی آپ عفوودرگزر کی عادت رکھے۔نصیحت کرنے سے تو نہ رکا جائے معقول بات ضرور کہئے اس پر اگر جاہل الجھیں تو ان کی جہالت آمیز حرکتوں پر ان سے الجھنے کی ضرورت نہیں۔

ان سے کنارہ کشی اختیار کرلی جائے۔اور اگر کسی وقت ان کی کسی نالائق حرکت پر غصہ آجائے اور شیطان لعین چاہے کہ دور سے چھیڑ چھاڑ کر کے آپ کو ایسے معاملہ پر آمادہ کردے جو خلاف مصلحت ہو یا آپ کے خلق عظیم اور علم ومتانت کے شایان نہ ہو تو آپ فوراً اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کیجئے۔آپ کی عصمت وجاہت کے سامنے شیطان مردود کا کوئی کید اور داؤ گھات نہیں چل سکے گا۔کیونکہ خداوند قدیر وقدوس جو ہر پناہ چاہنے والے کی بات سننے والا اور ہر حالت کا جاننے والا ہے اس نے آپ کی صیانت وحفاظت کا

وعدہ فرمایا ہے۔

(برداشت کے حیرت انگیز واقعات)

داعئ دین کے اخلاق

لوگ دو قسم کے ہیں ایک محسن یعنی اچھے کام کرنے والے دوسرے بدکار ظالم قرآن کریم نے دونوں طبقوں کے ساتھ اخلاق کریمانہ برتنے کی یہ ہدایت دی کہ نیک کام کرنے والوں سے ان کی ظاہری نیکی کو قبول کرلو۔زیادہ تفتیش اور تجسس میں نہ پڑو اور نیکی کے بہت ہی اعلیٰ معیار کا ان سے مطالبہ نہ کر بلکہ جتنا آسانی سے کرسکیں اس کو کافی سمجھو اور بدکاروں کے معاملہ میں یہ ہدایت دی کہ ان کو نیک کام سکھلاؤ اور نیکی کا راستہ بتلاؤ اگر وہ اس کو قبول نہ کریں اور اپنی گمراہی اور غلطی پر جمے رہیں ااور جاہلانہ گفتگو سے پیش آئیں تو ان سے کنارہ کش ہوجائیں اور ان کی جاہلانہ گفتگو کا جواب نہ دیں اس طرز سے یہ امید ہے کہ ان کو کسی وقت ہوش آجائے اور اپنی غلطی سے باز آجائیں۔(معارف القران)

اللہ تعالی کے حلم وعفو کا واقعہ

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عابد وزاہد شخص تھا رات دن اللہ کی عبادت کرتا تھا چونکہ صاحب عیال تھا اس لئے کمانے کا بھی کچھ دھندا نہ تھا۔دوکان کی صورت میں تھوڑی سی تجارت تھی مگر اس کا دل اس سے الجھا تھا اور چاہتا تھا کہ یہ سب کچھ نہ ہو۔بس ہر وقت عبادت ہی میں لگا رہوں مگر سوچتا کہ بیوی بچوں کا کیا کرے بہر حال ایک دن اسے جذبہ آیا اور ساری تجارت ودولت کو اس نے بیوی اور بچوں کے نام کیا اور خود فارغ ہوگیا اور سب سے رخصت ہوکر سمندر کے بیچ میں پہنچ گیا وہاں ایک ٹیلہ تھا اس پر ایک چھوٹی سی جھونپڑی باندھی کہ آب ہر وقت اس میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت میں مصروف رہوں گا۔ان مذاہب میں رہبانیت جائز تھی یعنی ساری دنیا کو آدمی چھوڑ کر ایک کونے میں جابیٹھے اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی۔

یہ شخص اپنے مذہب کے مطابق جا کر بیٹھ گیا۔گویا اس نے بڑی بھاری عبادت کی چونکہ مخلص تھا اور صاحب دل تھا اس لئے اس سمندر کہ بیچ والا ٹیلے پر جہاں نہ کوئی جہاز آسکے اور نہ کوئی کشتی وغیرہ جاسکے

حق تعالیٰ نے وہاں اپنے فضل سے وہاں ایک میٹھا چشمہ جاری کردیا اور اسی پہاڑی پر ایک انار کا درخت اگا دیا اس عابد کا کام یہ تھا کہ روزانہ ایک انار کھالیا اور ایک کٹورا پانی پی لیا اور چوبیس گھنٹے عبادت میں مصروف رات اور دن اسی طرح سے اس کی عمر پانچ سو برس کی عمر ہوئی اور یہ پانچ برس اسی شان سے گزرے اب اس کے انتقال کا وقت آیا اس نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ یہ تیرا فضل تھا کہ تو نے مجھے عبادت میں لگایا اب میری خواہش کہ مجھے سجدے کی حالت میں موت دیجئے تاکہ خاتمہ میرا عبادت کے اوپر ہو اور دوسری درخواست یہ ہے کہ سجدے کی حالت میں میرے بدن کو قیامت تک محفوظ رکھیئے۔نہ زمین کھائے اور نہ کیڑے مکوڑے کھائیں تاکہ قیامت تک میں تیرا عبادت گزار بندہ ہی سمجھا جاؤں حق تعالیٰ نے اس کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔عین نماز کہ اندر سجدے کی حالت میں انتقال ہوا اور اس کا بدن محفوظ ہے۔حضورﷺ فرماتے ہیں کہ آج تک محفوظ ہے لیکن حق تعالیٰ نے اس ٹیلے کے اوپر بڑے بڑے گنجان درخت ایسے اگا دیئے ہیں کہ وہاں تک جاتے ہوئے ہیبت کھاتے ہے اس لئے وہاں کوئی نہیں جاتا ہے مگر بدن آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔وہاں نہ کوئی جانور جاتا ہے اور نہ کوئی انسان جاتا ہے اسی حالت میں حق تعالی کے سامنے اس کی پیش ہوگی۔حق تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے بندے!میں نے اپنے فضل وکرم سے تجھے بخشا اور تجھے بڑے مقامات دیئے جنت میں جاکر آرام کرو بندہ عرض کرے گا کہ اے اللہ!میں نے تو ساری عمر تیری عبادت میں گزاری پھر بھی تیرے فضل سے جنت میں جاؤں گا۔میں تو اپنی عبادت کے بدلے جنت میں جارہا ہوں۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ نہیں ہم اپنے فضل سے جنت میں بھیج رہے ہیں۔وہ پھر کہے گا نہیں اے اللہ پھر میری عبادت کس کام آئے گی۔میں تو اپنی عبادت کے بدلے جنت میں جارہا ہوں۔تو حکم ہوگا کہ اسے جہنم کے قریب لے جاکر کھڑا کردو جہنم میں داخل نہ کرنا اسے اتنی دور رکھو کہ جہنم کا راستہ وہاں سے پانچ سو برس کا ہو ملائکہ اسے لے جائیں گے اور لے جاکر کھڑا کردیں گے جہنم کی طرف سے ایک گرم ہوا اور آگ کی لپیٹ آئے گی اس کی وجہ سے وہ سرسے پاؤں تک خشک ہوجائے گا اور اس کی زبان پر کانٹے کھڑے ہوجائیں گے اور پیاس پیاس چلانا شروع کرے گا اس وقت غیبی ہاتھ ظاہر ہوگا جس

میں ٹھنڈے پانی کا ایک کٹورہ ہوگا یہ عابد دوڑے گا کہ اے اللہ کے بندے یہ پانی مجھے دیدے میں بالکل مرنے کے حال میں ہوں۔آواز آئے گی کہ کٹورہ تو ملے گا پانی کا مگر اس کی قیمت ہے مفت نہیں ملے گا۔وہ پوچھے گا کہ اس کی کیا قیمت ہے۔کہا جائے گا کہ جس نے خالص پانچ سو برس کی عبادت کی ہو وہ اگر کوئی پیش کرے تو یہ کٹورہ پانی کا اسے مل سکتا ہے۔عابد کہے گا کہ میرے پاس ہے پانچ سو برس کی عبادت وہ اس عبادت کو پیش کر دے گا اور وہ کٹورہ لے کر پانی پی لے گا تو کچھ جان میں جان آجائے گی۔حق تعالیٰ کہیں گے کہ اسے واپس لاؤ پھر اس کی پیشی ہوگی حق تعالیٰ دریافت فرمائیں گے کہ اے بندہ تیری پانچ سو برس کی عبادت کے صلے سے تو ہم آزاد ہو گئے پانچ سو برس کی عبادت کے بدلے ایک کٹورہ پانی لے لیا اور یہ قیمت تو نے خود تجویز کی لہذا اب تو برابر سرابر ہوگیا۔اب ہمارے ذمے کچھ نہیں تجھے تیری عبادت کا صلہ مل گیا۔اب وہ جو تم نے لاکھوں دانے انار کے کھائے ہیں ایک ایک دانے کا حساب دیدے اس کے بدلے میں کتنی نمازیں پڑھی ہیں ۔کتنے سجدے کئے ہیں اور وہ جو ہزاروں کٹورے پانی کے پئے ہیں ایک ایک قطرے کا حساب دیدے۔اس پانی کے بدلے کتنی عبادتیں کی ہیں اور وہ جو ٹھنڈا سانس لیتا تھا جس سے زندگی قائم تھی ایک ایک سانس کا حساب دے دے اس کے بدلے میں کیا عباتیں لے کر آیا ہے۔اور جو تیری آنکھوں میں ہم نے روشنی دی تھی اور تار نگاہ سے ایک ایک چیز کو دیکھتا تھا ایک ایک تار نگاہ کا حساب دیدے کہ اس بدلے میں کتنی عباتیں لے کر آیا ہے پانچ سو برس کی عبادت کا بدلہ تو ایک کٹورہ پانی ہوگیا اب جو دوسری نعمتیں استعمال کی ہیں ان کا حساب دیدے۔یہ عابد تھرا جائے گا اور کہے کہ بیشک اے اللہ! نجات آپ کے ہی فضل سے ہوگی کسی کا عمل کسی کو نجات نہیں دلائے گا حقیقت یہ ہے کہ اگر لاکھوں برس عبادت کرے گا تو وہ بھی ذریعہ نجات نہیں بن سکے گا جب تک کہ فضل خداوندی نہ ہو اس لئے کہ وہ عبادت کرے گا اس کی طاقت کون دے گا۔ظاہر بات ہے وہ طاقت بھی وہی دے گا اور طاقت آنے کے بعد جو ارادہ دل میں ہوگا وہ ارادہ کون پیدا کرے گا وہ بھی وہی پیدا کریگا پھر توفیق کون دے گا؟ وہ بھی وہی دیگا پھر آپ نے کیا کیا؟ سب کچھ تو انہوں نے کرایا ارادہ انہوں نے دیا طاقت انہوں نے دی توفیق انہوں نے دی آپ نے صرف چار سجدے کر لئے تو کیا

کمال کیا اور ان سجدوں میں بھی آپ نے جو حرکت کی بدنی طاقت سے وہ طاقت بھی آپ کی ذاتی نہیں تھی وہ بھی انہی کی دی ہوئی تھی۔تو اول سے لے کر آخر تک کام تو سارا ان کا ہے اور کہنے لگیں آپ کہ میں نے کیا اور پھر آدمی اس پر فخر کرے فضول ہے۔بلکہ موقع شکر کا ہے کہ تمام نعمتیں اس نے اپنے فضل سے دے دی ہیں۔ (برداشت کے حیرت انگیز واقعات ص25)

باب(2)....انبیاء علیہ السلام کا خوف خدا (ازماخوز خوف خدا کے سچے واقعات)

سیدنا آدم علیہ السلام آنسوؤں کے پانی سے پھول کی پیدائش

حضرت آدم علیہ السلام اپنی لغزش پر اس قدر روئے ہیں کہ آپ کے آنسوؤں سے چھوٹے چھوٹے چشمے پیدا ہو گئے اور اسی پانی سے حق تعالیٰ نے خوشبودار پھول پیدا فرمائے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی ندامت اور گریہ وزاری سے آپ کی عبدیت کو پختہ فرما کر اس درجہ پر پہنچا دیا جس درجہ عبدیت پر تاج خلافت عطا ہونا علم الٰہی میں تجویز ہوا تھا۔

ایک لغزش پر تین سو سال ندامت سے رونا

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اپنی لغزش کو یاد کرتے ہوئے ایک طویل عرصہ تک روتے رہے یہاں تک کہ ندامت کے باعث آسمان کی طرف نگاہ بھی نہ کی ۔فرشتے آپ کی زیارت کے طالب ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام پیام الٰہی لئے حاضر ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے! ذرا آسمان کی طرف نگاہ تو اٹھایئے نیز آج تک اوپر نظر نہ کرنے کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں اس لغزش کے باعث سر اوپر اٹھانے میں شرمندگی محسوس کرتا ہوں!!! ایماندارو! ذرغور کرو۔قیامت کے روز گناہوں کے باعث جو حال ہوگا،اس کے بارے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یوں فرماتے ہیں:

ناکسوا رؤسھم عندربھم

قیامت کے دن بندے اپنے رب کے حضور سر جھکائے ہونگے۔وہبؒ نے کہا: آدم علیہ السلام جنت سے نکلنے کے بعد تین سو سال روئے اور لغزش ہوجانے کے بعد کبھی آسمان کی طرف اپنا سر نہ

اٹھایا۔(خوف خدا کے سچے واقعات ص36)

حضرت نوح علیہ السلام اور خوف خدا

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سام کو نصیحت فرمائی:۔میرے پیارے بیٹے! قبر میں اس حال میں ہرگز داخل نہ ہونا کہ تیرے دل میں ذرّہ برابر تکبر ہو، اس لئے کہ کبریایی کی چادر اللہ تعالیٰ کے لئے مختص ہے۔جو شخص ا للہ تعالیٰ کی اس چادر کو پھاڑ نے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوجاتا ہے۔اے میرے پیارے بیٹے قبر میں اس حال میں ہرگز داخل نہ ہونا کہ تیرے دل میں ذرہ برابر بھی رحمت الٰہی سے ناامیدی ہو اس لئے کہ (بد بخت) گمراہ آدمی ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے۔(حوالہ مذکورہ)

تین سو سال رونے سے آنکھوں کے کھالیاں پڑ گئیں

وہب بن وردنے کہا: اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو بیٹے کے متعلق عتاب فرمایا اور کہا:..... اِنّـــــی

اعظك ان تكون من الجاهلين

میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں میں سے نہ ہو....تو آپ تین سو سال تک روتے رہے، یہاں تک کہ رونے کی وجہ سے آنکھوں کے نیچے کھالیاں سی بن گئیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام اور خوف خدا

حضرت داؤدعلیہ السلام چالیس سال تک اپنی لغزش کے باعث روتے رہے، نیز توبہ کی قبولیت کے بعد بھی اپنا منہ چھپائے رکھتے۔لوگوں نے آپؑ کی زیارت پر اصرار کیا تو آپؑ نے فرمایا میں تو منہ دکھانے کے قابل نہیں: اللہ اللہ!(تفصیل سورۂ انبیا میں بالوضاحت موجود ہے)۔حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی: مجھ سے اس طرح ڈر جیسے شیر سے ڈرا کرتا ہے۔خوف کا اثر دل میں ہوتا ہے دل میں خوف ہونے کی نشانی یہ ہے کہ دنیوی لذتوں سے دل بیزار رہے اور خاکساری اور فروتنی پائی جائے۔عاقبت کا اندیشہ اور آخرت کا محاسبہ ومواخذہ دل میں سمائے اور رتکبر، حسد، حرص دنیا باقی نہ رہے اور مانند اس کے

ہوجائے، جس کو شیر نے پکڑا ہو نہ کھانے کی سدھ رہے، نہ طاقت جماع کی باقی نہ رہے اور خوف والے کے بدن کی علامت، زردی اور لاغری ہے۔معصیت کی خواہش نہیں رہتی اور جو شہوت سے باز رہے اس کو صاحب عفت کہتے ہیں اور حرام سے اپنے آپ کو باز رکھے تو اس کو صاحب وراع کہتے ہیں۔

اگر شبہات سے یا ایسے حالات سے جس میں اندیشہ حرام کا ہو اس بچے اس کو متقی کہتے ہیں۔

تیس ہزار کا خوف خدا سے ہلاک ہوجانا

یزید رقاشی فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت داؤدعلیہ السلام چالیس ہزار افراد سے خطاب کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔آپ نے انھیں وعظ ونصیحت فرمائی اللہ سے ڈرایا، یہاں تک کہ ان میں سے تیس ہزار آدمی ہلاک ُ ہوگئے ٗصرف دس ہزار افراد کے ساتھ آپ واپس تشریف لائے۔یہ بھی روایت ہے کہ آپ کے پاس دو باندیاں تھیں جن کے سپرد یہ کام تھا کہ جب حضرت داؤدؑ خوف خدا کی وجہ سے تڑپنے لگیں اور بے ہوش ہوجائیں تو یہ دونوں باندیاں آپ کے اعضاء کو لپٹ جائیں تاکہ آپ کے جسم کے جوڑ سلامت رہیں۔

سرخ کیڑے کا روزانہ 1000 مرتبہ اللہ کی حمد کرنا

حضرت داؤدعلیہ السلام اق پنے حجرے میں بیٹھے زبور پڑھ رہے تھے۔دیکھا کہ مٹی میں ایک سرخ کیڑا نکلا ہے انھوں نے اپنے دل میں کہا کہ اس کیڑے کو اللہ تعالیٰ نے کس بات کیلئے بنایا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کیڑے کو حکم دیا اور وہ بول اٹھا اور کہا:

اے اللہ کے نبی! میرا دن ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ ہر روز ایک ہزار یہ پڑھا کروں:

سبحان الله والحمد لله ولا اله اِلاّ والله اكبر

اللہ پاک ہے...اور اللہ کی حمد ہے...اور اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں...اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

اور میری ہر شب اس طرح گزرتی ہے کہ رات کو میرے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی کہ ہر شب کو ایک ہزار بار پڑھوں:

اللّٰھم صلِّ علٰی محمد النبی الامّی وعلیٰ اٰلہ واصحٰبہ وسلّم

اے اللہ! حضرت محمد نبی امی (ﷺ) پر رحمت فرما اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر سلامتی فرما۔

اب آپ کیا کہتے ہیں، تا کہ میں آپ سے استفادہ کروں؟ حضرت داؤد علیہ السلام اس کیڑے کو حقیر جاننے پر شرمندہ ہوگئے، اللہ سے ڈر کر توبہ کی اور اسی پر بھروسہ کیا۔ (خوف خدا کے سچے واقعات ص42)

آنسوؤں سے گھاس اگ گئی

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام چالیس دن برابر سجدے میں پڑے روتے رہے حتٰی کہ اِن کے آنسوؤں سے گھاس اگ آئی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی: اے داؤد! تم کیوں روتے ہو اگر تم ننگے، بھوکے، پیاسے ہو تو بتلاؤ تا کہ میں کپڑا اور پانی بھیجوں۔

اس پر اِنہوں نے ایسا سانس لیا کہ ان کے سانس کی گرمی سے لکڑی میں آگ لگ گئی پس اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ انہوں نے عرض کی کہ اے اللہ میرا گناہ میری ہتھیلی پر نقش فرما دے تا کہ میں اسے ہمیشہ یاد رکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی درخواست قبول کر لی پھر جب وہ کھانے پینے کے لیئے ہاتھ بڑھاتے تو اپنے اس نقش کو دیکھ کر روتے اور اتنا کہ پیالہ جو پانی سے نہ بھرا ہوتا ان کے آنسوؤں سے بھر جاتا۔ روایت میں آتا ہے کہ داؤد علیہ السلام اس قدر روئے کہ انکی طاقت زائل ہوگئی۔ عرض کی اے ارحم الرحمین آپ میرے رونے پر رحم نہیں فرماتے؟ ارشاد ہوا اے داؤد تم رونے کا تو ذکر کرتے ہو اور تمہیں خطائیں بھول گئیں۔ عرض کی: اے اللہ! میں اپنی خطاؤں کو کیسے بھول سکتا ہوں کہ اس سے پہلے میں جب زبور پڑھتا تھا....تو نہر میں بہتا ہوا پانی تھم جاتا تھا....اور چلتی ہوئی ہوائیں رک جاتی تھیں......اڑتے ہوئے جانور میرے سر پر اور وحشی جانور میری محراب میں جمع ہو جاتے تھے....اب ان میں سے کوئی بات بھی نہیں اے اللہ! یہ کیسی وحشت اور کیسی نفرت ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہوا:۔

اے داؤد! وہ طاعت و بندگی کا انس تھا اور یہ معصیت کی وحشت ہے۔ اے داؤد آدم میرا بندہ تھا، اسے

میں نے اپنے دست لطف سے پیدا کیا، اپنی روح اس میں پھونکی، ملائکہ کو اس کے سجدے کا حکم دیا، کرامت و بزرگی کا لباس اسے پہنایا اور وقار کا تاج اس کے سر پر رکھا، اس نے اپنی تنہائی کا گلہ کیا تو میں نے حوا کو پیدا کیا اور دونوں کو بہشت میں رکھا۔ اس نے ایک خطا کی تو میں نے اسے ننگا کر کے اپنی بارگاہ سے زمین پر بھیج دیا اے داؤد! تو سن اور حق کو سمجھ کہ تو ہماری طاعت و بندگی کرتا تھا تو ہم تیرے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتے تھے۔ تو نے جو سوال کیا ہم نے پورا کیا، تو نے گناہ کیا ہم نے مہلت دی۔ اس کے باوجود اب بھی توبہ کر کے ہماری طرف رجوع کرو گے تو ہم قبول کر لیں گے۔ (حوالہ مذکورہ)

40 سال تک روتے رہے

مجاہد نے کہا، جب داؤد علیہ السلام سے خطا ہوئی تو آپ چالیس روز تک سجدے میں پڑے رہے، یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے سبزی اگ آئی، جس نے سر کو چھپا لیا پھر پکارا: اے رب! پیشانی زخمی ہوگئی اور آنکھیں خشک ہوگئیں۔

اِن کو آواز آئی: کیا تو بھوکا ہے کہ تجھے کھانا دیا جائے؟ یا بیمار ہے کہ شِفا دی جائے یا مظلوم ہے کہ تیری مدد کی جائے؟

تو آپ کے منہ سے ایسی آہیں نکلیں کہ ساری سبزی میں ہیجان پیدا ہوگیا ہوگیا اس وقت اللہ نے اِن کو معاف کر دیا۔ کہا گیا ہے کہ داؤد علیہ السلام کو بیمار سمجھ کر لوگ بیمار پرسی کے لئے آتے حالانکہ ان کو صرف اللہ کا ڈر ہوتا تھا کوئی بیماری نہ ہوتی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور خوف خدا

سلیمان علیہ السلام کی خار پشت سے گفتگو

ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک پیالہ آب حیات کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے نزدیک لائے اور کہا:۔

حق تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے....کہ آپ یہ جام نوش کریں تو قیامت تک نہ مریں گے۔ سلیمان علیہ

السلام نے جن و انس وحیوانات سے اس بات کا مشورہ کیا۔سب نے یک زبان ہوکر کہا:۔مبارک ہے پیجئے اور حیات ابدی حاصل کیجئے۔

تب سلیمان ؑ نے اندیشہ کیا کہ کوئی اس مشاورت سے خالی تو نہیں رہا۔ایک خار پشت باقی رہ گیا تھا۔سوخیال میں گزرااور اسے بھی بلانے کے لئے گھوڑے کو بھیجا۔وہ اس کے ساتھ نہ آیا تب حضرت نے کتے کو بھیجا۔خار پشت اس کے ساتھ چلا آیا۔سلیمان علیہ السلام نے کہا:۔تیرے ساتھ کچھ مشورہ کرنا ہے لیکن یہ تو بتا کہ گھوڑے سے زیادہ کونسا جانور شریف ہے جو تو اسکے بلانے سے نہ آیا اور کتا جو سب جانوروں سے خسیس اور نجس وناپاک جانور ہے اس کے ساتھ چلا آیا اس کا کیا سبب ہے؟ خار پشت بولا۔گھوڑا اگرچہ شریف ہے لیکن بے وفا ہے یہی چاہتا ہے کہ کسی طرح سوار کو گرادے دوسرے یہ کہ دشمن کو بھی اپنے اوپر سوار کر لیتا ہے اور کتا ہر چند کہ خسیس ونجس ہے لیکن وفادار ہے ایک لقمہ کھائے تو ساری عمر اس کا احسان نہ بھولے تب سلیمان ؑ نے کہا:۔ایک جام،آب حیات کا میرے پاس بھیجا گیا ہے اور اسکے پینے یا نہ پینے کا مجھے اختیار ہے۔سب نے مجھے اس کے پینے کی رائے دی ہے۔بھلا تیری اس میں کیا صلاح ہے؟ پیوں یا رد کروں۔خار پشت نے پوچھا:۔یہ آب حیات فقط آپ کیلئے آیا ہے.....یا سب عیال واطفال وعزیز بھی اسے پیویں گے؟ فرمایا:۔مجھ اکیلے کو اس کے پینے کا حکم ہے: خار پشت بولا۔تو اس کا پینا مناسب نہیں، کیونکہ نہیں، کیونکہ ہر ایک عزیز تمھارے روبرو جب مرے گا تو ان کے غم وماتم سے یہ جان شیریں آپ کو تلخ ہوگی۔عزیز دوست جب کوئی نہ رہا تو زندگانی حیف ہے۔یہ بات سلیمان ؑ کو پسند آئی اور وہ آب حیات واپس کر دیا۔

حضرت شعیب علیہ السلام اور خوف خدا

روتے روتے بینائی چلی گئی

بیان کرتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی ذات والا برکات سے اتنا اشتیاق پیدا ہوا کہ آپ مسلسل دس سال تک روتے رہے، یہاں تک کہ آپ کی آنکھیں جاتی رہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے دوبارہ روشنی بحال فرمادی۔پھر گیارہ سال تک روتے رہے یہاں تک کہ آنکھوں کی روشنی پھر

ختم ہوگئی۔اللہ تعالیٰ نے پھر کرم فرمایا اور آنکھیں پہلے کی طرح صحیح وسالم دیکھنے لگیں مگر: مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی عشق الٰہی کا غلبہ مزید تیز ہوا اور اسی طرح گیارہ برس تک زاروقطار روتے ہوئے گزر گئے،حتیٰ کہ آنکھوں کی بینائی پھر جواب دے گئی،اللہ تعالیٰ نے پھر روشنی عطا فرمادی،نیز خطاب فرمایا:اے میرے شعیب !اگر تم جنت کے طالب ہو اور دوزخ سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو سنو!تمہیں جنت عطا کی اور دوزخ کو تم پر حرام ٹھرایا۔اب تو خوش ہوجاؤ۔آپ نے عرض کیا:الٰہی!نہ مجھے جنت کی طلب ہے نہ جہنم کے ڈر سے روتا ہوں میں تو صرف تیرے عشق میں مبتلا ہوں۔آواز آئی اچھا پھر روتے رہیئے اور اپنے عشق کی تکمیل کرتے رہیئے چنانچہ مزید دس برس تک عشق خداوندی میں آنسو بہاتے رہے یہاں تک کہ اپنی آنکھیں اپنے رب کے حضور نثار کردیں۔

شعیب علیہ السلام یہاں تک روئے کہ بینائی جاتی رہی، پھر خدا نے اِن کو بینائی عطا فرمائی پھر اس قدر روئے کہ ان کی بینائی جاتی رہی۔

خدائے تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی حالانکہ خدا کو سب سے زیادہ معلوم ہے کہ اگر آپ کا رونا دوزخ کے خوف سے ہو تو میں آپ کو اس سے امن دیتا ہوں اور اگر آپ کا رونا جنت کے شوق میں ہو تو میں جنت کو آپ کے لئے واجب کئے دیتا ہوں انہوں نے عرض کیا:''اے میرے رب!نہ میں اس کی وجہ سے روتا ہوں اور نہ اس کی وجہ سے، بلکہ میں تو صرف آپ کے شوق میں روتا ہوں۔''

خدا نے وحی بھیجی:۔اچھا تو پھر روئیے کیونکہ اس بیماری کا تو سوائے رونے کے کوئی علاج ہی نہیں۔(حوالہ:احیاء العلوم)

حضرت اسحاق علیہ السلام اور خوف خدا

آپ کی ولادت سے سارے بت سرنگوں ہوگئے

آپ سائرہ علیہ السلام کے بطن سے پیدا ہوئے تو اسی رات یہاں کے بت خانوں میں سارے بت سرنگوں ہوگئے اور وہ بت یہ پکار اٹھے:۔ ......**لا الہ الا اللہ اسحٰق نبی اللہ...**

بعدازاں جب آپ بڑے ہوئے اور رسالت کی چادر پہنی تو ہمیشہ طاعت اور نماز میں مشغول رہتے،کسی

وقت بھی یادِ الٰہی سے خالی نہ رہتے ، ہمیشہ ڈر کے مارے کانپتے رہتے ۔چنانچہ قصص انبیاء میں لکھا ہے:۔جب رات ہوتی تو آپ گلے میں زنجیر ڈال کر پیٹھ باندھ لیتے ۔اور ساری رات اس طرح بسر کرتے ۔اور دن کو تبلیغ ورسالت کا کام کرتے چنانچہ آپ کی ساری عمر اسی طرح بسر ہوئی۔آپ کو معجزہ وصف یہ ملا کہ آپ کی نسل سے ستر پیغمبر مرسل پیدا ہوئے ۔اور بنی اسرائل کے صاحب ملت بنے۔سارے درویش!انبیاءاولیاءخوف الٰہی کے مارے اسی طرح پگھلتے آئے ہیں جیسے سونا کٹھالی میں اس واسطے کہ اپنا انجام کسی کو معلوم نہیں کہ جہاں سے کیسے جائے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور خوف خدا

دو میل تک دل کی دھڑکن کی آواز

ابراھیم علیہ السلام کو جب اپنی خطا یاد آتی تو غشی طاری ہوجاتی اور اِن کے دل کی آواز ایک میل کے فاصلہ سے سنائی دیتی تھی۔کسی نے آپ ؑ سے کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں پھر اس قدر غم کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب میں اپنی خطا کو یاد کرتا ہوں تو دوستی کو بھول جاتا ہوں۔حضرت ابراہیم ؑ کی لغزش کا جب ذکر کیا جاتا،تو ان پر غشی طاری ہوجاتی اور میل دو میل سے ان کے دل کی دھڑکن سنی جاتی ۔اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی جانب بھیجا،انہوں نے ان کو کہا: جبار تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کیا آپ نے کوئی خلیل (گہرا دوست) دیکھا ہے جو اپنے خلیل سے ڈرتا ہو۔اِنہوں نے فرمایا:اے جبرائیل!جب میں اپنی لغزش کو یاد کرتا ہوں اور اس کے انجام پر غور کرتا ہوں تو اپنی خلعت بھی بھول جاتا ہوں۔میرے بھائیو!جب انبیاء کرام علیہ السلام ،اولیائے صالحین اور زاہدین کا یہ حال ہے تو اس سے عبرت حاصل کرو۔حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز میں مشغول ہوتے تو میل بھر کے فاصلے سے اِن کے آہ و بکا کی آواز سنائی دیتی ابو درداء نے کہا ابراہیمؑ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اللہ کے خوف کی وجہ سے ان کے سینے سے ہنڈیا کے ابلنے کی سی آواز آتی۔عبداللہ بن رباح انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے کعبؓ سے ...**اِنَّ ابراھیم لحلیم اواہ منیب**....کی تفسیر میں سنا کہ ابراہیمؑ کی یہ حالت تھی کہ جب جہنم کا ذکر ہوتا تو جہنم کی وجہ سے بہت

درد مند ہوجاتے اور جہنم کی وجہ سے بہت آہیں بھرتے تھے۔(خوف خدا کے سچے واقعات ص 52)

حضرت موسٰی علیہ السلام اور خوف خدا

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمنائے دیدار الٰہی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیدار الٰہی کی تمنا کی:۔....**رب ارنی** ....میرے رب!مجھے زیارت سے نوازیئے۔

جواب آیا:........**لن ترانی**.....تم ہرگز نہیں دیکھ سکو گے۔

اس کلام کے بعد حضرت کلیم اللہ کو کسی نے مسکراتے نہیں دیکھا،البتہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے غمی اور خاموشی کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: جسے اس کا مالک فرمادے کہ تو مجھے نہیں دیکھ سکتا تو وہ غمناک کیوں نہ رہے۔

ایک مرتبہ آپ کوہ طور پر مناجات میں محو تھے کہ ارشاد ہوا میرے کلیم!تم نے بھوکا پیاسا اور پریشان رہنا کیوں پسند کرلیا ہے؟ آپ کے دل سے ایک ہوک سی بلند ہوئی اور پھر عرض گزار ہوئے!

الٰہی!تجھے سب کچھ معلوم ہے جب تو نے فرمادیا ہے.....**لن ترانی** .....اسی وقت سے میری بھوک اور پیاس مٹ چکی ہے،

آرام وسکون ختم ہوگیا ہے۔اب میں نے غم کو اپنا مونس وہمدم بنالیا ہے۔

ارشاد ہوا:۔اگر تم میرے دیدار کے طالب ہو اور محشر میں میری ملاقات کے تمنائی ہو تو شکم سیری سے پرہیز کرو قلب وجگر کو پیاسا رکھو،آنکھوں کو نمناک اور دل کو ماہی بے آب کی طرح تڑپتا رہنے دو۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور خوف خدا

کثرت گریہ سے رخسار پھٹ گئے اور دانت!!!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام خوف خدا میں بہت رویا کرتے تھے،ایک دفعہ اتنا روئے کہ اِن کے رخسار پھٹ

گئے۔ان پر سے گوشت اور چمڑا غائب ہو گیا اور بالآخر ان کے دانت واضح طور پر نظر آنے لگے۔آپ کی والدہ محترمہ نے یہ دیکھا تو ان سے رہا نہ گیا فرمایا بیٹا! مجھ سے تمھاری یہ حالت دیکھی نہیں جاتی اگر میں تمھارے دانتوں کے چھپانے کا بندوبست کروں تو کیسا رہے گا؟

آپ نے عرض کی: بہت بہتر جیسے آپ کی مرضی۔آپ کی والدہ محترمہ نے اون لے کر اس سے ایک پھاہا سا بنایا اور آپ کے چہرے پر رخساروں کی جگہ رکھ دیا، لیکن حضرت یحییٰ علیہ السلام جب رونا شروع کرتے تو وہ پھاہا تر ہوجاتا، آپ کی والدہ محترمہ اس گیلے پھاہے کو اتار کر اس کی جگہ نیا پھاہا رکھ دیتیں حضرت یحییٰ علیہ السلام پھر روتے اور پھاہا پھر آپ کے آنسوؤں سے تر بتر ہوجاتا، آپ کی والدہ محترمہ اسے پھر بدل دیتیں کئی بار ایسا ہوا۔

بچپن میں خوف خدا کا انداز

یحییٰ علیہ السلام ابھی بچے تھے کہ خوف الٰہی سے اس قدر روئے کہ رخسار مبارک کا گوشت و پوست گل گیا۔الغرض ایک روز پہاڑ پر سر سجدے میں سر رکھ کر رو رہے تھے آپ کی والدہ صاحبہ بھی جا نکلیں۔آپ کو اس حالت میں دیکھ کر شفقت مادرانہ کی۔آپ نے سمجھا کہ شاید ملک الموت ہے، اس لئے کہا کہ ذرا ٹھہر جا، تا کہ میں والدہ کا دیدار کرلوں۔یہ سن کر آپ کی والدہ صاحبہ نے نعرہ مار کر کہا اے جان مادر! میں ملک الموت نہیں میں تیری ماں ہوں میرے ساتھ چل اور کھانا کھالے۔الغرض حکم عدولی نہ کرکے آپ والدہ کے ہمراہ گھر آئے والدہ صاحبہ نے فرمایا: اے یحییٰ! تو ابھی بچہ ہے تو نے ایسا گناہ نہیں کیا جس کے سبب تو اس قدر روتا ہے۔عرض کیا آپ سچ فرماتی ہیں لیکن اگر قیامت کے دن مجھے دوزخ میں ڈال دیں تو کیا آپ مجھے چھڑا سکتی ہیں؟ فرمایا نہیں۔عرض کی پس آپ پر واجب نہیں کہ مجھے رونے اور یاد الٰہی سے باز رکھیں کیونکہ مجھے اس کی تدبیر آج ہی کرنی ہے تا کہ میں روز قیامت کو عذاب دوزخ سے رہا ہوسکوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خوف خدا

قیامت کے خوف سے تمام بال سفید ہو گئے

حضرت عیسیٰ کے حواریوں نے ان سے کہا کہ ہم آپ پر تب ایمان لائیں گے جب آپ ہمیں کوئی نشانی دکھائیں۔آپ نے فرمایا کیا؟ کہنے لگے کوئی مردہ زندہ کرکے دکھائیں۔آپ ان کو ایک قبر پر لے گئے اور قبر پر لے جا کر آپ نے مردے سے کہا:

قم باذن اللہ.....تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا!

اللہ تعالیٰ نے اس مردے کو تھوڑی دیر کے لئے زندہ کر دیا۔آپ نے دیکھا کہ ایک نوجوان قبر میں سے اٹھا اس کے بال سفید تھے مگر اس کا چہرہ جوانوں جیسا لگ رہا تھا۔

پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں نوح علیہ السلام کا نیک بیٹا ہوں۔

ایک بیٹے کا تو کفار کے ساتھ حشر ہوا اور وہ ڈوب گیا تھا۔

آپ نے فرمایا: اچھا تجھے مرے ہوئے کتنا وقت گزر چکا؟ اس نے کہا: چار ہزار سال ہو گئے ہیں۔

پھر پوچھا: بتاؤ تمھارے ساتھ قبر میں کیا معاملہ ہوا؟ کہنے لگا: میں قبر میں تھا تو سخت سزا تھی لیکن جب مجھے..... **قم باذن اللہ** کہا گیا تو میں یوں سمجھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے تو قیامت کے خوف کی وجہ سے میرے تمام بال سفید ہو گئے ہیں۔میں سمجھا کہ شائد مجھے قیامت کے لئے کھڑا کیا جا رہا ہے وہ ایسا دن ہوگا کہ........ **یوم یجعل الولدان شیبا**........

جس دن کی سختی بچوں کو بھی بوڑھا کر کے رکھ دے گی اب بتائیے کہ اس وحشت کے دن میں ہمیں اپنے پروردگار کے حضور کھڑا ہونا ہے اور انسان کے نیک عملوں کا اس کے سر کے اوپر سایہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا موت سے ڈرنا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنی موت کو یاد کرتے تو ان پر ایک خاص کیفیت طاری ہوجاتی۔باوجود یہ کہ انھیں روح اللہ کا اعزاز حاصل تھا، پھر بھی ان کے دل میں اتنا خوف پیدا ہوجاتا کہ پسینہ سے ان کی

جگہ تر ہوجاتی۔ درحقیقت ان کا یہ پسینہ سرتاپا خون ہی تو تھا۔ جب روح اللہ کا یہ حال تھا تو بوقت مرگ ہمارا کیا حال ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قبر والوں سے خطاب

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں (وہ لوگ جو آپ پر ایمان لانے کے بعد آپ کی مصاحبت میں آپ کے ہمراہ رہتے تھے)
کے ہمراہ قبرستان میں ایک قبر پر کھڑے تھے۔ اسی موقعہ پر آپ کے حواریوں نے قبر کی تاریکی، اس کی تنگی اور اس کی وحشت کا ذکر کیا تو
عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:۔
’تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں اس سے بھی زیادہ تنگ وتاریک مقام پر تھے جب اللہ تعالیٰ فراخ کرنا چاہتا ہے فراخ کردیتا ہے‘ (کتاب لزہدالابن حنبل ص54)

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مکالمہ

حضرت تھانویؒ کے مواعظ میں دو پیغمبروں کا ذکر ہے، ایک حضرت یحییٰ علیہ السلام کا اور دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا۔ یہ دونوں باہم خالہ زاد بھائی ہیں، رشتہ بھی قریب کا ہے لیکن ان دونوں کی شان الگ الگ ہے۔
حضرت یحییٰ علیہ السلام پر خشیت الٰہی کا غلبہ تھا، وہ ہر وقت روتے رہتے تھے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان یہ تھی کہ وہ ہر وقت مسکراتے رہتے تھے، ایک دفعہ دونوں کی ملاقات ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہا: بھائی صاحب! آپ اللہ تعالیٰ سے اتنا کیوں ڈرتے ہیں؟ اتنا خوف کیوں ہے؟ آخر اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم بھی تو ہیں۔ دیکھئے آپ نے روتے روتے اپنے رخسار بھی خراب کرلئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا:۔ میں دیکھتا ہوں آپ روتے ہی نہیں۔ جب دیکھو ہنستے رہتے ہیں، آپ کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہونا چاہیئے۔ حالانکہ دونوں اللہ کے نبی ہیں دونوں برحق ہیں، دونوں کا حال اپنی اپنی جگہ سچا ہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ایک فرشتہ نازل فرمایا اس نے ان دونوں سے عرض کیا:
’’اللہ پاک نے مجھے آپ دونوں کی خدمت میں بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کا حال بھی درست ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا حال بھی صحیح ہے‘‘ ’’خشیت الٰہی سے رونا بھی برحق ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مسکرانا بھی سچ ہے۔ رونا بھی چاہیئے اور مسکرانا بھی چاہئے‘‘
لیکن فرمایا کہ ’’حضرت یحییٰ علیہ السلام کو جو حال ہے وہ تنہائی میں ہونا چاہئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حال جلوت میں ہونا چاہیئے۔
یعنی جب سب کے سامنے ہو تو چہرے پر مسکراہٹ ہونی چاہیئے اور جب تنہائی میں ہو تو اپنے گناہوں پر رونے والا ہونا چاہیئے‘‘
لہٰذا ہمارے لئے راہِ عمل یہ ہے:۔ تنہائی میں اپنے گناہوں، اپنی کوتاہیوں، خامیوں، کمزوریوں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی عدم ادائیگی پر رونا چاہیئے، کہ یااللہ میں بہت خطاکار ہوں، آپ کے احکام کی بجاآوری میں بڑا غافل اور نالائق ہوں آپ سے معافی چاہتا ہوں معاف کردیجئے۔ تنہائی میں یہ جذبہ اور سب کے سامنے چہرے پر مسکراہٹ ہو۔ (مواعظ تھانوی)

حضرت یعقوب علیہ السلام اور خوف خدا
عزرائیلؑ کے تین قاصد

زہرالریاض میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا ملک الموت سے بھائی چارہ تھا۔ ایک دن ملک الموت حاضر ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا تم ملاقات کیلئے آئے ہو یا روح قبض کرنے کو؟
عزرائیل نے کہا: صرف ملاقات کو آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے ایک بات کہنی ہے۔
ملک الموت بولے: کہئے کون سی بات ہے؟ آپ نے فرمایا: جب میری موت قریب آجائے اور تم روح قبض کرنے کو آنے والے ہو تو مجھے پہلے سے آگاہ کردینا۔
ملک الموت نے کہا:۔ بہتر! میں اپنی آمد سے پہلے آپ کے پاس دو تین قاصد بھیجوں گا۔ جب حضرت

یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا اور ملک الموت روح قبض کرنے کو پہنچے تو آپ نے کہا تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ اپنی آمد سے پہلے میری طرف قاصد بھیجو گے۔عزرائیل نے کہا میں نے ایسا ہی کیا تھا۔
پہلے تو آپ کے سیاہ بال سفید ہوئے.........یہ پہلا قاصد تھا۔ پھر بدن کی چستی وتوانائی ختم ہوئی........یہ دوسرا قاصد تھا۔
اور بعد میں آپ کا بدن بھی جھک گیا.........یہ تیسرا قاصد تھا۔اے یعقوب علیہ السلام ہر انسان کے پاس میرے تین قاصد آئے ہیں۔

مصنى الدهى والايام والذنب حاصل : وجاء رسول الموت والقلب غافل
يعمك فى الدنيا غرور وحسره : وعيشك فى الدنيا محال وباطل

زمانہ گزر گیا اور گناہوں کو چھوڑ گیا موت کا قاصد آپہنچا اور دل (خدا سے) غافل ہی رہا
تیری دنیاوی نعتیں دھوکہ اور فریب ہیں دنیا میں تیرا ہمیشہ رہنا محال اور کذب محض ہے۔
(اور کبھی کبھی مذکورہ مراقبہ موت پر عمل کریں بہت فائدہ ہوگا:۔

اپنے آپ سے پوچھے!

اپنا محاسبہ کیجیے اور کہ ان میں سے کون سی ایسی نیکی ہے جسے آپ کر رہے ہیں (اللہ تعالیٰ کے سوا) لوگوں میں سے کسی کو اس کی خبر نہیں؟
نمبر 1 سحر کے وقت اِستغفار؟ 2 خفیہ طور پر صدقہ؟ 3 خلوت میں آنسو بہنا؟ 4 تہجد کی نماز؟ (رسالہ علم وعمل لاہور، م ء

کبھی کبھی مراقبہ موت کیجئے

پہلے تو یہ سوچیئے میں کس قدر بیمار ہوں اور پھر مرنے کو گویا آب تو میں تیار ہوں، بعد اس کے سوچیئے میں مر گیا روتے ہے سب میرے مرنے کی خبر سن کر جمع ہوتے ہیں سب اب مجھ کو تختِ پر لٹھایا اور نہلانے لگے پھر کفن کچھ لوگ مِل کر مجھ کو پہنانے لگے، آب مجھے سب دیکھتے ہے آخری دیدار ہیں سب کے دل میں حسرتِ ہے سب کے دل میں پیار ہے آب جنازہ ہے میرا تیارے لے جانے لگے، اہلِ خانہ کو

میرے کچھ لوگ بہلانے لگے لا کے میت کو میرے مسجد کے باہر رکھ دیا اور پھر میرا جنازہ سب نے مل کر پڑھ لیا اب مجھے کچھ لوگ قبرستان لے جانے لگے، پھر وہ قبرستان پہنچ کر مجھ کو دفنانے لگے کل تک اپنے تھے، جو وہ آج بے گانے لگے جب اندھیرے میں مجھے سب چھوڑ کر جانے لگے قبر میں آب میں ہو تنہا پاس ہیں منکر نکیر جانبِ حق سے گویا آئے ہے بن کر سبھیر آب اُنھوں نے جو کیا مجھ سے اثر کوئی سوال پاس تو کچھ بھی نہیں اس بدعمل کے جزمالار پھر یہ سوچیئے حشر کا میدان قائم ہوگیا روزے محشر عدل کا میزان قائم ہوگیا میں کھڑا ہوں ایک طرف ہے خوف سے حالت بُرے کیا دکھاؤ گا میں صورت ہے میری سیرت بُرے غیب سے اتنے میں ایک آواز آتی ہے مجھے ذات اقدس کی جیسے جیسے بلاتی ہے مجھے آہ اِدھر آہ بدعمل تیرا بھی آب لے لو حساب کھول نالائق ذرا اعمال کی اپنی کتاب آب سوالوں سے میں اُسکے ہوگیا ہوں لاجواب خُلد میں جاناپ جایا ہوگیا حکمِ عذاب اب فرشتوں کیلئے ہوتا ہے یہ اِرشاد حق ڈال دو دوزخ میں اس کو تا کہ حاصل ہو سبق زندگی بھر یہ بُرے اعمال کرتا ہی رہا عالم فانی کی رنگینی پہ مرتا ہی رہا، اور ستم اس پر کہ خود کو بااعمال کہتا تھا یہ اپنی ہی تعریف میں شعروں غزل کہتا تھا، یہ لوگ سارے دیکھتے ہے مجھ ذلیل وخوار کو خاسروں، بدبخت کو بدکار کو، لاچار کو اب سوائے حسرتِ وافسوس کے کیا کی جیئے اے اثر اس بات کو ہر روز سوچا کی جیئے۔(دارالایمان والتقوٰی پشاور)

(اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین)

باب(3)...نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے برداشت اور صبر وتحمل کے ایمان افروز واقعات

نبی کریم ﷺ کا تحمل وبرداشت.... پہلا واقعہ

نبی کریم ﷺ سے ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے! آپ کی قوم میرے پاس آئی ہے اور اس نے ایسی ایسی باتیں کہیں ہیں۔
تم مجھ پر ترس کھاؤ اور اپنی جان پر بھی۔ اور اتنا بوجھ مجھ پر نہ ڈالو کہ جس کو نہ میں اٹھا سکوں اور نہ تم۔لہٰذا تم

اپنی قوم کو وہ باتیں کہنی چھوڑ دو جو ان کو ناگوار لگتی ہیں۔اس سے نبی کریم ﷺ یہ سمجھے کہ آپ کے بارے میں آپ کے چچا کی رائے بدل گئی ہے اور وہ اب آپ
کی مدد چھوڑ کر آپ کو قوم کے حوالے کرنے والے ہیں اور اب ان میں آپ کا ساتھ دینے کی ہمت نہیں رہی ہے۔اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے میرے چچا! اگر سورج میرے دائیں ہاتھ میں اور چاند میرے بائیں ہاتھ میں رکھ دیا جائے تو بھی میں اس کام کو چھوڑنے والا نہیں ہوں۔(میں اس کام میں لگا رہوں گا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو غالب کر دیں یا اس کام کی کوشش میں میری جان چلی جائے اتنا کہہ کر نبی کریم ﷺ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور آپ رو دیئے۔اور آپ وہاں سے پشت پھیر کر چل دیئے جب ابو طالب نے دیکھا
کہ نبی کریم ﷺ اپنے کام پر اتنے پختہ ہیں (کہ اس کے لیے جان تک قربان کرنے اور چاند اور سورج تک اٹھا لینے کو تیار ہیں) تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو پکارا۔اے میرے بھتیجے! آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ابو طالب نے کہا آپ اپنا کام کرتے رہیں اور جیسے دل چاہتا ہے کرتے رہیں اللہ کی قسم! میں کسی وجہ سے تمہارا کبھی ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ (اخرجہ البیہقی کذافی البدایۃ ج 3 ص 42)

دوسرا واقعہ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو قریش کا ایک کمینہ آدمی نبی کریم ﷺ کے سامنے آیا اور اس نے آپ پر مٹی ڈالی۔آپ اپنے گھر واپس چلے گئے۔آپ کی ایک بیٹی آ کر آپ کے چہرے پر مٹی صاف کرنے لگی۔اور رونے لگی۔آپ نے فرمایا اے میری بیٹی! مت رو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے والد کی حفاظت کرنے والے ہیں اور آپ فرما رہے تھے کہ ابو طالب کے انتقال تک قریش میرے ساتھ اتنی ناگواری کا معاملہ نہیں کر رہے تھے۔اب یہ شروع ہو گئے ہیں۔
(اخرجہ البیہقی کذافی البدایۃ ج۳ ص۱۳۴)

تیسرا واقعہ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو مشرکین کی طرف سے

جو تکلیفیں اٹھانی پڑیں تم نے ان میں سے زیادہ سخت تکلیف کونسی دیکھی؟ انہوں نے کہا کہ مشرکین مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا اور آپ ان کے معبودوں کے بارے میں جو فرماتے تھے اس تذکرہ کر رہے تھے کہ اتنے میں نبی کریم ﷺ سامنے سے تشریف لائے وہ سب ایک دم کھڑے ہو کر نبی کریم ﷺ پر ٹوٹ پڑے۔چیخ و پکار کی آواز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تک پہنچی۔لوگوں نے ان سے کہا اپنے حضرت کو بچالو۔حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے اٹھ کر چل پڑے۔ان کی چار زلفیں تھیں اور وہ یہ کہتے جا رہے تھے تمہارا ناس ہو۔کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا ہے تمہارے پاس کھلی نشانیاں تمہارے رب کی۔تو وہ نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے۔پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس واپس آئے (اور کافروں نے آپ کو اتنا مارا تھا کہ) جس زلف کو بھی پکڑتے وہ ہاتھ میں آ جاتی (یعنی سر کے بال چوٹوں کی وجہ سے جھڑنے لگ گئے تھے۔اور وہ فرما رہے تھے:
،،**تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ**، ترجمہ:۔،،تو بہت برکت والا ہے اے بڑائی اور عظمت والے۔،،حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کافروں نے نبی کرم ﷺ کو اتنا مارا تھا کہ آپ بے ہوش ہو گئے تھے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہنے لگے تمہارا ناس ہو کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے لوگوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کافروں نے کہا، پاگل نعوذ باللہ ابو بکر ہے۔(اخرجہ ابو یعلی)

چوتھا واقعہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دن لوگوں میں بیان کر رہے تھے۔انہوں نے فرمایا اے لوگو! بتاؤ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین آپ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو بھی میرے مقابلہ میں آیا میں تو اس پر غالب ہوا۔سب سے بہادر تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ہم لوگوں نے (غزوۂ بدر کے موقع پر) نبی کریم ﷺ کے لئے چھپر بنایا تھا۔پھر ہم نے کہا کہ کون نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے گا تا کہ کوئی مشرک نبی کریم ﷺ (پر حملہ) کا ارادہ نہ کر سکے۔اللہ کی قسم! ہم میں

سے کوئی بھی نبی کریم ﷺ کے قریب نہ جا سکا بس ایک ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی ہمت کی اور وہ ننگی تلوار لئے ہوئے نبی کریم ﷺ کے سرہانے کھڑے رہے۔ جو کافر بھی نبی کریم ﷺ کی طرف آنے کا ارادہ کرتا یہ اس پر جھپٹتے۔ تو یہ ہیں لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر۔ (اخرجہ البزار)

پانچواں واقعہ سفر ہجرت میں برداشت کا دلخراش واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم مجھ کو اور رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھتیں جب ہم دونوں غار (ثور) پر چڑھے تھے (تو عجیب منظر دیکھتیں) نبی کریم ﷺ کے قدموں سے خون ٹپک رہا تھا۔ اور میرے دونوں پاؤں (سن ہو کر) پتھرا گئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (نبی کریم ﷺ کی قدموں میں سے خون ٹپکنے کی وجہ یہ ہے کہ) نبی کریم ﷺ ننگے پاؤں چلنے کے عادی نہیں تھے (اور اس موقع پر ننگے پاؤں چلنا پڑا تھا) (اخرجہ ابن مردویہ)

چھٹا واقعہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرماتے تھے ابوجہل بن ہشام، شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف اور دو آدمی کل سات کافر حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے اور نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور نماز میں لمبے لمبے سجدے کر رہے تھے۔ ابوجہل نے کہا کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو فلاں جگہ جائے جہاں فلاں فلاں قبیلہ نے جانور ذبح کر رکھا ہے اور اس کی اوجھڑی ہمارے پاس لے آئے پھر ہم وہ اوجھڑی محمد کے اوپر ڈال دیں گے۔ ان میں سے سب سے زیادہ بدبخت عقبہ بن ابی معیط گیا اور اس نے وہ اوجھڑی لا کر نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر ڈال دی جبکہ نبی کریم ﷺ سجدے میں تھے۔ میں وہاں کھڑا تھا مجھ میں بولنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔ میں تو اپنی حفاظت نہیں کر سکتا تھا۔ میں وہاں سے جانے لگا کہ اتنے میں آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ خبر سنی وہ دوڑی ہوئی آئیں اور آپ کے کندھوں مبارک سے اوجھڑی کو انہوں نے اتارا۔ پھر قریش کی طرف متوجہ ہو کر ان کو برا بھلا کہنے لگ گئیں۔ کافروں نے

ان کو کچھ جواب نہ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی عادت کے مطابق سجدہ پورا کر کے سر اٹھایا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو تین مرتبہ یہ بددعا کی اے اللہ تو قریش کی پکڑ فرما۔ عتبہ، عقبہ، ابوجہل، اور شیبہ کی پکڑ فرما۔ پھر آپ مسجد حرام سے باہر تشریف لے گئے۔ راستہ میں آپ کو ابوالبختری بغل میں کوڑا دبائے ہوئے ملا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کا چہرہ پریشان دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا مجھے جانے دو۔ اس نے کہا اللہ جانتا ہے میں آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ آپ مجھے نہ بتا دیں کہ آپ کو کیا پیش آیا ہے۔ آپ کو ضرور کوئی بڑی تکلیف پہنچی ہے۔ جب آپ نے دیکھا کہ یہ تو مجھے بتائے بغیر نہیں چھوڑے گا تو آپ نے اس کو سارا واقعہ بتایا کہ ابوجہل کی کہنے پر آپ پر اوجھڑی ڈالی گئی۔ ابوالبختری نے کہا آؤ مسجد چلیں۔ نبی کریم ﷺ اور ابوالبختری چلے اور مسجد میں داخل ہوئے۔ پھر ابوالبختری ابوجہل کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ اے ابوالحکم کیا تمہارے ہی کہنے کی وجہ سے محمد ﷺ پر اوجھڑی ڈالی گئی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ ابوالبختری نے کوڑا اٹھا کر اس کے سر پر مارا۔ کافروں میں آپس میں ہاتھا پائی ہونے لگی۔ ابوجہل چلایا تم لوگوں کو ناس ہو۔ تمہاری اس ہاتھا پائی سے محمد ﷺ کا فائدہ ہو رہا ہے۔ محمد ﷺ تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے درمیان دشمنی پیدا ہو جائے اور وہ ان کے ساتھی بچے رہیں۔ (اخرجہ البزار والطبرانی)

جنگ احد کا واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب جنگ احد کا ذکر فرماتے تو یہ اشارہ فرماتے کہ یہ دن سارے کا سارا حضرت طلحہؓ رضی اللہ عنہ کے حساب میں ہے۔ پھر (تفصیل سے) بیان فرماتے ہیں کہ میدان جنگ سے منہ موڑنے والوں میں سب سے پہلے واپس لوٹنے والا میں تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی حفاظت کے لئے بڑے زور وشور سے جنگ کر رہا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے اللہ یہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ہوں۔ اس لئے کہ جو ثواب مجھ سے چھوٹنا تھا وہ تو چھوٹ گیا۔ اب مجھے زیادہ پسند یہ ہے کہ یہ ثواب میری قوم کے کسی آدمی کو ملے (اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ میری قوم کے آدمی تھے) میرے اور مشرکین کے درمیان ایک آدمی اور

تھا جسے میں پہچان نہیں رہا تھا اور میں بنسبت اس آدمی کے نبی کریم ﷺ سے زیادہ قریب تھا لیکن وہ مجھ سے زیادہ تیز چل رہا تھا۔ تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما ہیں۔ ہم دونوں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کا اگلا دانت مبارک شہید ہو چکا ہے۔ اور آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہے اور خود کی دو کڑیاں آپ کے رخسار مبارک میں گھس گئی ہیں۔ آپ نے ہم سے فرمایا اپنے ساتھی طلحہ رضی اللہ عنہ کی خبر لو جو کہ زیادہ خون نکلنے کی وجہ سے کمزور ہو چکے تھے۔ (نبی کریم ﷺ کو زخمی حالت میں دیکھ کر) ہم لوگ آپ کے اس فرمان کی طرف توجہ نہ کر سکے (ہم بہت پریشان ہو گئے تھے) میں نبی کریم ﷺ کے چہرے مبارک سے کڑیاں نکالنے کے لئے آگے بڑھا تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے حق کی قسم دے کر کہا کہ (یہ سعادت لینے کے لئے) مجھے چھوڑ دو میں نے (یہ موقع) ان کے لئے چھوڑ دیا۔ انہوں نے ہاتھ سے کڑیاں نکالنا پسند نہ کیا کہ اس سے نبی کریم ﷺ کو تکلیف ہوگی بلکہ دانتوں سے پکڑ کر ایک کڑی نکالی۔ کڑی کی ساتھ ان کا سامنے کا ایک دانت بھی نکل کر گر گیا۔ جو انہوں نے کیا اسی طرح کرنے کے لئے میں آگے بڑھا پھر مجھے اپنے حق کی قسم دے کر کہا (یہ سعادت لینے کے لئے)

مجھے چھوڑ دو۔ اور انہوں نے پہلی مرتبہ کی طرح دانتوں سے پکڑ کر کڑی کو نکالا۔ اس دفعہ کڑی کے ساتھ ان کا دوسرا دانت نکل گیا۔ دانتوں کے ٹوٹنے کے باوجود حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں بڑے خوبصورت نظر آتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کی خدمت سے فارغ ہو کر ہم لوگوں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی پاس آئے۔ وہ ایک گڑھے میں پڑے ہوئے تھے اور ان کے جسم پر نیزے اور تیر اور تلوار کے ستر سے زیادہ زخم تھے اور ان کی انگلی بھی کٹ گئی تھی۔ ہم نے ان کی دیکھ بھال کی۔ (اخرجہ الطیالسی)

رسول اکرم ﷺ کی مثالی بردباری

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف فرماتے تھے کہ ایک بدوی آیا اور مسجد کے اندر پیشاب کرنے لگا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے اس کو منع کیا اور کہا

رک جا رک جا (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کو پیشاب کرنے سے روکو مت، اس کے بعد آپ ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور کہا دیکھو: یہ مسجدیں کسی گندگی پیشاب پاخانہ (وغیرہ) کیلئے نہیں ہیں۔ یہ تو قرآن شریف کی تلاوت کرنے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور نماز پڑھنے کیلئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ڈول پانی منگوایا اور اسے جگہ پر بہا دیا تا کہ مسجد کی زمین پاک وصاف ہو جائے۔

تشریح: اس واقعہ سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کس قدر حلیم، بردبار اور غصہ کو پی جانے والے تھے۔ آپ ﷺ نے مسجد میں پیشاب کرنے والے اس بدوی کی اتنی بڑی غلطی کو بالکل نظر انداز کر دیا اور اس پر غصہ کرنے کے بجائے اس کے ساتھ شفقت اور نرمی کا برتاؤ کیا اور انتہائی محبت وہمدردی سے اس کو نصیحت فرما دی اور پھر خود ہی اس گندگی جگہ کو پانی سے پاک اور صاف بھی کیا اس ایک واقعہ سے آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کا اندازہ ہوتا ہے کہ ایک جاہل بدوی کی غصہ دلانے والی اس غلطی پر آپ ﷺ نے ضبط وتحمل سے کام لیا: پھر محبت اور شفقت کا اظہار فرما کر انتہائی موثر طریقہ پر تعلیم اور اصلاح اخلاق فرمائی اور اس کے ساتھ ہی اس غیر معمولی تواضع کا اظہار فرمایا کہ خود ہی مسجد کی اس جگہ کو پاک فرمایا اور زبانی ہدایات اور تنبیہ کے ساتھ عملی طور پر مسجد کی عظمت وحرمت کو لوگوں کے ذہن نشین کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ بردبار اور سب سے زیادہ صابر اور سب سے زیادہ غصہ کو پی جانے والے تھے۔ (برداشت کے حیرت انگیز واقعات ص142)

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا اسلام اور مصائب

حضرت بلال حبشیؓ مشہور صحابی ہیں جو مسجد نبوی کے ہمیشہ مؤذن رہے۔ شروع میں ایک کافر کے غلام تھے۔ اسلام لے آئے جس کی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں دیئے جاتے تھے۔ اُمیّہ بن خلف جو مسلمانوں کا سخت دشمن تھا ان کو سخت گرمی میں دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر سیدھا لٹا کر ان کے سینہ پر پتھر کی بڑی چٹان رکھ دیتا تھا تا کہ وہ حرکت نہ کر سکیں۔ اور کہتا تھا کہ یا اس حال میں مر جائیں اور زندگی چاہیں تو اسلام سے ہٹ جائیں مگر وہ اس حالت میں بھی اَحَدٌ اَحَدٌ کہتے تھے یعنی معبود برحق ایک

ہی ہے۔رات کوسخت زنجیروں میں باندھ کر کوڑے لگائے جاتے اور اگلے دن ان زخموں کوگرم زمین پرڈال کر اور زیادہ زخمی کیا جاتا تا کہ بے قرار ہوکر اسلام سے پھر جاویں یاتڑپ تڑپ کر مر جائیں۔عذاب دینے والے اُکتا جاتے۔کبھی ابوجہل کا نمبرآتا کبھی اُمَیَّہ بن خلف کا،کبھی اوروں کا،اور ہرشخص اس کی کوشش کرتا کہ تکلیف دینے میں زورختم کردے۔حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں دیکھا تو اُن کوخرید کرآزادفرمایا۔فائدہ:۔چونکہ عرب کے بُت پرست اپنے بتوں کوبھی معبود کہتے تھےاس لئے اُن کے مقابلہ میں اسلام کی تعلیم توحید کی تھی،جس کی وجہ سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ،کی زبان پرایک ہی کاوردتھا۔یہ تعلق اورعشق کی بات ہے،ہم جھوٹی محبّتوں میں دیکھتے ہیں کہ جس سے محبت ہوجاتی ہےاس کا نام لینے میں لُطف آتا ہے۔بے فائدہ اس کورٹا جاتا ہےتو اللہ کی محبت کا کیا کہنا جودین اوردنیا میں دونوں جگہ کام آنے والی ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت بلالؓ کو ہرطرح سے ستایا جاتا تھا۔سخت سے سخت تکلیفں پہنچائی جاتی تھیں مکہ لڑکوں کے حوالہ کردیا جاتا کہ وہ اُن کوگلی کوچوں میں چکر دیتے پھریں اور یہ تھے کہ،،ایک ہی ایک ہے،،کی رٹ لگاتے تھے،اسی کا یہ صلہ ملا کہ پھرنبی کریم ﷺ کے دربار میں مؤذن بنے اورسفرحضر میں ہمیشہ اذان کی خدمت اُن کے سُپرد ہوئی۔

نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ طیبہ میں رہنا اور نبی کریم ﷺ کی جگہ کوخالی دیکھنا مشکل ہوگیا۔اس لئے ارادہ کیا کہ اپنی زندگی کے جے دن میں جہاد میں گذاردوں اس لئے جہاد میں شرکت کی نیت سے چل دیئے۔ایک عرصہ تک مدینہ منورہ لوٹ کرنہیں آئے۔ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلال یہ کیا ظلم ہے ہمارے پاس کبھی نہیں آتے تو آنکھ کُھلنے پر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔حضرت حسن حسین رضی اللہ عنہما نے اذان کی فرمائش کی۔لاڈلوں کی فرمائش ایسی نہیں تھی کہ انکار کی گنجائش ہوتی۔اذان کہنا شروع کی اور مدینہ میں نبی کریم ﷺ کے زمانہ کی اذان کانوں میں پڑ کرکہرام مچ گیا۔عورتیں تک روتی ہوئی گھر سے نکل پڑیں۔چندروز قیام کے بعد واپس ہوئے اور۲۰ سہ ھ کے قریب دمشق میں وصال ہوا۔(اسدالغابہ)

حضرت خبّاب بن الارت رضی اللہ عنہ کی تکلیفیں

حضرت خبابؓ بن الارتؓ رضی اللہ عنہ بھی انہی مبارک ہستیوں میں ہیں جنھوں نے امتحان کے لئے اپنے آپکو پیش کیا تھااور اللہ کے راستہ میں سخت سے سخت تکلیفیں برداشت کیں۔شروع ہی میں پانچ چھ آدمیوں کے بعد مسلمان ہوگئے تھے۔اسلئے بہت زمانہ تک تکلفیں اٹھائیں۔لوہے کی زرہ پہنا کران کو دھوپ میں ڈال دیا جاتا جس سے گرمی اورتپش کی وجہ سے پسینوں پر پسینے بہتے رہتے تھے۔اکثر اوقات بالکل سیدھا گرم ریت پر لٹادیا جاتا جس کی وجہ سے کمر کا گوشت تک گل کر گرگیا تھا۔یہ ایک عورت کے غلام تھے اس کوخبر پہنچی کہ یہ نبی کریم ﷺ سے ملتے ہیں تو اس کی سزا میں لوہے کوگرم کرکے ان کے سر کو اس سے داغ دیتی تھی۔حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ عرصہ کے بعد اپنے زمانہ خلافت میں حضرت خبابؓ سے ان تکالیف کی تفصیل پوچھی،جو اُن کو پہنچائی گئیں انہوں نے عرض کیا کہ میری کمر دیکھیں حضرت عمرؓ نے کمر دیکھ کرفرمایا کہ ایسی کمر توکسی کی دیکھی ہی نہیں اُنہوں نے عرض کیا کہ مجھے آگ کہ انگاروں پرڈال کرگھسیٹا گیا۔میری کمر کی چربی اورخون سے وہ آگ بجھی۔ان حالات کے باوجود اسلام کوترقی ہوئی اورفتوحات کا دروازہ کُھلا تو اس پررویا کرتے کہ خدانخواستہ ہماری تکالیف کا بدلہ کہیں دنیا ہی میں تو نہیں مِل گیا۔حضرت خبابؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے خلاف عادت بہت ہی لمبی نماز پڑھی۔صحابہ کرامؓ نے اس کے متعلق عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ یہ رغبت وڈر کی نماز تھی۔میں نے اس میں اللہ تعالی سے تین دعائیں کی تھیں۔دواُن میں سے قبول ہوئیں اورایک کوانکارفرمادیا۔میں نے یہ دعا کی کہ میری ساری اُمت قحط سے ہلاک نہ ہوجائے یہ قبول ہوگئی۔دوسری یہ دعا کی ان پرکوئی ایسادشمن مسلط نہ ہوجوان کوبالکل مٹادے یہ بھی قبول ہوگئی۔

تیسری یہ دعا کی ان میں آپس میں لڑائی جھگڑے نہ ہوں یہ بات منظورنہیں ہوئی۔حضرت خبابؓ کا انتقال ۳۷ ہجری میں ہوا اور کوفہ میں سب سے پہلے صحابی یہی دفن ہوئے۔انکے انتقال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا گذر انکی قبر پر ہوا تو ارشادفرمایا۔اللہ تعالی خبابؓ پر رحم فرمائیں۔اپنی رغبت سے مسلمان ہوااور خوشی سے ہجرت کی اور جہاد میں زندگی گزاردی اورمصیبتیں برداشت کیں مبارک ہے وہ شخص جو

قیامت کو یادرکھے اور حساب کتاب کی تیاری کرے اور گذارہ کے قابل مال پر قناعت کرے اور اپنے مولا کو راضی کرلے:

فائدہ: حقیقت میں مولا کو راضی کرلینا انہی لوگوں کا حصّہ تھا کہ ان کی زندگی کا ہر کام مولیٰ ہی کی رضا کے واسطے تھا۔ (فضائل اعمال ص16)

حضرت عمّارؓ اور ان کے والدین کا ذکر

حضرت عمارؓ اور ان کے ماں باپ کو بھی سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ مکّہ کی سخت گرم اور ریتلی زمین میں ان کو عذاب دیا جاتا اور نبی کریم ﷺ کا اس طرف گذر ہوتا تو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کی بشارت فرماتے۔ آخر ان کے والد حضرت یاسرؓ اسی حالت تکلیف میں وفات پا گئے۔ کہ ظالموں نے مرنے تک چین نہ لینے دیا اور ان کے والدہ حضرت سمیہؓ کی شرمگاہ میں ابوجہل ملعون نے ایک برچھا مارا جس سے وہ شہید ہوگئیں مگر اسلام سے نہ ہٹیں حالانکہ بوڑھی تھیں ضعیف تھیں مگر اُس بدنصیب نے کسی چیز کا بھی خیال نہیں کیا۔ اسلام میں سب سے پہلی شہادت ان کی ہے اور اسلام میں سب سے پہلی مسجد حضرت عمارؓ کی بنائی ہوئی ہے۔ اسلام میں سب سے پہلی شہادت ان کی ہے اور اسلام میں سب سے پہلی مسجد حضرت عمارؓ کی بنائی ہوئی ہے۔ جب نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے تو حضرت عمارؓ نے کہا کہ حضور ﷺ کے لئے ایک مکان سایہ کا بنانا چاہئے جس میں تشریف رکھا کریں دو پہر کو آرام فرمالیا کریں اور نماز بھی سایہ میں پڑھ سکیں۔ تو قبا میں حضرت عمارؓ نے اول پتھر جمع کئے اور پھر مسجد بنائی۔ لڑائی میں نہایت جوش سے شریک ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ مزے میں آکر کہنے لگے کہ اب جا کر دوستوں سے ملیں گے محمد ﷺ اُن کی جماعت سے ملیں گے۔ اتنے میں پیاس لگی اور پانی کسی سے مانگا، اس نے دودھ سامنے کیا اور اسکو پیا اور پی کر کہنے لگے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ تو دنیا میں سب سے آخری چیز دودھ پیئے گا اسکے بعد شہید ہوگئے۔ اس وقت چورانوے ۹۴ برس کی عمر تھی۔ بعض نے ایک آدھ سال کم بتلائی ہے۔ (فضائل اعمال)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت عمرؓ جن کے پاک نام پر آج مسلمانوں کو فخر ہے اور جن کے جوش ایمانی سے آج تیرہ سو برس کے بعد تک کافروں کے دلوں میں خوف ہے۔ اسلام لانے سے قبل مسلمانوں کے مقابلہ اور تکلیف پہنچانے میں بھی ممتاز تھے۔ نبی کریم ﷺ کے قتل کے درپے رہتے تھے۔ ایک روز کفار نے مشورہ کی کمیٹی قائم کی کہ کوئی ہے جو محمد ﷺ کو قتل کردے، عمرؓ نے کہا کہ میں کرونگا۔ لوگوں نے کہا کہ بیشک تم ہی کرسکتے ہو۔ عمرؓ تلوار لٹکائے ہوئے اُٹھے اور چل دیئے۔ اسی فکر میں جارہے تھے کہ ایک صاحب قبیلہ زہرہ کے جن کا نام حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ہے اور بعضوں نے اور صاحب وہ نعیم بن عبداللہ لکھے ملے۔ انھوں نے پوچھا کہ عمر کہاں جارہے ہو۔ کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) کے قتل کی فکر میں ہوں۔ (نعوذ باللہ) سعد نے کہا کہ بنو ہاشم اور بنو زہرہ اور بنو عبدمناف سے کیسے مطمئن ہوگئے وہ تم کو بدلہ میں قتل کردیں گے۔ اس جواب پر بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے تو بھی بے دین (یعنی مسلمان) ہوگیا۔ لا پہلے تجھی کو نمٹا دوں۔ یہ کہ کر تلوار سونت لی اور حضرت سعدؓ نے بھی یہ کہہ کر کہ ہاں میں مسلمان ہوگیا ہوں تلوار سنبھالی دونوں طرف سے تلوار چلنے کو تھی کہ حضرت سعدؓ نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لے۔ تیری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہوچکے ہے۔ یہ سننا تھا کہ غصہ سے بھر گئے اور سیدھے سے بہن کے گھر گئے۔ وہاں حضرت خبابؓ جن کا ذکر نمبر چھ پر گزرا، کِواڑ بند کئے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو قرآن شریف پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کِواڑ کھلوائے۔ ان کی آواز سے حضرت خبابؓ تو جلدی سے اندر چھپ گئے اور وہ صحیفہ بھی جلدی میں باہر ہی رہ گیا جس پر آیات قرآنی لکھی ہوئی تھیں۔ ہمشیرہ نے کواڑ کھولے۔ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسکو بہن کے سر پر مارا جس سے سر سے خون بہنے لگا اور کہا کہ اپنی جان کی دشمن تو بھی بددین ہوگئی۔ اسکے بعد گھر میں آئے اور پوچھا کہ کیا کر رہے تھے اور یہ آواز کس کی تھی۔ بہنوئی نے کہا کہ بات چیت کررہے تھے۔ کہنے لگے۔ کیا تم نے اپنے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرلیا۔ بہنوئی نے کہا کہ اگر دوسرا دین حق ہو تب، یہ سننا تھا کہ ان کی ڈاڑھی پکڑ کر کھینچی اور بے تحاشا ٹوٹ پڑے اور زمین پر گرا کر خوب مارا۔ بہن نے چھڑانے کی کوشش کی تو ان کے منہ پر

ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ خون نکل آیا۔ وہ بھی آخر عمرؓ ہی کی بہن تھیں۔ کہنے لگیں کہ عمرؓ ہم کو اس وجہ سے مارا جاتا ہے کہ ہم مسلمان ہوگئے بیشک ہم مسلمان ہوگئے ہیں۔ جو تجھ سے ہوسکے تو کرلے۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ کی نگاہ اس صحیفہ پر پڑی جو جلدی میں باہر رہ گیا تھا اور غصہ کا جوش بھی اس مار پیٹ سے کم ہوگیا تھا اور بہن کے اسطرح خون میں بھر جانے سے شرم سی بھی آرہی تھی۔ کہنے لگے کہ اچھا مجھے دکھلاؤ یہ کیا ہے۔ بہن نے کہا کہ تو ناپاک ہے اور اسکو ناپاک ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ ہر چند اصرار کیا مگر وہ بے وضو اور غسل کے دینے کو تیار نہ ہوئیں۔ حضرت عمرؓ نے غسل کیا اور اس کو لیکر پڑھا اس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اسکو پڑھنا شروع کیا اور **اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ** تک پڑھا تھا کہ حالت ہی بدل گئی۔ کہنے لگے کہ اچھا مجھے بھی محمد ﷺ کی خدمت میں لے چلو۔ یہ الفاظ سن کر حضرت خبابؓ اندر سے نکلے اور کہا کہ اے عمرؓ تجھے خوشخبری دیتا ہوں کہ کل جمعرات میں حضور ﷺ نے دعا مانگی تھی کہ یا اللہ عمرؓ اور ابوجہل میں جو تجھے زیادہ پسند ہو اس سے اسلام کو قوت عطا فرما (یہ دونوں قوت میں مشہور تھے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوگئی۔ اسکے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جمعہ کی صبح کو مسلمان ہوئے۔ ان کا مسلمان ہونا تھا کہ کفار کے حوصلے پست ہونا شروع ہوگئے۔ مگر پھر بھی یہ نہایت مختصر جماعت تھی اور وہ وہ سارا مکہ بلکہ سارا عرب، اسلئے اور بھی جوش پیدا ہوا اور جلسے کرکے مشورہ کرکے ان حضرات کو ناپید کرنے کی کوشش ہوئی تھی اور طرح طرح کی تدبیریں کی جاتی تھیں۔ تاہم اتنا ضرور ہوا کہ مسلمان مکہ کی مسجد میں نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عمرؓ کا اسلام لانا مسلمانوں کی فتح تھی اور ان کی ہجرت مسمانوں کی مدد تھی اور ان کی خلافت رحمت تھی۔ (اسد الغابہ)

صحابہؓ کے ہنسنے پر حضور پاک ﷺ کی تنبیہ اور قبر کی یاد دہانی

نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ نماز کے لئے تشریف لائے تو ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ کھل کھلا کر ہنس رہی تھی اور ہنسی کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو کثرت

سے یاد کیا کرو تو جو حالت میں دیکھ رہا ہوں وہ پیدا نہ ہو۔ لہذا موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں وہ یہ آواز نہ دیتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں۔ تنہائی کا گھر ہوں مٹی کا گھر ہوں۔ کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب کوئی مومن قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا مبارک ہے۔ بہت اچھا کیا تو آگیا۔ جتنے آدمی زمین پر چلتے تھے تو ان سب میں مجھے زیادہ پسند تھا۔ آج جب تو میرے پاس آیا ہے تو میرے بہترین سلوک کو دیکھے گا۔ اسکے بعد وہ قبر جہاں تک مردے کی نظر پہنچ سکے وہاں تک وسیع ہوجاتی ہے اور ایک دروازہ اس میں جنت کا کھل جاتا ہے، جس سے وہاں کی ہوا اور خوشبوئیں اسکو آتی رہتی ہیں اور جب کوئی بدکردار قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا نامبارک ہے کہ بُرا کیا جو تو آیا۔ زمین پر جتنے آدمی چلتے تھے ان سب میں تجھ ہی سے مجھے زیادہ نفرت تھی۔ آج جب تو میرے حوالہ ہوا ہے تو میرے برتاو کو بھی دیکھ لے گا۔ اسکے بعد وہ اسطرح سے اسکو دباتی ہے کہ پسلیاں آپس میں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں اور ستر ۷۰ اژدہے اس پر ایسے مسلّط ہوجاتے ہیں کہ اگر ایک بھی زمین پر پھونکار ماردے تو اسکے اثر سے زمین پر گھاس تک باقی نہ رہے۔ وہ اسکو قیامت تک ڈستے رہتے ہیں۔ اسکے بعد نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبر یا جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا ہے۔ (مشکوۃ) فائدہ:۔ اللہ تعالی کا خوف بڑی ضروری اور اہم چیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ اکثر کسی گہری سوچ میں میں رہتے تھے اور موت کا یاد کرنا اس کیلئے مفید ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے یہ نسخہ ارشاد فرمایا، کبھی کبھی موت کو یاد کرتے رہنا بہت ہی ضروری اور مفید ہے (فضائل اعمال)

جو زیادہ ہنستا ہے اس کا رعب اٹھ جاتا ہے

حضرت احنف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جو زیادہ ہنستا ہے.......................اس کا رعب کم ہوجاتا ہے

جو مذاق کرتا ہے.......................وہ اس کی وجہ سے ہلکا ہوجاتا ہے۔

جس میں جو وصف زیادہ ہوتا ہے.......وہ اسی سے پہچانا جاتا ہے۔

اور نا س کی حیا کم ہوجاتی ہے..........اور اس کا تقویٰ کم ہوجاتا ہے۔

جس کا تقویٰ کم ہوجاتا ہے..........اس کا دل مرجاتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو لکھا: میں تجھ کو اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔

جو شخص اللہ سے ڈرا...........اللہ نے اس کی حفاظت کی۔

جس نے اللہ پر بھروسہ کیا..........اللہ اس کیلئے کافی ہوگیا۔

جس نے شکر کیا..........اللہ اسے زیادہ دے گا۔

جعفر بن زرقان بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے ماتحت عمال کی طرف لکھا۔ آسانی کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کیا کرا س سے پہلے کہ سختی سے حساب لیا جائے۔ اس لیے کہ جس آدمی نے آسانی کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کیا۔ اس سے پہلے کہ سختی سے حساب لیا جائے۔ اس لیے کہ جس آدمی نے آسانی کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کیا۔ اس سے پہلے کہ حساب کی سختی میں مبتلا کیا جائے۔ اسے خشنودی باری تعالیٰ کی نعمتِ غیر مترقبہ نصیب ہوگی اور لوگ اس پر رشک کریں گے۔ اور جس کو اس کی زندگی نے لہو ولعب میں مبتلا کیا۔ اور وہ اپنے معاصی میں گرفتار رہا، اس کا آخری انجام ندامت وحسرت ہوگا۔ تجھے جس چیز کے ساتھ نصیحت کی جارہی ہے۔

اس سے نصیحت پکڑ، تاکہ تو اس چیز سے رک جائے۔ جس سے تجھے روکا جارہا ہے۔ (کنزج جلد 8 ص 308)

حضور ﷺ کا پہاڑوں کو سونا بنادینے سے انکار

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے رب نے مجھ پر یہ پیش کیا کہ میرے لئے مکّہ کے پہاڑوں کو سونے کا دیا جائے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ مجھے تو یہ پسند ہے کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں تو دوسرے دن بھوکا رہوں تاکہ جب بھوکا رہوں تو تیری طرف زاری کروں اور تجھے یاد کروں اور جب پیٹ بھروں تو تیرا شکر کروں، تیری تعریف کروں (ترمذی شریف) فائدہ:۔ یہ اس ذات مقدس کا حال ہے جس کے ہم نام لیوا ہے اور اسکی امّت میں ہونے پر فخر ہے، جس کی ہر بات ہمارے لئے قابل اتباع ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی بھوک کا حال

حضرت ابوہریرہؓ ایک مرتبہ کتّان کے کپڑے میں ناک صاف کر کے فرماتے لگے کیا کہنے ابوہریرہؓ کے آج کتّان کے کپڑے میں ناک صاف کرتا ہے حالانکہ مجھے وہ زمانہ بھی یاد ہے جب نبی کریم ﷺ کے منبر اور حجرہ کے درمیان میں بے ہوش پڑا ہوا ہوتا اور لوگ مجنون سمجھ کر پاؤں سے گردن دباتے تھے۔ حالانکہ جنون نہیں تھا بلکہ بھوک تھی۔ فائدہ:۔ یعنی بھوک کی وجہ سے کئی کئی روزہ کا فاقہ ہوجاتا تھا۔ بیہوشی ہوجاتی تھی اور لوگ سمجھتے تھے کہ جنون ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ اس زنانہ میں مجنون کا علاج گردن کو پاؤں سے دبانے سے کیا جاتا تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ بڑے صابر اور قانع لوگوں میں سے تھے۔ کئی کئی وقت فاقہ میں گذر جاتے تھے۔ حضور ﷺ کے بعد اللہ نے فتوحات فرمائیں تو ان پر تونگری آئی۔ اسکے ساتھ ہی بڑے عابد تھے۔ ان کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں کھجور کی گٹھلیاں بھری رہتی اس پر تسبیح پڑھا کرتے، جب وہ ساری تھیلی خالی ہوجاتی تو باندی اسکو پھر بھر کر پاس رکھ دیتی۔ ان کا یہ بھی معمول تھا کہ خود اور بیوی اور خادم تین آدمی رات کے تین حصے کر لیتے اور نمبروار ایک شخص تینوں میں سے عبادت میں مشغول رہتا۔ میں نے اپنے والد صاحب جس کا نام محمد یحیٰی صاحبؒ تھا۔ اس سے سُنا کہ میرے دادا صاحبؒ کا بھی تقریباً یہی معمول تھا کہ رات کو ایک بجے تک والد صاحبؒ مطالعہ مشغول رہتے۔ ایک بجے دادا صاحبؒ تہجد کیلئے اُٹھتے تو تقاضا فرما کر والد صاحبؒ کو سلادیتے اور خود تہجد میں مشغول ہوجاتے اور صبح سے تقریباً پون گھنٹہ قبل میرے تائے صاحبؒ کو تہجد کیلئے جگادیتے۔ اور خود اتباع سنت میں آرام فرماتے،

اَللّٰھم ارْزُقْنِیْ اِتِّبَاعَھُمْ. (فضائل اعمال)

نبی کریم ﷺ کا صحابہؓ سے دو شخصوں کے بارے میں سُوال

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر تھے کہ ایک شخص سامنے سے گذرا۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم لوگوں کی اس شخص کے میں کیا رائے ہے۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ شریف لوگوں میں ہے واللہ اس قابل ہے کہ اگر کہیں نکاح کا پیام دیدے تو قبول کیا جائے۔ کسی کی سفارش

کردے تو مانی جائے۔حضور ﷺ سن کر خاموش ہوگئے۔اسکے بعد ایک اور صاحب سامنے سے گذرے،حضور ﷺ نے انکے متعلق بھی سوال کیا۔لوگوں نے کہا۔یارسول اللہ ﷺ ایک مسلمان فقیر ہے۔کہیں منگنی کرے وبیاہا نہ جائے کہیں سفارش کرے تو قبول نہ ہو،بات کرے تو کوئی متوجہ نہ ہو۔آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ اس پہلے جیسوں سے اگر ساری دنیا بھر جائے تو ان سب سے یہ شخص بہتر ہے۔فائدہ:۔مطلب یہ ہے کہ شخص دنیاوی شرافت اللہ کے یہاں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔ایک مسلمان فقیر جس کی دنیا میں کوئی بھی وقعت نہ ہواسکی بات کہیں بھی نہ سنی جاتی ہواللہ کے نزدیک سینکڑوں اُن شرفا سے بہتر ہے جن کی بات دنیا میں بڑی وقعت سے دیکھی جاتی ہواور ہر شخص ان کی بات سننے امت آجائیگی اور دنیا کا وجود ہی ختم ہوجائیگا۔اللہ کے پاک نام ہی کی یہ برکت ہے کہ دنیا کا سارانظام قائم ہے۔اور ماننے کو تیار ہو۔لیکن اللہ کے یہاں اسکی کوئی وقعت نہ ہو۔دنیا کا قیام ہی اللہ والوں کی برکت سے ہے یہ تو حدیث میں خودموجود ہے کہ جس دن دنیا میں اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا،قیامت آجائے گی اور دنیا کا وجود ہی ختم ہوجائے گا۔اللہ کے پاک نام ہی کی برکت ہے کہ یہ دُنیا کا سارانظام قائم ہے۔(فضائل اعمال)

حضور پاک ﷺ سے محبت کرنیوالے پر فقر کی دوڑ

ایک صحابی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے آپ سے محبت ہے۔حضور ﷺ نے ارشادفرمایا دیکھ کیا کہتا ہے۔مطلب یہ تھا کہ کیا کہہ رہے ہو سوچ سمجھ کر کہو،انھوں نے پھر یہی عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے آپ سے محبت ہے۔نبی کریم ﷺ نے پھر یہی ارشادفرمایا۔جب تین مرتبہ یہ سوال وجواب ہوا تو حضو ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو فقر کے اوڑھنے بچھانے کیلئے تیار ہوجاؤ۔اسلئے کہ مجھ سے محبت رکھنے والوں کی طرف فقر ایسے زور سے دوڑتا ہے جیسا کہ پانی کی رونچان کی طرف دوڑتی ہے۔رونچان کی معنی ہے ڈھلان نشی زمین۔فائدہ حضرت شیخ صاحبؒ لکھتے ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تو اکثر فقر وفاقہ میں رہے ہی۔اکابر محدثین،اکابر محدثین،اکابر صفیا اکابر فقہا بھی تو نگری میں زیادہ نہیں

رہے۔(فضائل اعمال)

سَرِیَّۃُ الْعَنْبَر میں فَقر کی حالت

نبی کریم ﷺ نے رجب 8ھ میں سمندر کے کنارے ایک لشکر تین سو آدمیوں کا جن پر حضرت ابو عُبدہ رضی اللہ عنہ امیر بنائے گئے تھے،بھجا۔نبی کریم ﷺ نے ایک تھیلی میں کھجوروں کا توشہ بھی اِن کودیا۔پندرہ روز ان حضرات کا وہاں قیام رہااور توشہ ختم ہوگیا۔حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے جو اس قافلہ میں تھے مدنیہ مُنّورہ میں قیمت ادا کرنے کے وعدہ پر قافلہ والوں سے اونٹ خرید کر ذبح کرنا شروع کئے اور تین اونٹ روزانہ ذبح کرتے۔مگر تیسرے دِن امیر قافلہ نے اس خیال سے کہ سواریاں ختم ہوگئیں تو واپسی بھی مشکل ہوجائے گی،ذبح گی مُمانعت کی اور سب لوگوں کے پاس اپنی اپنی جو کچھ کھجوریں موجود تھیں جمع کر کے ایک تھیلی میں رکھ لیں اور ایک ایک کھجور روزانہ تقسیم فرمادیا کرتے جس کو چوس کر یہ حضرات پانی پی لیتے اور رات تک کے لئے یہی کھانا تھا کہنے کو مختصر سی بات ہے مگر لڑائی کے موقع پر جب کو قوّت اور طاقت کی بھی ضرورت ہو،ایک کھجور پر دن بھر گذار دینا دل وجگر کی بات ہے۔چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جب یہ قصّہ لوگوں کو نبی کریم ﷺ کے بعد سُنایا تو ایک شاگرد نے عرض کیا کہ حضرت ایک کھجور کیا کام دیتی ہوگی۔آپ نے فرمایا اس کی قدر جب معلوم ہوتی جب وہ بھی نہ رہی کہ آب بَجُز فاقہ کے کچھ نہ تھا۔درخت کے خشک پتّے جھاڑتے اور پانی میں بھگوکر کھالیتے۔مجبوری سب کچھ کرادیتی ہے اور ہر تنگی کے بعد اللہ تعالیٰ جلّ شَانُہٗ کے یہاں سے سُہولت ہوتی ہے۔حق تعالیٰ نے اِن تکالیف اور مشقتوں کے بعد سمندر میں سے ایک مچھلی اِن لوگوں کو پہنچائی جس کو عنبر کہتے ہیں۔اتنی بڑی تھی کہ اٹھارہ روز تک یہ حضرات اس میں سے کھاتے رہے اور مدینہ مُنَوَّرہ پہنچنے تک اس کا گوشت توشوں میں ساتھ تھا۔حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک رزق تھا جو تمھاری طرف بھیجا گیا۔فائدہ:مشقّت اور تکالیف اس دنیا میں ضروری ہیں اور اللہ والوں کو خاص طور پر پیش آتی ہیں۔اسی وجہ سے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو سب سے زیادہ مشقّت میں رکھا جاتا ہے۔پھر جو سب سے افضل ہوں،پھر ان کے بعد اللہ کی طرف سے اس کے لُطف وفضل سے

سُہولت بھی عطا ہوتی ہے۔ یہ بھی غور کیا کریں کہ ہمارے بڑوں پر کیا کیا گذر چکا اور یہ سب دین ہی کی خاطر تھا۔ اس دین کے پھیلانے میں جس کو آج ہم اپنے ہاتھوں سے کھو رہے ہیں اِن حضرات نے فاقے کئے پتّے چبائے اپنے خون بہائے اور اس کو پھیلایا جس کو ہم آج باقی ھی نہیں رکھ سکتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک قبر پر گذر

کمیل رضی اللہ عنہ ایک شخص ہیں کہتے ہیں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے ساتھ ایک مرتبہ جا رہا تھا۔ وہ جنگل میں پہنچے۔ پھر ایک مقبرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے مقبروں والو، اے بوسیدگی والو، اے وحشت اور تنہائی والو، کیا خبر ہے کیا حال ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ہماری خبر تو یہ ہے کہ تمہارے بعد اموال تقسیم ہو گئے۔ اولادیں یتیم ہو گئیں۔ بیویوں نے دوسرے خاوند کر لئے۔ یہ تو ہماری خبر ہے کچھ اپنی تو کہو۔ اسکے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کمیل !اگر ان لوگوں کو بولنے کی اجازت ہوتی اور یہ بول سکتے تو یہ لوگ جواب میں یہ کہتے کہ بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ یہ فرمایا اور پھر رونے لگے اور فرمایا، اے کمیل قبر عمل کا صندوق ہے اور موت کے وقت بات معلوم ہو جاتی ہے۔ فاہدہ:۔ یعنی ادمی جو کچھ اچھا یا بُرا کام کرتا ہے وہ اسکی قبر میں محفوظ رہتا ہے جیسا کہ صندوق میں، متعدد احادیث میں مضمون وارد ہوا ہے کہ نیک اعمال اچھے آدمی کی صورت میں ہوتے ہیں جو میت کے جی بہلانے اور انس پیدا کرنے کیلئے رہتا ہے اور اسکی دلداری کرتا ہے اور بُرے اعمال بُری صورت میں بدبودار بن کر آتے ہیں جو اور بھی اذیت کا سبب ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ آدمی کے ساتھ تین چیزیں قبر تک جاتی ہیں اس کا مال جیسا کہ عرب میں دستور تھا اسکے رشتہ دار اور اسکے اعمال۔ دو چیزیں مال اور رشتہ دار دفن کر کے واپس آجاتے ہیں۔ عمل اسکے ساتھ رہ جاتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری مثال اور تمہارے اہل وعیال اور مال واعمال کی مثل کیا ہے۔ صحابہؓ کے دریافت فرمانے پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کے تین بھائی ہوں اور وہ مرنے لگے اس وقت ایک بھائی کو بلائے پوچھے کہ بھائی تجھے میرا حال معلوم ہے کہ مجھ پر کیا گذر رہی ہے، اس وقت تو میری کیا مدد کریگا۔ وہ جواب دیتا ہے کہ تیری تیمارداری کروں گا، ہر قسم کی

خدمت کروں گا، جب تو مرجائیگا تو نہلاؤں گا اور کاندھے پر اُٹھا کر لیجاؤں گا اور دفن کرنے کہ بعد تیرا ذکرِ خیر کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ بھائی تو اہل وعیال ہیں، پھر وہ دوسرا بھائی سے یہی سوال کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا تیرا واسطہ زندگی کا ہے۔ جب تو مرجائیگا تو میں دوسری جگہ چلا جاؤنگا، یہ بھائی مال ہے۔ پھر وہ تیسرے بھائی بلا کر پوچھتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں کہ میں قبر میں تیرے ساتھ ہوں وحشت کی جگہ تیرا دل بہلانے والا ہوں، جب تیرا حساب کتاب ہونے لگے تو نیکیوں کے پلڑے میں بیٹھ کر اس کو جھکاؤں گا، یہ بھائی عمل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اب بتلاؤ کون سا بھائی کارآمد ہوا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہی بھائی کارآمد ہے، پہلے دو تو بے فائدہ ہی رہے۔ (منتخب کنز)

حضرت عُمر بن عبدالعزیزؒ کا حجّاج کے حاکم کو حاکم نہ رکھنا

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک شخص کو کسی جگہ کا حاکم بنایا۔ کسی شخص نے عرض کیا کہ یہ صاحب حَجاج بن یوسف کے زمانہ میں اس کی طرف سے بھی حاکم رہ چکے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اِن حاکم کو معزول کر دیا۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ میں نے تو حجّاج بن یوسف کے یہاں تھوڑے ہی زمانہ کام کیا۔ عمر بن عبد العزیزؒ نے فرمایا کہ بُرا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تُو اس کے ساتھ ایک دن یا اس سے بھی کم رہا:۔ فائدہ مطلب یہ ہے کہ پاس رہنے کا اثر ضرور پڑتا ہے۔ جو شخص مُتّقیوں کے پاس رہتا ہے اس کے اوپر غیر معمولی اور غیر محسوس طریق سے تقویٰ کا اثر پڑتا ہے۔ اور جو فاسقوں کے پاس رہتا ہے اس کے اوپر فسق کا اثر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے بُری صحبت سے روکا جاتا ہے۔ آدمی تو درکنار جانوروں تک کے اثَرات پاس رہنے سے آتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے کہ فخر اور بڑائی اونٹ اور گھوڑے والوں میں ہوتی ہیں اور مسکنت بکری والوں میں۔ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے کہ صالح آدمی کے پاس بیٹھنے والوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مُشک والے کے پاس بیٹھا ہے کہ اگر مشک نہ بھی ملے تب بھی اس کی خوشبو سے دماغ کو فرحت ہوگی اور بُرے ساتھی کی مثال آگ کی بھٹی والے کی سی ہے کہ اگر چنگاری نہ بھی پڑے تو دھواں کہیں گیا ہی نہیں۔ (، بخاری شریف، جمع الفوائد)

واقعات نماز کا شغف اور شوق اور اس میں خشوع وخضوع

نبی کریم ﷺ کا تمام رات نماز پڑھنا

ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ کوئی عجیب بات آپ نے دیکھی ہو وہ سُنا دیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی کونسی بات عجیب نہ تھی۔ ہر بات عجیب ہی تھی، ایک دن رات کو تشریف لائے اور پاس لیٹ گئے۔ پھر فرمانے لگے۔ لے چھوڑ میں تو اپنے رب کی عبادت کروں۔ یہ فرما کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور رونا شروع کیا یہاں تک کہ آنسو سینہ مبارک تک بہنے لگے۔ پھر رکوع فرمایا۔ اس میں اس طرح روتے رہے پھر سجدہ کیا اس میں بھی اسی طرح روتے رہے، پھر سجدہ سے اُٹھے اس میں بھی اسی طرح روتے رہے یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آکر صبح کی نماز کے لئے آواز دی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اتنے روئے حالانکہ آپ معصوم ہیں اگلے پچھلے سب گناہوں کی (اگر بالفرض ہوں بھی تو) مغفرت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرما رکھا ہے۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ پھر میں شکر گذار نہ بنوں۔ اس کے بعد اِرشاد فرمایا کہ میں ایسا کیوں نہ کرتا حالانکہ آج مجھ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں **اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** آل عمران کا اخیر رکوع یہ مُتعدّد روایات میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کو اس قدر لمبی نماز پڑھا کرتے تھے کہ کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آگیا تھا۔

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اتنی مشقّت اُٹھاتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ بخشے بخشائے ہیں۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ میں شکر گذار بندہ نہ بنوں، (اقامتہ الحجتہ، بخاری)

ایک مُہاجر اور ایک انصاری کی چوکیداری اور مہاجر کا نماز میں تیر کھانا

نبی کریم ﷺ ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے شب کو ایک جگہ قیام فرمایا اور اِرشاد فرمایا کہ آج شب کو حفاظت اور چوکیدارہ کون کرے گا۔ ایک مہاجری اور ایک انصاری حضرت عمار رضی اللہ عنہ بن یاسرؓ اور حضرت عباد بن بشرؓ نے عرض کیا کہ ہم دونوں کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک پہاڑی

جہاں سے دشمن کے آنے کا راستہ ہوسکتا تھا بتادی کہ اس پر دونوں قیام کرو۔ دونوں حضرات وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر انصاری نے مہاجری سے کہا کہ رات کو دو حصوں پر منقسم کر کے ایک حصہ میں آپ سو رہیں میں جاگتا رہوں۔ دوسرے حصہ میں آپ جاگیں میں سوتا رہوں کہ دونوں کے تمام رات جاگنے میں یہ بھی احتمال ہے کہ کسی وقت نیند کا غلبہ ہو جائے اور دونوں کی آنکھ لگ جائے۔ اگر کوئی خطرہ جاگنے والے کو محسوس ہو تو اپنے ساتھی کو جگا لے۔ رات کا پہلا آدھا حصہ انصاری کے جاگنے کا قرار پایا اور مہاجری سو گئے، انصاری نے نماز کی نیت باندھ لی۔ دشمن کی جانب سے ایک شخص آیا اور دور سے کھڑے ہوئے شخص کو دیکھ کر تیر مارا اور جب کوئی حرکت نہ ہوئی تو دوسرا اور پھر اسی طرح تیسرا تیر مارا اور ہر تیر اُنکے بدن میں گھستا رہا اور یہ ہاتھ سے اسکو بدن سے نکال کر پھینکتے رہے۔ اسکے بعد اطمینان سے رکوع کیا، سجدہ کیا، نماز پوری کر کے اپنے ساتھی کو جگایا۔ وہ تو ایک کی جگہ دو کو دیکھ کر بھاگ گیا کہ نہ معلوم کتنے ہوں۔ مگر ساتھی نے جب اُٹھ کر دیکھا تو انصاری کے بدن سے تین جگہ سے خون ہی خون بہہ رہا تھا۔ مہاجری نے فرمایا سُبحان اللہ تم نے مجھے شروع ہی میں نہ جگالیا۔ انصاری نے فرمایا کہ میں نے ایک سورۃ (سورۃ کہف) شروع کر رکھی تھی میرا دل نہ چاہا کہ اسکو ختم کرنے سے پہلے رکوع کروں۔ اب بھی مجھے اسکا اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہوا کہ میں بار بار تیر لگنے سے مرجاؤں اور نبی کریم ﷺ نے جو حفاظت کی خدمت سپرد کر رکھی تھی وہ فوت ہو جائے۔ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا تو میں مرجاتا مگر سورۃ ختم کرنے سے پہلے رکوع نہ کرتا، فائدہ:۔ یہ تھی اُن حضرات کی نماز اور اسکا شوق کہ تیر پر تیر کھائے جائیں اور خون ہی خون ہو جائے مگر نماز کے لُطف میں فرق نہ پڑے۔ ایک ہماری نماز ہے کہ اگر مچھر بھی کاٹ لے تو نماز کا خیال جاتا رہے بھڑ کا تو پوچھنا ہی کیا۔ یہاں ایک فقہی مسئلہ بھی اختلافی ہے کہ خون نکلنے سے ہمارے امام یعنی امام اعظمؒ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے امام شافعیؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا۔ ممکن ہے کہ اِن صحابی کا مذہب بھی یہی ہو۔ یا اس وقت تک اس مسئلہ کی تحقیق نہ ہوئی کہ نبی کریم ﷺ اس مجلس میں تشریف فرما نہ تھے یا اس وقت تک یہ حکم ہوا ہی نہ ہو۔ واللہ اعلم (ابوداود)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا نماز میں خیال آجانے سے باغ وقف کرنا

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے ایک پرندہ اُڑا اور چونکہ باغ گنجان تھا اسلئے اسکو جلدی سے باہر جانے کا راستہ نہ ملا۔ کبھی اِسطرف کبھی اُسطرف اُڑتا رہا اور نکلنے کا راستہ ڈھونڈتا رہا۔ انکی نگاہ اس پر پڑی اور اس منظر کی وجہ سے ادھر خیال لگ گیا اور نگاہ اس پرندے کے ساتھ پھرتی رہی دفعتۂ نماز کا خیال آیا تو سہو ہوگیا کہ کون سی رکعت ہے۔ نہایت قلق ہوا کہ اس باغ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی کہ نماز میں بُھول ہوئی فوراً نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پورا واقعہ عرض کرکے درخواست کی کہ اس باغ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی اسلئے میں اسکو اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں آپ ﷺ جہاں دل چاہے اسکو صرف فرمادیجئے۔ اسی طرح ایک اور واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیش آیا کہ ایک انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کھجوریں پکنے کا زمانہ شباب پر تھا اور خوشے کھجوروں کے بوجھ اور کثرت سے جُھکے پڑے تھے۔ نِگاہ خوشوں پر پڑی اور کھجوروں سے بھرے ہونے کی وجہ سے بہت ہی اچھے معلوم ہوئے۔ خیال اِدھر لگ گیا۔ جس کی وجہ سے یہ بھی یاد نہ رہا کہ کتنے رکعتیں ہوئیں۔ اسکے رنج وصدمہ کا ایسا غلبہ ہوا کہ اس کی وجہ یہ ٹھان لی کہ اس باغ ہی کو اب نہیں رکھنا جس کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی چنانچہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا کہ یہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں اسکو جو چاہے کیجئے، انھوں نے اس باغ کو پچاس ہزار میں فروخت کرکے اسکی قیمت دینی کاموں میں خرچ فرمادی، فائدہ:۔ یہ ایمان کی غیرت ہے کہ نماز جیسی اہم چیز میں خیال آجانے سے پچاس ہزار درہم کا باغ ایک دم صدقہ کردیا۔ ہمارے شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے قولِ جمیل میں صوفیہ کی نسبت کی قسمیں تحریر فرماتے ہوئے اسکے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ یہ نسبت ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو ماسویٰ پر مقدم رکھنا اور اس پر غیرت کرنا کہ ان حضرات کو اس پر غیرت آئی کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کسی دوسری چیز کی طرف توجہ کیوں ہوئی؟ (فضائل اعمال)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا نماز کی وجہ سے آنکھ نہ بنوانا

حضرت عبداللہ بنِ عباس رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں جب پانی اُتر آیا تو آنکھ بنانے والے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اِجازت ہوتو ہم آنکھ بنادیں... لیکن پانچ دن تک آپ کو اِحتیاط کرنا پڑے گی کہ سجدہ بجائے زمین کے کسی اُونچی لکڑی پر کرنا ہوگا۔ اُنہوں نے فرمایا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا واللہ ایک رکعت بھی مجھے اس طرح پڑھنا منظور نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد مجھے معلوم ہے کہ جو شخص ایک نماز بھی جان کر چھوڑے وہ حق تعالیٰ شانُہٗ سے ایسی طرح ملے گا کہ حق سُبحانُہٗ وتقدّس اس پر ناراض ہوں گے۔ فائدہ:۔ اگرچہ شرعاً نماز اس طرح سے مجبوری کی حالت میں پڑھنا جائز ہے اور یہ صورت نمازِ چھوڑنے کی وعید میں داخل نہیں ہوتی مگر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ اجمعین کو نماز کے ساتھ جو شغف تھا اور نبی کریم ﷺ کے اِرشاد پر عمل کرنے کی جس قدر اہمیت تھی اس کی وجہ سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ نے آنکھ بنوانے کو پسند نہ کیا کہ اِن حضرات کے نزدیک ایک نماز پر ساری دنیا قربان تھی۔ آج ہم بے حیائی سے جو چاہے اِن مَر مِٹنے والوں کی شان میں منہ سے نکال دیں۔ جب کل اُن کا سامنا ہوگا اور یہ فدائی میدانِ حشر کی سیر کے لُطف اُڑا رہے ہوں گے جب حقیقت معلوم ہوگی کہ یہ کیا تھے اور ہم نے اُن کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ (درِّ منثور)

صحابہؓ کا نماز کے وقت فوراً دکانیں بند کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بازار میں تشریف رکھتے تھے کہ جماعت کا وقت ہوگیا۔ دیکھا کہ فوراً سب کے سب اپنی اپنی دکانیں بند کرکے مسجد میں داخل ہوگئے۔ اِبنِ عمرؓ فرماتے ہیں کی انہی لوگوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی (**رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ**) (سورة نور: 37) ترجمہ پوری آیت شریفہ کا یہ ہے کہ اِن مسجدوں میں ایسے لوگ صبح اور شام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جن کو اللہ کی یاد سے اور بِالخُصُوص نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے، نہ خریدنا غفلت میں ڈالتا ہے نہ بیچنا۔ وہ ایسے دن کی پکڑ سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں اُلٹ جائیں گی۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہے کہ وہ لوگ تجارت وغیرہ اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوتے

تھے لیکن جب اذان کی آواز سُنتے تو سب کچھ چھوڑ کر فوراً مسجد میں چلے جاتے۔ایک جگہ کہتے ہیں۔ اللہ کی قسم یہ لوگ تاجر تھے مگر ان کی تجارت اُن کو اللہ کے ذکر سے نہیں روکتی تھی۔حضرت عبداللہ بنِ مسعود رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بازار میں تشریف رکھتے تھے کہ اذان ہوگئی۔اُنہوں نے دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے سامان کو چھوڑ کر نماز کی طرف چل دیئے۔اِبنِ مسعودؓ نے فرمایا یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے (**رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ** سے یاد فرمایا۔ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جب حق تعالیٰ شانُہٗ تمام دنیا کو ایک جگہ جمع فرمائیں گے تو اِرشاد ہوگا۔کہاں ہیں وہ لوگ جو خوشی اور رنج دونوں حالتوں میں اللہ کی حمد کرنے والے تھے تو ایک مختصر جماعت اُٹھے گی اور بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوجائے گی۔پھر اِرشاد ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جو راتوں میں اپنی خواب گاہ سے دور رہتے اور اپنے رب کو خوف اور رغبت کے ساتھ یاد کرتے تھے تو ایک دوسری مختصر جماعت اُٹھے گی اور وہ بھی جنت میں بغیر حساب کتاب کے داخل ہوجائے گی پھر ارشاد ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تجارت یا بیچنا اللہ کے ذکر سے نہیں روکتا تھا ۔تو ایک تیسری جماعت مختصر سی کھڑی ہوگی اور جنت میں بغیر حساب داخل ہوگی۔اُس کے بعد بقیّہ لوگوں کا حساب شروع ہوجائے گا۔(ماخوز از بیان القران،درمنثور)

نبی کریم ﷺ کی جنت میں مَعِیَّت کیلئے نماز کی مدد

حضرت رَبِیعہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رات گذارتا تھا اور تہجُّد کے وقت

وضو کا پانی اور دوسری ضروریات

مثلاً مسواک مُصلّٰی وغیرہ رکھتا تھا۔ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے میری خدمات سے خوش ہوکر فرمایا۔مانگ کیا مانگتا ہے۔اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جنت میں آپ کی رَفاقت ۔آپ ﷺ نے فرمایا اور کچھ،کہا بس یہی چیز مطلوب ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا۔اچھا میری مدد کیجیئو ۔یعنی سجدوں کی کثرت سے۔فائدہ:۔اس میں تنبیہ ہے اس امر پر کہ صرف دُعا پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھا چاہئے بلکہ کچھ طلب اور عمل کی بھی ضرورت ہے اور اعمال میں سب سے اہم نمازِ ہے کہ جتنی اسکی کثرت ہوگی

اتنے ہی سجدے زیادہ ہوں گے۔ جو لوگ اس سہارے پر بیٹھتے رہتے ہیں کہ فلاں پیر فلاں بزرگ سے دُعا کرائیں گے سخت غلطی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس دُنیا کو اَسباب کے ساتھ چلایا ہے۔اگر بے اَسباب ہر چیز پر قدرت ہے اور قدرت کے اِظہار کے واسطے کبھی ایسا بھی کردیتے ہیں۔لیکن عام عادت یہی ہے کہ دنیا کے کاروبار اسباب سے لگا رکھے ہیں۔حیرت ہے کہ ہم لوگ دنیا کے کاموں تو تقدیر پر اور صرف دُعا پر بھروسہ کر کے کبھی نہیں بیٹھتے۔ پچاس طرح کی کوشش کرتے ہیں مگر دن کے کاموں میں تقدیر اور دُعا بیچ میں آجاتی ہے۔اس میں شک نہیں کہ اللہ والوں کی دُعا نہایت اہم ہے مگر نبی کریم ﷺ نے بھی اِرشاد فرمایا کہ سجدوں کی کثرت سے میری دُعا کی مدد کرنا۔ (ابوداوٗد)

واقعات، اِثار و ہمدردی اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

(اِیثار کہتے ہیں اپنی ضروت کے وقت دوسرے کو ترجیح دینا)

صحابی رضی اللہ عنہ کا مہمان کی خاطر چراغ بُجھا دینا

ایک صحابیؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک اور پریشانی کی حالت کی اطلاع دی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے گھروں میں آدمی بھیجا کہیں کچھ نہ مِلا تو نبی کریم ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ کوئی شخص ہے جو اِن کی ایک رات کی مہمانی قبول کرے۔ایک انصاری صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں مہمانی کرونگا۔اِن کو گھر لے گئے اور بیوی سے فرمایا کہ یہ نبی کریم ﷺ کے مہمان ہیں جو اِکرام کر سکے اس میں کسر نہ کرنا اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھنا۔بیوی نے کہا اللہ کی قسم بچوں کے قابل کچھ تھوڑا سا رکھا ہے اور کچھ بھی گھر میں نہیں۔صحابیؓ نے فرمایا کہ بچوں کو بہلا کر سُلا دیجیو اور جب وہ سو جائیں تو کھانا لاکر مہمان کے ساتھ بیٹھ جاویں گے اور اور تُو چراغ کے درست کرنے کے بہانے سے اُٹھ کر اِس کو بُجھا دینا۔چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور دونوں میاں بیوی اور بچوں نے فاقہ سے رات گذاری۔جس پر یہ آیت **يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ** نازل ہوئی:۔ترجمہ۔اور ترجیح دیتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ اُن پر فاقہ ہی ہو۔فائدہ:۔اِس قسم کے مُتعدِّد واقعات ہیں جو صحابہؓ کے یہاں پیش آئے چناچہ ایک دوسرا واقعہ اسی قسم کا لکھا ہے۔(فضائل اعمال)

روزہ دار کیلئے چراغ بُجھا دینا

ایک صحابہ روزہ پر روزہ رکھتے تھے۔افطار کیلئے کوئی چیز کھانے کی میسر نہ آتی تھی۔ایک انصاری صحابی حضرت ثابتؓ نے تاڑلیا۔بیوی سے کہ میں رات کوایک مہمان کولاؤں گا۔جب کھانا شروع کریں تو تم چراغ کو درست کرنے کے حیلہ سے بجھا دینا اور اتنے مہمان کا پیٹ نہ بھر جائے خود نہ کھانا۔چانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا ساتھ میں سب شریک رہے جیسے کھا رہے ہوں۔صبح کو حضرت ثابتؓ جب نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات کا تمہارا اپنے مہمان کہ ساتھ کا برتاؤ حق تعالیٰ شانہٗ کو بہت پسند آیا: درمنثور:

حضرات شیخین کا صدقہ میں مقابلہ (شیخین حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔اتفاقاً اس زمانہ میں میرے پاس کچھ مال موجود تھا۔میں نے کہا آج میرے پاس اتفاق سے مال موجود ہے اگر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبھی بھی نہیں بڑھ سکتا ہوں تو آج بڑھ جاؤں گا۔یہ سوچ کر خوشی خوشی میں گھر گیا اور جو کچھ بھی گھر میں رکھا تھا اس میں آدھا لے آیا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا۔میں نے عرض کیا چھوڑ آیا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا آخر کیا چھوڑا۔میں نے عرض کیا آدھا چھوڑ آیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جو کچھ رکھا تھا سب لے آئے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔انھوں نے فرمایا اِن کیلئے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا۔یعنی اللہ اور اسکے رسول پاک ﷺ کے نام کی برکت اور اِن کی رضا اور خشنودی کو چھوڑ آیا۔حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔میں نے کہا حضرت ابوبکرؓ سے کبھی بھی نہیں بڑھ سکتا۔فائدہ:۔خوبیوں اور نیکیوں میں آسکی کوشش کرنا کہ دوسرے سے بڑھ جاؤں یہ مستحسن اور مندوب ہے۔قرآن پاک میں بھی اسکی ترغیب آئی ہے۔یہ واقعہ غزوۂ تبوک کا ہے۔اس وقت میں نبی کریم ﷺ نے چندہ کی خاص طور سے ترغیب فرمائی تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق بلکہ ہمت و وسعت سے زیادہ اِعانتیں فرمائیں۔(فضائل اعمال)

صحابہؓ کا دوسروں کی وجہ سے پیاس سے مرنا

حضرت ابوجہم بن حذیفہؓ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا کہ وہ لڑائی میں شریک تھے اور ایک مشکیزہ پانی کا میں نے اپنے ساتھ لیا کہ ممکن ہے وہ پیاسے ہوں تو پانی پلاؤں۔اتفاق سے وہ ایک جگہ اس حالت میں پڑے ہوئے ملے کہ دم توڑ رہے تھے اور جان کنی شروع تھی۔میں نے پوچھا پانی کا گھونٹ دوں انھوں نے اِشار سے ہاں کی اتنے میں دوسرے صاحب نے جو قریب ہی پڑے تھے اور وہ بھی مرنے کے قریب تھے آہ کی۔میرے چچازاد بھائی نے آواز سنی تو مجھے اِن کے پاس جانے کا اِشارہ کیا۔میں اِن کے پاس پانی لیکر گیا وہ ہشام بنِ ابی العاصؓ تھے اُن کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اُن کے قریب ایک تیسرے صاحب اسی حال میں پڑے دم توڑ رہے تھے۔اُنھوں نے آہ کی۔ہشام نے مجھے ان کہ پاس جانے کا اشارہ کر دیا۔میں نے اُن کے پاس پانی لے کر پہنچا تو ان کا دم نکل چُکا تھا۔ہشام رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا تو وہ بھی شہید ہو چکے تھے اِن کے پاس اپنے بھائی کے پاس لوٹا تو اتنے میں وہ بھی ختم ہو چکے تھے۔**اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ**، فائدہ:۔اِس نو کے متعدّد واقعات کتب حدیث میں ذکر کئے گئے۔کیا اِنتہا ہے اس اِیثار کی کہ اپنا بھائی آخری دم توڑ رہا ہو اور پیاسا ہو ایسی حالت میں کسی دوسرے کی طرف توجہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ اسکو پیاسا چھوڑ کر دوسرے کو پانی پلانے چلا جائے۔اور اِن مرنے والوں کی روحوں اللہ جلّ شانہٗ اپنے لطف وفضل سے نوازیں کہ مرنے کے وقت بھی جب ہوش وحوااِس سب ہی جواب دے دیتے ہیں یہ لوگ ہمدردی میں جان دیتے ہیں۔(دِرایہ)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن

نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غزواحد میں شہید ہو گئے اور بیدرد کافروں نے آپؓ کے کان ناک وغیرہ اعضا کاٹ دیئے اور سینہ چیر کر دل نکالا اور طرح طرح کے ظلم کئے۔لڑائی کے ختم پر نبی کریم ﷺ اور دوسرے صحابہؓ شہیدوں کی نعشیں تلاش فرما کر ان کی تجہیز وتکفین کا انتظام فرما رہے تھے کہ حضرت حمزہؓ کو اِس حالت میں دیکھا نہایت صدمہ ہوا اور ایک چادر سے ان کو ڈھانک دیا۔

اتنے میں حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں کہ اپنے بھائی کی حالت کو دیکھیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس خیال سے کہ آخر عورت ہیں ایسے ظلموں کو دیکھنے کا تحمل مشکل سے ہوگا ۔انکے صاحبزادہ حضرت زبیر سے اِشارہ فرمایا کہ اپنی والدہ کو دیکھنے سے منع کرو۔انھوں نے والدہ سے عرض کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دیکھنے سے منع فرمادیا۔انھوں نے کہا کہ میں نے یہ سُنا ہے کہ میرے بھائی کے ناک کان وغیرہ کاٹ دیئے گئے، اللہ رب العزت کے راستے میں یہ کون سی بڑی بات ہے۔ہم اس پر راضی ہیں۔ میں اللہ سے ثواب کی اُمید رکھتی ہوں اور ان شاءاللہ صبر کرونگی۔ حضرت زبیرؓ نے نبی کریم ﷺ سے جا کر اس کلام کو ذکر کیا تو نبی کریم ﷺ کو سُن کر دیکھنے کی اِجازت عطا فرمادی۔ آ کر دیکھا اِنّا لِلّٰہ پڑھی اور اِن کیلئے اِستغفار اور دعا کی۔ ایک روایت میں ہے کہ غزوۂ احد میں جہاں نعشیں رکھی ہوئی تھیں ایک عورت تیزی سے آرہی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دیکھو، عورت کو روکو، حضرت زبیرؓ کہتے ہیں، میں نے پہچان لیا کہ میری والدہ ہیں۔ میں نے جلدی سے روکنے کیلئے بڑھا مگر وہ قوی تھیں ایک گھونسا مارا اور کہا پرے ہٹ، میں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے تو فوراً کھڑی ہو گئیں۔ اسکے کہ بعد دو کپڑے نکالے اور فرمایا کی میں اپنے بھائی کے کفن کیلئے لائی تھی کہ میں اِن کے اِنتقال کی خبر سن چکی تھی۔ اِن کپڑوں میں اِن کو کفنا دینا۔ ہم لوگ وہ کپڑے لیکر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفنانے لگے کہ برابر میں ایک انصاری شہید پڑے ہوئے تھے جن کا نام حضرت سہیل رضی اللہ عنہ تھا۔ اِن کو بھی کفّار نے ایسا ہی حال کر رکھا تھا جیسا کہ حضرت حمزہؓ کا تھا۔ ہمیں اس بات سے شرم آئی کہ حضرت حمزہؓ کو دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور انصاری کے پاس ایک بھی نہ ہو، اسلئے ہم نے دونوں کیلئے ایک ایک کپڑا تجویز کر دیا مگر ایک کپڑا اِن میں بڑا تھا دوسرا چھوٹا تو ہم نے قرعہ ڈالا کہ قرعہ میں جو کپڑا جن کے حصہ میں آجائے گا وہ اِن کے کفن میں لگایا جائے۔ قرعہ میں بڑا کپڑا حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آیا اور چھوٹا حضرت حمزہؓ کے حصہ میں آیا جو اُن کے قد سے بھی کم تھا کہ اگر کو ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں کی طرف کیا جاتا تو سر کُھل جاتا۔ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ سر کو کپڑے سے ڈھانک دو اور پاؤں پر پتے وغیرہ ڈال دو۔ اِبن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ

حضرت صفیہؓ جب دو کپڑے لیکر حضرت حمزہؓ کی نعش پر پہنچیں تو اُن کے قریب ہی ایک انصاری اسی حال میں پڑے تھے تو ایک کپڑے میں دونوں کو کفن دیا گیا۔ حضرت حمزہؓ کا کپڑا بڑا تھا۔ یہ روایت مختصر ہے اور خمیس کی روایت مفصل ہے۔ فائدہ:۔ یہ دو جہاں کے بادشاہ کے چچا کا کفن ہے وہ بھی اس طرح کہ ایک عورت اپنے بھائی کیلئے دو کپڑے دیتی ہیں اس میں یہ گوارا نہیں ہے کہ دوسرا انصاری بے کفن رہے ۔ایک ایک کپڑا بانٹ دیا جاتا ہے اور اس پھر چھوٹا کپڑا اس شخص کہ حصہ میں آتا ہے جو کئی وجہ سے تَرجِیح کا اِستِحقَاق بھی رکھتا ہے۔ غریب پروری اور مُساوات کے دعویدار اگر اپنے دعوٰوں میں سچّے ہیں تو اِن پاک ہستیوں کا اِتّباع کریں جو کہہ کر نہیں بلکہ کر کے دکھلا گئے ہم لوگوں کا پنے لئے اُن کا پیرو کہنا بھی شرم کی بات ہے۔ (فضائل اعمال)

میرے نبی ﷺ کی جامع ترین دُعا

ایک دن ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عشاء کی نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی تھیں، دعا لمبی ہوگئی اور وہ مسلسل مانگ رہی تھیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے، ان کو انحضرت ﷺ سے خلوت میں کوئی بات کرنی تھی۔ انحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا، عائشہ رضی اللہ عنہا! تم ایک طرف ہوجاؤ، دعا چھوڑ دو، ہم تمہیں ایک دُعا بتائیں گے، وہ مانگ لینا، وہ تم کو کافی ہوجائے گے، انہوں نے اپنی دعا ختم کی اور ایک طرف ہوگئیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ خلوت میں مشورہ کیا، جب وہ رخصت ہوکر چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے دعا سکھانے کا وعدہ فرمایا تھا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ

وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ

”یا اللہ! آپ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے آپ سے جتنی خیر کی چیزیں مانگی ہیں، میں بھی مانگتی ہوں اور آپ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے آپ سے جن جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے، میں بھی ان سے پناہ مانگتی ہوں۔“

فائدہ: جامع ترین دعائیں اللہ تعالیٰ سے مانگو کرو، خیر کی چیزیں مانگا کرو اور خیر بھی وہ جو حضرت محمد ﷺ نے مانگی ہے اور تمام شرور وفتن وشرور کی چیزیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے پناہ مانگی ہے، بے شک اللہ تعالیٰ سے دنیا بھی مانگو، لیکن صرف دنیا ہی نہ مانگا کرو، اللہ تعالیٰ ہماری آخرت درست فرمادیں تو اس کے طفیل میں دنیا خود بخود درست ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمالیا ہے، لہذا اس سے آخرت مانگو، آخرت کی نعمتیں مانگو، آخرت کی دولتیں مانگو، اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو، اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا مانگو، جب تم سے اللہ راضی ہوجائے گا تو تمہیں دنیا میں بھی رسوا نہیں فرمائے گا۔ (واقعات ومشاہدات لُدھیانویؒ: ص34)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شادی کا واقعہ

حضرت سعد اسود رضی عنہ نہایت کالی رنگت کے مالک تھے۔ انہوں نے اپنی شادی کے لیے مدینہ شریف کے ہر قبیلہ میں پیغام بھیجا، مگر کوئی لڑکی ان کے ساتھ شادی کے لیے راضی نہ ہوئی، حضرت سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میرا کالا پن اور بدصورتی مجھے جنت میں داخل ہونے سے روک سکتی ہے، تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اے سعد اگر تم اللہ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لا چکے ہو اور تقویٰ و پرہیزگاری کا راستہ اختیار کر چکے ہو، تو ایسا ہرگز نہ ہوگا، بلکہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے ہاں تمہارا بہت بلند مقام ہوگا، تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھ کر اپنا ایمان ثابت کر دیا، اور رسول ﷺ کے سامنے اپنی پریشانی کا اظہار بھی کر دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ لوگ جو آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور جو حاضر نہیں ہوتے ہر قسم کے لوگوں کے ہاں میں نے اپنی شادی کا پیغام بھیجا ہے، لیکن میری بدصورتی کی وجہ سے مجھے اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کے لیے تیار نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے مدینہ منورہ سب سے زیادہ پڑھی لکھی اور خوبصورت اور سب سے زیادہ باعزت گھرانے کی لڑکی منتخب کی اور فرمایا کہ اے سعد تم لڑکی کے باپ عمیر بن وھب ثقفی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کو میرا پیغام سناؤ کہ ان کی لڑکی کے ساتھ میں نے سعد اسود یعنی تمہارا نکاح کر دیا ہے، جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لڑکی کے والدین کو یہ پیغام سنایا تو انہوں نے ان کو قبول

کرنے سے انکار کر دیا، اور انہیں واپس کر دیا، جب لڑکی نے سنا تو اس نے اپنے والدین سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، **وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا:** (سورہ احزاب: آیت36) کسی مومن اور مومنہ کے لیے جب اللہ اور اسکے رسول ﷺ کوئی فیصلہ کر دیں تو ان کو اپنی طرف سے کوئی اختیار نہیں رہتا، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا تو وہ کھلا گمراہ ہے، لہذا میں نے اپنے لیے اس کو پسند کر لیا ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے میرے لیے پسند کیا ہے لہذا فوراً رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں جاؤ اور میرا پیغام پیش کرو، جب لڑکی کے ماں باپ اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ تم نے میرا بھیجا ہوا بندہ واپس کر دیا، تو انہوں نے شرمندگی کا اظہار کرتے عرض کیا کہ ہمیں شبہ ہوا کہ انہوں نے جھوٹ نہ بولا ہو، ہم آپ کہ تابع ہیں، ہم ان کو اپنی لڑکی دیتے ہیں، چنانچہ انہوں نے لڑکی کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا، اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے لیے بازار سے کچھ سامان لینے گئے کہ اسی اثناء میں اعلان جہاد ہو رہا تھا، انہوں نے اپنی بیوی کے لیے سامان خریدنے کے بجائے اسی پیسہ سے جنگی سامان تلوار، نیزہ، گھوڑا خرید لیا، اور گھر کے بجائے میدان جنگ کی طرف چل پڑے، اور وہاں لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا کہ سعد اسود شہید ہو گئے آپ نے ان کا سر مبارک اپنی گود میں رکھا اور انکی تلوار اور گھوڑا ان کی بیوی کے پاس بھیجا اور ان کے سسرال والوں کو ایک پیغام بھیجا اللہ تعالیٰ نے میرے سعد کو تمہاری بیٹی سے زیادہ خوبصورت لڑکیوں سے شادی کرادی ہے کیونکہ وہ چہروں کی خوبصورتی کو نہیں تمہارے دلوں کی خوبصورتی کو دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سعد بہت اعلیٰ مقام عطاء فرمایا ہے۔ (بحوالہ اسد الغابہ فی فضائل صحابہ امام اعزالدین ابن لاثیر رحمتہ اللہ علیہ)

بکرے کی سِری کا چکّر کاٹ کر واپس آنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک صحابیؓ کو کسی شخص نے بکرے کی سری ہدیہ کے طور پر دی۔ اُنہوں نے خیال فرمایا کہ میرے فلاں ساتھی زیادہ ضرورت مند ہیں، کنبہ والے ہیں اور اُن کے

گھر والے زیادہ محتاج ہیں اس لئے اُن کے پاس بھیج دی۔اُن کو ایک تیسرے صاحب کے مُتعلّق یہی خیال پیدا ہوا،اوراُن کے پاس بھیج دی۔غرض اسی طرح سات گھروں میں پھر کر وہ سری سب سے پہلے صحابیؓ کے گھر لوٹ آئی۔فائدہ:۔اس واقعہ سے اُن حضرات کا عام طور سے محتاج اورضرورت مند ہونا بھی معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی کہ ہر شخص کو دوسرے کی ضرورت اپنے سے مُقدَّم معلوم ہوتی تھی۔

ابُوطَلْحہ رضی اللہ عنہ کا باغ وقف کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوطلحہؓ انصاری مدینہ منوّرہ میں سب سے زیادہ اورسب سے بڑے باغ والے تھے۔اِن کا ایک باغ تھا جس کا نام بیرُ حَا تھا۔وہ اِن کو بہت ہی زیادہ محبوب تھا مسجد نبوی ﷺ کے قریب تھا۔پانی بھی اِس میں نہایت شیریں اور افراط سے تھا۔نبی کریم ﷺ بھی اکثر اِس باغ میں تشریف لے جاتے اور اِس کا پانی نوش فرماتے۔جب قرآن شریف کی آیت:۔
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ترجمہ۔تم نیکی (کے کامل درجہ) کونہیں پہنچ سکتے جب تک ایسی چیزوں سے خرچ نہ کروگے جوتم کو پسند ہیں) نازل ہوئی تو ابوطلحہؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا کہ مجھے اپنا باغ بیرُ حَا سب سے زیادہ محبوب ہے اوراللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے کہ محبوب مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرو۔اس لئے وہ اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں۔
آپ جیسے مناسب سمجھیں اس کے موافق اس کو خرچ فرمادیں۔نبی کریم ﷺ نے بہت زیادہ مسّرت کا اِظہار فرمایا۔اور فرمایا کہ بہت ہی عُمدہ مال ہے۔میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کو اپنے اہلِ قرابت میں تقسیم کردو۔ابوطلحہؓ نے اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم فرمادیا۔ فائدہ:۔ہم بھی اپنا کوئی محبوب ترین مال جائداد کوئی ایک آدھا وعظ سُن کر،قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھ کر یاسُن کر اس بے دھڑک خیرت کردیتے ہیں۔اگر وقف وغیرہ کرنے کا خیال بھی آتا ہے تو زندگی سے مایوس ہوجانے کے بعدیا وارثوں سے خفا ہوکر اُن کو محروم کرنے کی نیت سے اور برس کے برس اس سوچ میں لگادیتے ہیں کہ کوئی صورت ایسی پیدا ہوجائے کہ میری زندگی میں تو میں تو میرے ہی کام آوے بعد میں جو وہ ہوتا رہے۔
ہاں نام ونمود کی کوئی چیز ہو،بیاہ شادی کی تقریب ہو تو سودی قرض سے بھی انکار نہیں

(آلِ عمران)

حضرت وہب بن قابوس رضی اللہ عنہ کی اُحد میں شہادت

حضرت وہب بن قابوس رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں جو کسی وقت میں مسلمان ہوئے تھے اوراپنے گھر کسی گاؤں میں رہتے تھے۔بکریاں چراتے تھے۔اپنے بھتیجے کے ساتھ ایک رسّی میں بکریاں باندھے ہوئے مدینہ منّورہ پہنچے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کہاں تشریف لے گئے۔معلوم ہوا کہ اُحد کی لڑائی پر گئے ہوئے ہیں۔بکریوں کو وہیں چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔اتنے میں ایک جماعت کفّار کی حملہ کرتی ہوئی آئی۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو اِن کو منتشر کردے وہ جنت میں میرا ساتھی ہے۔حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے زور سے تلوار چلانی شروع کی اور سب کو ہٹادیا۔دوسری مرتبہ پھر یہی صورت پیش آئی۔تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا۔نبی کریم ﷺ نے انکو جنت کی خوشخبری دی۔اسکا سننا تھا کہ تلوار لیکر کفّار کے جمگھٹے میں گُھس گئے اور شہید ہوئے۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے وہب رضی اللہ عنہ جیسی دلیری اور بہادری کسی کی بھی کسی لڑائی میں نہیں دیکھی اور شہید ہونے کہ بعد نبی کریم ﷺ کو میں نے دیکھا کہ وہب رضی اللہ عنہ کے سرہانے کھڑے تھے اور اِرشاد فرماتے تھے کہ اللہ تم سے راضی ہو میں تم سے راضی ہوں اسکے بعد نبی کریم ﷺ خود اپنے دست مبارک سے دفن فرمایا باوجودیکہ اس لڑائی میں نبی کریم ﷺ خود بھی زخمی تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھے کسی کے عمل پر بھی اتنا رشک نہیں جتنا وہبؓ کے عمل پر آیا۔میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اِن جیسا اعمال نامہ لے کر پہنچوں۔فائدہ:۔ان پر رشک اس خاص کارنامہ کی وجہ سے ہے کہ جان کو جان نہیں سمجھا ورنہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرات کے دوسرے کارنامے اس سے کہیں بڑھے ہوئے ہیں (اصابہ،قُرَّۃُ العیون)؛

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا قول کہ کھجوریں کھانا طویل زندگی ہے

غزوۂ بدر میں نبی کریم ﷺ ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔آپ ﷺ نے صحابہؓ سے اِرشاد فرمایا کہ اٹھو اور بڑھو ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان وزمین سے کہیں زیادہ ہے اور مُتّقیوں کے واسطے

بنائی گئی ہے۔حضرت عُمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں وہ بھی سُن رہے تھے کہنے لگے واہ واہ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔واہ واہ کس بات پر کہا۔عرض کیا یا رسول ﷺ مجھے بھی یہ تمنّا ہے کہ میں بھی اِن میں سے ہوتا آپ ﷺ نے فرمایا۔تم بھی اِن میں سے ہو۔اس کے بعد جھولی میں سے چند کھجوریں نکال کر کھانے لگے۔اِس کے بعد کہنے لگے کہ اِن کھجوروں کے ختم ہونے کا انتظار جو ہاتھ میں ہیں، بڑی لمبی زندگی ہے کہاں تک اِنتظار کروں گا۔یہ کہہ کر اِن کو پھینک دیا اور تلوار لے کر مجمع میں گھس گئے اور شہید ہونے تک لڑتے رہے۔فائدہ:۔حقیقت میں یہی لوگ جنت کے قدر دان ہیں اور اُس پر یقین رکھنے والے۔ہم لوگوں کو بھی اگر یقین نصیب ہوجائے تو ساری باتیں سہل ہوجائیں۔(طبقاتِ اِبنا سعد)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مجموعہ احادیث کو جلا دینا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والدحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پانسو500 احادیث کا ایک ذخیرہ جمع کیا تھا۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ وہ نہایت بے چین ہیں، کروٹیں بدل رہے ہیں۔ مجھے یہ حالت دیکھ کر بے چینی ہوئی۔دریافت کیا کہ کوئی تکلیف ہے یا کوئی فکر کی بات ہے سُننے میں آئی ہے غرض تمام رات اسی بے چینی میں گذرای اور صبح کو فرمایا کہ وہ احادیث جو میں نے تیرے پاس رکھوا رکھی ہیں، اُٹھالا۔میں لے کر آئی۔آپ نے اِن کو جلا دیا۔میں نے پوچھا کہ کیوں جالا دیا۔اِرشاد فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مرجاؤں اور یہ میرے پاس ہوں اِن میں دوسروں کی سُنی ہوئی ہے روایتیں بھی ہیں کہ میں نے معتبر سمجھا ہوا اور واقع میں وہ معتبر نہ ہوں اور اس کی روایت میں کوئی گڑبڑ ہو جس کا وبال مجھ پر ہو۔فائدہ:۔حضرت ابوبکر یق صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ تو علمی کمال اور شَغَف تھا کہ اُنہوں نے پانسو احادیث کا ایک رسالہ جمع کیا اور اس کے بعد اس کو جلا دینا یہ کمال اس کو جلا دینا یہ کمال احتیاط تھا۔اَکابِر صحابہ رضی اللہ عنہم کا احادیث کے بارے میں اِحتیاط کا یہی حال تھا،۔اسی وجہ سے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بہت کم روایتیں نقل جاتی ہیں۔ہم لوگوں اس واقعہ سے سبق لینے کی ضرورت ہے جو ممبروں پر بیٹھ کر بے دھڑک احادیث نقل کردیتے ہیں۔حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر وقت کے حاضر باش، سفر حضر کے ساتھی، ہجرت کے

رفیق صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم میں بڑے عالم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے وِصال کے بعد جب بیعت کا قِصہ پیش آیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر فرمائی تو کوئی آیت اور کوئی حدیث ایسی نہیں چھوڑی جس میں انصاری کی فضیلت آئی ہو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر میں نہ فرمادی ہو۔اِس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن پاک پر کتنا عبور تھا اور احادیث کس قدر یاد تھیں۔مگر پھر بھی بہت کم روایتیں حدیث کی آپ سے منقول ہیں۔یہی راز کہ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے بھی حدیث کی روایتیں بہت کم نقل کی گئی ہیں۔(تذکرۃ الحفاظ)

واقعات، عِلمی وَلولہ اور اس کا اِنہماک

علم کی عظمت اور اسکے آداب

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے کہ جن سے علم حاصل کروان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔بخاریؒ میں مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص پڑھنے میں حیا کرے یا تکبر کرے وہ علم حاصل نہیں کرسکتا۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کا اِرشاد ہے کہ جس شخص نے مجھ کو ایک حرف بھی پڑھا دیا میں اسکا غلام ہوں خواہ وہ مجھے آزاد کردے یا بیچ دے۔یحیٰیؒ ابن کثیر کہتے ہیں کہ علم تن پر دری کے ساتھ حاصل نہیں ہوتا۔امام شافعیؒ کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم بے دلی اور استغناء کے ساتھ حاصل کرے وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔ہاں جو شخص خاکساری اور تنگ دستی کے ساتھ حاصل کرنا چاہے وہ کامیاب ہوسکتا ہے۔مغیرہؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے استاد ابراہیمؒ سے ایسے ڈرتے تھے جیسا کہ بادشاہ سے ڈرا کرتے ہیں۔یحیٰیؒ بن معین بہت بڑے محدث ہیں امام بخاریؒ اِن کے متعلق کہتے ہیں کہ محدّث کا جتنا احترام وہ کرتے اتنا کسی دوسرے کو کرنے میں نہیں دیکھا۔امام ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ میں نے بزرگوں سے سُنا ہے کہ جو استاد کی قدر نہیں کرتا وہ کامیاب نہیں ہوتا۔اس واقعہ میں جہاں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اساتذہ کے ساتھ تواضع اور اِنکساری معلوم ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی علم کا شغف اور اہتمام بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے پاس کسی حدیث کا ہونا معلوم ہوتا۔فوراً جاتے اسکو حاصل فرماتے خواہ اس میں کتنی ہی مشقّت محنت

اور تکلیف اٹھانا پڑتی اور حق یہ ہے کہ بے محنت اور مشقّت کے علم تو درکنار معمولی سی چیز بھی حاصل نہیں ہوتی اور یہ تو ضرب المثل ہے **مَنْ طلب العلے سهر الليالی** : جو شخص بلند مرتبوں کا طلب ہوگا راتوں کو جاگے گا۔(فضائل اعمال)

حضرت اُبیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ کی تعلیم

حضرت اُبیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ مشہور صحابیؓ اور مشہور قاریوں میں ہیں۔اسلام لانے سے پڑھنا جانتے تھے عرب میں لکھنے کا عام طور دستور نہیں تھا۔اسلام کے بعد سے اس کا چرچا ہوا۔لیکن یہ پہلے سے واقف تھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہ کر وحی لکھا کرتے تھے قرآن شریف کے بڑے ماہر تھے اور ان لوگوں میں تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی زندگی ہی میں تمام قرآن شریف حفظ کرلیا تھا۔نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے کہ میری اُمّت کے بڑی قاری اُبیؓ بن کعب ہیں رضی للہ عنہ۔تہجد میں آٹھ می راتوں قرآن پاک ختم کرنے کا اہتمام تھا۔ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے اِشاد ر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اِرشاد فرمایا ہے کہ تمہیں قرآن پاک سناؤں۔عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیکر کہا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں تیر نام لے کر کہا۔یہ سن کر م فرطِ خوشی سے رونے لگے۔ع ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے۔(فضائل اعمال)

حضور ﷺ کا ازواج مطہرات سے ناراضگی کا واقعہ

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ ازواج مطہرات سے ناراض ہوگئے تھے۔وہ اس طرح کہ ازواج مطہرات نے آپس میں مشورہ کیا کہ امت کے گھروں میں ماشاء اللہ اب بڑی کشائش ہوگئی ہے۔لیکن ہماری حالت وہی ہے۔تو ایک نے کہا کہ آنحضرت ﷺ گھر تشریف لائیں گے تو میں فلاں چیز مانگوں گی،دوسری نے کہا میں فلاں چیز مانگوں گی،تیسری نے کہا میں فلاں چیز مانگوں گی،چنانچہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو ساری جمع ہوگئیں اور آپ ﷺ سے مطالبہ کرنے لگ گئیں۔آنحضرت ﷺ خاموش رہے،ایک حرف نہیں فرمایا،جھڑکا نہیں،کوئی بات نہیں کی آپ کا ایک بالا خانہ تھا آپ اس پر

تشریف لے گئے۔سب بیویوں سے الگ ہوگئے اور ایک مہینہ تک بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی۔اسی منظر میں دو واقعے یاد دلاتا ہوں۔ایک تو جب آنحضرت ﷺ ازواج مطہرات سے ناراض ہوگئے تو کسی نے جا کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔لوگوں میں مشہور ایسا ہوگیا(اللہ اکبر)حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھوڑے فاصلے پر رہتے تھے۔وہاں سے چادر گھسیٹتے ہوئے سب سے پہلے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان کو ڈانٹا کہ میں نے تجھے نہیں کہا کرتا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے ایسی بدمزاجی نہ کیا کرو۔اب آیا مزہ۔پھر پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے تجھے طاق دے دی ہے۔وہ کہنے لگیں مجھے معلوم نہیں۔وہ ساری بیٹھی رو رہی تھیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بالا خانے پر تشریف لے گئے جہاں آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ کا ایک خادم ٹانگیں لٹکائے ہوئے سیڑھی پر بیٹھا تھا۔انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھو کہ عمر آنا چاہتا ہے،وہ گئے جا کے پوچھا ہوگا اور واپس آکر کہا میں نے پیغام پہنچا دیا تھا لیکن جواب نہیں ملا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام تو مسجد میں رو رہے تھے،کہرام مچا ہوا تھا لیکن مجھ سے تو رویا نہیں جاتا تھا۔تھوڑی دیر کے بعد پھر میں گیا،پھر خادم سے پوچھا،وہ گئے اور آکر کے وہی جواب دیا کہ میں نے پیغام عرض کر دیا تھا،لیکن جواب نہیں ملا میں پھر بیٹھ گیا۔کچھ دیر کے بعد پھر گیا اور پھر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی.....انہوں نے آکر مجھے جواب دے دیا۔میں واپس لوٹنے لگا تو پیچھے سے خادم نے آواز دے دی کہ ''اجازت مل گئی ہے''یعنی آنحضرت ﷺ نے اجازت مرحمت فرما دی ہے،حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔دل میں ارادہ کر کے گئے تھے کہ آنحضرت ﷺ کو ہنساؤں گا۔کوئی ایسی بات کروں گا کہ انحضرت ﷺ ہنس پڑیں۔میں نے سب سے پہلے تو یہ پوچھا کہ کیا آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔پس!میری تسلی ہوگئی۔میں نے کہا یا رسول اللہ جب ہم مکے میں ہوتے تھے تو وہاں کے مرد عورتوں پر غالب ہوتے تھے،اور دبا کر رکھتے تھے۔یہاں ہم مدینہ طیبہ میں آئے تو یہاں معاملہ الٹ تھا۔یہاں کی عورتیں مردوں پر حاوی تھیں اور ان کی دیکھا

دیکھی یہی بات کچھ ہماری عورتوں نے بھی سیکھ لی۔آنحضرت یا پاس کر ذرا مسکرا دیئے۔حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ایک رسی پر دو تین کھالیں لٹک رہی تھیں۔اتنی سی پوٹلی کرز کی پڑی تھی یعنی کھال رنگنے کا سامان تھا باقی اللہ اللہ خیر صلا!یہ کل کائنات تھی آنحضرت ﷺ کے گھر کی۔(واقعات ومشاہدات لُدھیانوی ؒ:ص39)

حضرت ابوالدا رضی اللہ عنہ کے پاس حدیث کیلئے جانا

کثیر بن قیسؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا ایک شخص اِن کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں مدینہ منوّرہ سے صرف ایک حدیث کی وجہ سے آیا ہوں۔میں نے سُنا ہے کہ وہ آپ نے نبی کریم ﷺ سے سُنی ہے۔ابوابوالدرداؓ نے پوچھا کوئی اور تجارتی کام نہیں تھا۔انہوں نے کہا نہیں۔ابوالدردؓ نے پھر پوچھا کہ کوئی دوسری غرض تو نہ تھی۔کہا نہیں ،صرف حدیث ہی معلوم کرنے کیلئے آیا ہوں۔حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سُنا ہے کہ جو شخص کوئی راستہ علم حاصل کرنے کیلئے چلتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ ،اُس کیلئے جنت کا راستہ سہل فرما دیتے ہیں اور فرشتے اپنے پر طالب علم کی خوشنودی کے واسطے بچھا دیتے ہیں اور طالب علم کیلئے آسمان زمین کے رہنے والے اِستغفار کرتے ہیں حتّٰی کہ مچھلیاں جو پانی میں رہتی ہیں وہ بھی اِستغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسا کہ چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے اور علماء،انبیاء کے وارث ہیں۔انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسلام کسی دینار و درہم کا وارث نہیں بناتے بلکہ علم کے وارث بناتے ہیں جو شخص علم حاصل کرتے ہے وہ ایک بڑی دولت کو حاصل کرتا ہے۔(ابنِ ماجہ)

واقعات،اِیثاردل و بہادری،حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا عمل اُحد کی لڑائی میں

اُحد کی لڑائی میں مسلمانوں کو جب شکست ہو رہی تھی تو کسی نے یہ خبر اُڑا دی کہ نبی کریم ﷺ بھی شہید ہو گئے اس وحشت ناک خبر سے جو اثر صحابہ رضی اللہ عنہم پر ہونا چاہیئے تھا وہ ظاہر ہے۔اسی وجہ سے اور بھی زیادہ گٹھنے ٹوٹ گئے۔حضرت انس بن نضرؓ چلے جا رہا تھے کہ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت میں

حضرت عمرؓ اور طلحہؓ نظر پڑے کہ سب حضرات پریشان حال تھے۔حضرت انسؓ نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے کہ مسلمان پریشان نظر آرہے ہیں۔ان حضرات نے کہا کہ نبی کریم ﷺ شہید ہو گئے۔حضرت انسؓ نے کہا کہ پھر نبی کریم ﷺ کے بعد تم ہی زندہ رہ کر کیا کرو گے۔تلوار ہاتھ میں لو اور چل کر مر جاؤ۔چنانچہ حضرت انسؓ نے خود تلوار ہاتھ میں لی اور کفّار کے جمگھٹ میں گُھس گئے اور اس وقت تک لڑتے رہے کہ شہید رہوے۔فائدہ:۔اِن کا مطلب یہ تھا کہ جس ذات کے دیدار کے لئے جینا تھا جب وہ ہی نہیں رہی تو پھر گویا جی کر ہی کیا کرنا ہے۔چنانچہ اسی میں اپنی جان نثار کر دی۔(خمیس)

اِبن جحش اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما کی دُعا

حضرت عبداللہؓ بن جحش نے غزوہ اُحُد میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے کہا کہ اے سعد آؤ مل کر دُعا کریں۔ہر شخص اپنی ضرورت کے موافق دُعا کرے دوسرا آمین کہے کہ یہ قبول ہونے کے زیادہ قریب ہے دونوں حضرات نے ایک کونے میں جا کر دُعا فرمائی۔اوّل حضرت سعدؓ نے دُعا کی یا اللہ جب کل کو لڑائی ہو تو میرے مقابلہ میں ایک بڑے بہادر کو مقرر فرما جو سخت حملہ والا ہو وہ مجھ پر سخت حملہ کرے اور میں اس پر زوردار حملہ کروں۔پھر مجھے اس پر فتح نصیب فرما کہ میں اس کو تیرے راستے میں قتل کروں اور اس کی غنیمت حاصل کروں۔حضرت عبداللہؓ نے آمین کہی اور اس کے بعد حضرت عبداللہؓ نے دُعا کی۔اے اللہ کل کو میدان میں ایک بہادر سے مقابلہ کرا جو سخت حملہ والا ہو۔میں اس پر شِدّت سے حملہ کروں،وہ بھی مجھ پر زور سے حملہ کرے اور پھر وہ مجھے قتل کر دے پھر میرے ناک کان کاٹ لے۔پھر قیامت میں جب تیرے حضور میں پیشی ہو تو تُو کہے کہ عبد اللہ تیرے ناک کان کیوں کاٹے گئے ، میں عرض کروں یا اللہ تیرے اور تیرے رسول ﷺ کے راستے میں کاٹے گئے پھر تُو کہے کہ سچ ہے میرے ہی راستے میں کاٹے گئے۔حضرت سعدؓ نے آمین کہی۔ دوسرے دن لڑائی ہوئی اور دونوں حضرات کی دُعائیں اسی طرح سے قبول ہوئیں جس طرح مانگی تھی۔سعدؓ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جحشؓ کی دُعا میری دعا سے بہتر تھی۔میں نے شام کو دیکھا کہ ان کے ناک کان ایک دھاگے میں پروئے ہوئے ہیں۔اُحد کی لڑائی میں اُن کی تلوار بھی ٹوٹ گئی تھی۔حضور ﷺ نے اُن کو ایک ٹہنی عطا فرمائی جو اُن کے

ہاتھ میں جا کر تلوار بن گئی اور عرصہ تک بعد میں رہی اور دو سو دینار کو فروخت ہوئی۔ دینار سونے کے ایک سکّہ کا نام ہے۔ فائدہ:۔اس واقعہ میں جہاں ایک جانب کمال بہادری ہے کہ بہادر دشمن سے مقابلہ کی تمنّا ہے وہاں دوسری جانب کمال عشق بھی کہ مُحبوب کے راستے میں بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی تمنّا کرے اور آخر میں جب وہ پوچھیں کہ یہ سب کیوں ہوا تو میں عرض کروں کہ تمہارے لے........رہے گا
کوئی تو تیغ ستم کے یادگاروں میں مرے لاشے کے ٹکڑے دفن کرنا سو مزاروں میں (فضائل اعمال)

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوۂ احد میں حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اوّل سے شریک نہیں تھے، کہتے ہے کہ اِن کے نئی شادی ہوئی تھی بیوی سے ہمبستر ہوئے تھے۔ اسکے بعد غسل کی تیاری کررہے تھے اور غسل کرنے کے لئے بیٹھ بھی گئے تھے سر کو دھو رہے تھے کہ ایک دم مسلمانوں کی شکست کی آواز کان میں پڑی جس کی تاب نہ لا سکے۔ اسی حالت میں تلوار ہاتھ میں لی اور لڑائی کے میدان کی طرف بڑھے چلے گئے اور کفار پر حملہ کیا اور برابر بڑھتے چلے گئے اسی حالت میں شہید ہو گئے، چونکہ شہید کو اگر جنبی نہ ہو تو بغیر غسل دیئے دفن کیا جاتا ہے۔ اسلئے انکو بھی اسی طرح کر دیا مگر نبی کریم ﷺ نے دیکھا کی ملائکہ اِن کو غسل دے رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہؓ سے ملائکہ کے غسل دینے کا تذکرہ فرمایا۔ ابوسعید ساعدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد سن کر حنظلہؓ کو جا کر دیکھا تو اِن کے سر سے غسل کا پانی ٹپک رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے واپسی پر تحقیق فرمایا تو اِن کے بغیر نہائے جانے کا واقعہ معلوم ہوا۔ فائدہ:۔ یہ بھی کمال بہادری ہے، بہادر آدمی کو اپنے اِرادہ میں تاخیر کرنا دشوار ہوتا ہے اسی لئے انتظار بھی نہیں کیا کہ غسل پورا کر لیتے۔ (قرۃ العیون)

عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی تمنّائے شہادت

حضرت عمر بن جموح رضی اللہ عنہ پاؤں سے لنگڑے تھے۔ اِن کے چار بیٹے تھے جو اکثر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے اور لڑائیوں میں شرکت بھی کرتے تھے۔ غزوہ اُحد میں عمر بن جموحؓ کو بھی شوق پیدا ہوا کہ میں جاؤں۔ لوگوں نے کہا کہ تم معذور ہو، لنگڑے پن کی وجہ سے چلنا دشوار ہے۔ انہوں نے فرمایا کیسی بُری بات ہے کہ میرے بیٹے تو جنت میں جائیں اور میں رہ جاؤں

بیوی نے بھی اُبھارنے کیلئے طعنہ کے طور پر کہا، کہ میں تو دیکھ رہی ہوں کہ وہ لڑائی سے بھاگ کر لوٹ آیا۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر ہتھیار لئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دُعا کیا۔ **اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیۡ اِلٰی اَھۡلِیۡ** (اے اللہ مجھے اپنے اہل کی طرف نہ لوٹائیں) اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے قوم کے منع کرنے کا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا اور کہا کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ اپنے لنگڑے پیر سے جنت میں چلوں پھروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے تم کو معذور کیا ہے تو نہ جانے میں کیا حرج ہے اُنہوں نے پھر خواہش کی تو آپ ﷺ نے اِجازت دے دی۔ ابوطلحہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عمرؓو کو لڑائی میں دیکھا کہ اکڑتے ہوئے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ کی قسم میں جنت کا مشتاق ہوں۔ اِن کا ایک بیٹا بھی ان کے پیچھے دوڑا ہوا جاتا تھا۔ دونوں لڑتے رہے حتیٰ کہ دونوں شہید ہوئے۔ اِن کی بیوی اپنے خاوند اور بیٹے کی نعش کو اونٹ پر لاد کر دفن کے لئے مدینہ لانے لگیں تو وہ اونٹ بیٹھ گیا۔ بڑی دِقّت سے اس کو مار کر اٹھایا اور مدینہ لانے کی کوشش کی۔ مگر وہ اُحد ہی کی طرف کا منہ کرتا تھا۔ اُن کی بیوی نے نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ کو یہی حکم ہے۔ کیا عمرؓو چلتے ہوئے کچھ کہہ کر گئے تھے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے یہ دُعا کی تھی، **اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیۡ اِلٰی اَھۡلِی** آپ ﷺ نے فرمایا۔ اسی وجہ سے یہ اونٹ اس طرف نہیں جاتا۔ فائدہ:۔ اسی کا نام جنت کا شوق اور یہی ہے وہ سچا عشق ہے اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا جس کی وجہ سے صحابہؓ کہاں سے کہاں پہنچ گئے کہ ان کے جذبے مرنے کے بعد بھی ویسے ہی رہتے۔ بہتیری کوشش کی کہ اونٹ چلے۔ مگر یا تو وہ بیٹھ جاتا تھا یا اُحد کی طرف چلتا تھا۔ (قرۃ العیون)

حضرت مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے بڑے ناز کے پلے ہوئے اور مالدار لڑکوں میں تھے اِن کے باپ اُن کے لئے دو دو سو دِرہم کا جوڑا خرید کر پہناتے تھے۔ نوعمر تھے بہت زیادہ ناز و نعمت میں پرورش پاتے تھے۔ اسلام کے شروع ہی زمانے میں گھر والوں سے چُھپ کر مسلمان ہو گئے اور اسی حالت میں رہتے۔ کسی نے ان کے گھر والوں کو بھی خبر کر دی۔ اُنہوں نے اُن کو باندھ کر قید کر دیا۔ کچھ

روز اسی حالت میں گذرے۔اور جب موقع ملا تو چُھپ کر بھاگ گئے اور جو لوگ حبشہ کی ہجرت کر رہے تھے اِن کے ساتھ ہجرت کر کے چلئے گئے۔وہاں سے واپس آ کر مدینہ منوّرہ کی ہجرت فرمائی اور زُہد وفقر کی زندگی بسر کرنے لگے اور ایسی تنگی کی حالت تھی کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے۔حضرت مُصعب رضی اللہ عنہ سامنے سے گذرے۔اُن کے پاس صرف ایک چادر تھی جو کئی جگہ سے پھٹی تھی اور ایک جگہ بجائے کپڑے کے چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔نبی کریم ﷺ اُن کی اس حالت اور اِس پہلی حالت کا تذکرہ فرماتے ہوئے آنکھوں میں آنسو بھر لائے غزوہ اُحد میں مہاجرین کا جھنڈا اُن کے ہاتھ میں تھا۔جب مسلمان نہایت پریشانی کی حالت میں مُنتشر ہو رہے تھے تو یہ جمے ہوئے کھڑے تھے۔ایک کافر اِن کے قریب آیا اور تلوار سے ہاتھ کاٹ دیا کہ جھنڈا گر جاوے،اور مسلمانوں کو گویا کھلی شکست ہوجائے۔اُنہوں نے فوراً دوسرے ہاتھ میں لے لیا۔اس نے دوسرے ہاتھ کو بھی کاٹ ڈالا۔انہوں نے دونوں بازوؤں کو جوڑ کر سینہ سے جھنڈے کو چمٹا لیا کہ گرے نہیں۔اس نے اِن کے تیر مارا جس سے شہید ہوگئے مگر زندگی میں جھنڈے کو نہ گرنے دیا۔اس کے بعد جھنڈا گرا جس کو فوراً دوسرے شخص نے اُٹھالیا۔جب اُن کو دفن کرنے کی نوبت آئی تو صرف ایک چادر اُن کے پاس تھی جو پورے بدن میں نہیں آتی تھی۔اگر سر کی طرف سے ڈھانکا جاتا تو پاؤں کُھل جاتے اور پاؤں کی طرف کی جاتی تو سر کُھل جاتا۔نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ چادر کو سر کی جانب کر دیا جائے اور پاؤں پر اِذخر کے پتّے ڈال دیئے جائیں۔فائدہ:۔یہ آخری زندگی ہے اس سے نازک اور نازوں سے پَلے ہوئے کی جو دوسو درہم کا جوڑا پہنتا تھا کہ آج اسکو کفن کی ایک چادر بھی پوری نہیں ملتی اور اس پر ہمّت یہ کہ زندگی میں جھنڈا نہ گرنے دیا۔دونوں ہاتھ کٹ گئے مگر پھر بھی اسکو نہ چھوڑا۔بڑے نازوں کے پلے ہوئے تھے مگر ایمان ان لوگوں کے دلوں میں کچھ اس طرح سے جمتا تھا کہ پھر وہ اپنے سوا کسی چیز کا بھی نہ چھوڑتا تھا۔روپیہ پیسہ راحت آرام ہر قسم چیز سے ہٹا کر اپنے میں لگا لیتا تھا۔(قرۃ العیون)

نبی کریم ﷺ کی قبر دیکھ کر ایک عورت کی موت)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ مجھے رسول

اقدس ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرادو۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے حجرہ شریفہ کھولا۔اِنھوں نے زیارت کی اور زیارت کر کے روتی رہیں اور روتے روتے اِنتقال فرما گئیں۔رضی اللہ عنہا وارضا ہا۔فائدہ:۔کیا اس عشق کی نظیر بھی کہیں ملے گی کہ قبر کی تاب نہ لاسکیں اور وہیں جان دی دے(شفا)

(صحابہ رضی اللہ عنہم کے متفرق واقعات)

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ سے کسی نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ سے کتنی محبت تھی۔آپؓ نے اِرشاد فرمایا کہ اللہ پاک کی قسم نبی کریم ﷺ ہم لوگوں کے نزدیک اپنے مالوں سے اور اپنی اولادوں سے اور اپنی ماؤں سے اور سخت پیاس کی حالت میں ٹھنڈے پانی سے محبوب تھے۔(شفا)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب واقعہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ شام کے ایک قلعے کا محاصرہ کیا ہوا تھا...قلعہ کے لوگ محاصرہ سے تنگ آگئے تھے....وہ چاہتے تھے کہ صلح ہوجائے...لہٰذا اِن لوگوں نے قلعے کے سردار کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس صلح کی بات چیت کیلئے بھیجا.. چنانچہ اِن کا سردار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا....حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں چھوٹی سی شیشی میں کی ہے اور کیوں لے کر آیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس شیشی میں زہر بھرا ہوا ہے اور یہ سوچ کر آیا ہوں کہ اگر آپ سے صلح کی بات چیت کامیاب ہوگئی تو ٹھیک....اور اگر بات چیت ناکام ہوگئی اور صلح نہ ہوسکی تو ناکامی کا منہ لے کر اپنی قوم کے پاس واپس نہیں جاؤں گا بلکہ یہ زہر پی کر خودکشی کرلوں گا....تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اصل کام تو لوگوں کو دین کی دعوت دینا ہوتا تھا...اس لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ اس وقت دین کی دعوت دینے کا اچھا موقع ہے....چانچہ اِنہوں نے اس سردار سے پوچھا: کیا تمہیں اس زہر پر اتنا بھروسہ ہے کہ جیسے ہی تم یہ زہر پیو گے تو فوراً موت واقع ہوجائے گی؟ اس سردار نے جواب دیا کہ ہاں مجھے اس پر بھروسہ ہے...اس لئے کہ یہ ایسا سخت زہر ہے کہ اس کے بارے میں معالجین کا کہنا یہ ہے کہ آج تک کوئی شخص اس زہر کا ذائقہ نہیں بتاسکا کیونکہ جیسے ہی کوئی شخص یہ زہر کھاتا ہے تو فوراً اس کی موت واقع ہوتی ہے....اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ

وہ اس کا ذائقہ بتا سکے...اس وجہ سے مجھے یقین ہے کہ اگر میں اس کو پی لوں گا تو فوراً مر جاؤں گا...حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس سردار سے کہا کہ یہ زہر کی شیشی جس پر تمہیں اتنا یقین ہے...یہ ذرا مجھے دو....اس نے وہ شیشی آپ کو دے دی....آ نے وہ شیشی اپنے ہاتھ میں لی اور پھر فرمایا کہ اس کائنات کی کسی چیز میں کوئی تاثیر نہیں جب تک اللہ تعالیٰ اس کے اندر اثر نہ پیدا فرمادیں....میں اللہ کا نام لے کر اور یہ دعا پڑھ کر...... **بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شی ء فی الارض ولا فی السمآء وھو السمیع العلیم** (اس اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی....نہ آسمان میں اور نہ زمین میں...وہی سننے اور جاننے والا ہے) میں اس زہر کو پیتا ہوں....آپ دیکھو کہ مجھے موت آتی ہے یا نہیں....اس سردار نے کہا کہ جناب! یہ آپ اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں....یہ زہر تو اتنا سخت ہے کہ اگر انسان تھوڑا سا بھی منہ میں ڈال لے تو ختم ہو جاتا ہے اور آپ نے پوری شیشی پینے کا ارادہ کر لیا...حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اِن شاء اللہ مجھے کچھ نہ ہوگا... چنانچہ دُعا پڑھ کر وہ زہر کی پوری شیشی پی گئے لیکن اِن پر موت کے کوئی آثار نظر نہیں ہوئے......اللہ تعالیٰ کو اپنی قدرت کا کرشمہ دکھانا تھا....اس سردار نے اپنی آنکھوں یہ کرشمہ دیکھا کر مسلمان ہو گیا۔

(اصلاحی خطبات ج:11)

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی سرعت رفتار کا عجیب واقعہ

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرئیل علیہ السلام! کبھی تمہیں آسمان سے مشقت کے ساتھ بڑی جلدی اور فوراً بھی زمین پر اُتر پڑا ہے...جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا ہاں جی! یا رسول اللہ ﷺ چار مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ مجھے فی الفور بڑی سرعت کے ساتھ زمین پر اترنا پڑا ہے...نبی کریم ﷺ نے فرمایا...وہ چار مرتبہ کس موقع پر؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ایک تو کب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو اس وقت عرش الٰہی کے نیچے تھا...مجھے حکم ہوا کہ جبرئیل! خلیل کے آگ میں پہنچنے سے پہلے پہلے فوراً میں خلیل کے پاس پہنچو...چنانچہ میں بڑی سرعت کے ساتھ فوراً خلیل کے پاس پہنچا...دوسری بار جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن اطہر پر

چھری رکھ دی گئی تو مجھے حکم ہوا کہ چھری چلنے سے پہلے ہی زمین پر پہنچ گیا اور چھری کو الٹا دوں...چنانچہ میں چھری چلنے سے پہلے زمین پر پہنچ گیا اور چھری کو چلنے نہ دیا...تیسری مرتبہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں کی تہہ تک پہنچنے سے پہلے زمین پر پہنچوں اور کنویں سے ایک پتھر نکال کر حضرت یوسف علیہ السلام کو اس پتھر پر با آرام بٹھادوں...چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا...اور چوتھی مرتبہ یا رسول اللہ ﷺ جب کہ کافروں نے نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک کا خون زمین پر نہ گرنے دوں اور زمین پر گرنے سے پہلے ہی میں وہ خون مبارک اپنے ہاتھوں میں لے لوں... یا رسول ﷺ! اللہ نے مجھے فرمایا تھا...جبرئیل! اگر میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ خون زمین پر گر گیا تو قیامت تک زمین میں سے نہ کوئی سبزی اُگے گی...اور نہ کوئی درخت...چانچہ میں بڑی تیزی کے ساتھ زمین پر پہنچا اور نبی کریم ﷺ کے خون مبارک کو اپنے ہاتھ پر لے لیا..(روح البیان)

واقعہ ثعلبہ بن حاطب انصاریؓ

ثعلب بن حاطب انصاریؓ نے نبی کریم کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ میرے دولتمند ہونے کی دُعا فرمادیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ثعلبہ! تھوڑی چیز پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اس زیادہ چیز سے بہتر ہے جسکے تو حقوق ادا نہ کر سکے۔تو ثعلبہ بار بار اِصرار کرتے رہے کہ کثرت کی کی دُعا کریں اور وعدہ کیا کہ اگر مجھے مال مل گیا تو میں اسکے تمام حقوق ادا کروں گا۔بالآخر نبی کریم ﷺ نے دُعا کر دی اور اسکی بکریوں میں اتنی برکت ہوئی کہ مدینہ سے باہر مستقل ایک کاؤں میں رہنے کی ضرورت پڑی اور اس کا مال اتنا بڑھا کہ اس میں مشغول ہو کر رفتہ رفتہ جمعہ اور جماعت کو بھی ترک کرنے لگا۔اور جب نبی کریم ﷺ کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والے پہنچے تو اس نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔تو نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ یہ اِرشاد فرمایا ویح ثعلبہ اور اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئیں۔ **وَمِنْهُمْ مَنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ** . (پ10 توبہ 76،77) جب ثعلبہ کو اس کی خبر پہنچی تو وہ وہ بادل نخواستہ زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا مگر نبی کریم ﷺ نے وصول کرنے سے اِنکار کر دیا بعد میں خلفاء ثلاثہ حضرت ابوبکر صدیق عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے بھی زکوٰۃ کی

وصولی سے انکار کر دیا اور اس طرح حالتِ نفاق پر حضرت عثمان ذن النورین رضی اللہ عنہ کے خلافت میں اِنتقال ہوا۔ الغرض اِن آیات میں اسی ثعلبہ کی عہد شکنی کا ذکر ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اس کو اگر مال ملا تو ضرور صدقہ کرے گا۔ مگر جب مال ملا تو بُخل کیا اور حقوق کی ادائیگی سے اِنکار کر دیا۔ تو اس عہد شکنی کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نفاق کی جڑ اس کے دل میں قائم ہوگئی جو موت تک نکالنے والی نہیں تھے۔(الجواب عالیہ بنین 1426ھ)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی برداشت کا واقعہ

حضرت محمد بن ابراہیم تیمیؒ کہتے ہیں کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کو ان کے چچا حکم بن ابوالعاص بن امیہ نے پکڑ کر رسی میں مضبوطی سے باندھ دیا اور کہا کہ تم اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ کر ایک نئے دین کو اختیار کرتے ہو؟ اور اللہ کی قسم! جب تک تم اس دین کو نہیں چھوڑو گے میں اس وقت تک تمہیں بالکل نہیں کھولوں گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں اس دین کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ جب حکم نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے دین پر بڑے پکے ہیں تو ان کو چھوڑ دیا۔(ابن سعد)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سحر آفریں تلاوت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ منبر پر تشریف فرما ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن پاک سناؤ، میں نے عرض کیا آپ کو سناؤں اور اپ پر ہی تو اتارا گیا ہے؟ فرمایا گیا مجھے یہ بات محبوب ہے کہ میں دوسرے سے سنو جاؤ پھر اس آیت پر پہنچا: **فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا** (سو اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو اِن لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر لائیں گے) تو آپ نے فرمایا بس کرو، میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ ﷺ کے آنسو جاری تھے...(صحیح بخاری و مسلم)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا عجیب واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ 6ھ میں اسلام لائے آپ سے پہلے چالیس مرد اور گیارہ عورتیں اسلام میں داخل ہو چکی تھیں... حضرت عمر رضی اللہ کے اسلام لانے کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے... وہ یہ کہ ایک روز کفار کی مجلس منعقد ہوئی جس میں یہ سوال اٹھا کہ محمد ﷺ کون قتل کر سکتا ہے؟ عمرؓ نے کہا کہ یہ کام میں سرانجام دوں گا یہ کہہ کر تلوار اٹھائی اور چل دیئے... راہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ملے... دریافت کیا کہ عمرؓ کے ہاں جا رہے ہو.... کہنے لگے محمد ﷺ کو قتل کی فکر میں ہوں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا بنو ہاشم بنو زہرہ بنو عبد مناف تم کو اس کے بدلہ میں قتل کر دیں گے اس جملہ کو سن کر غصہ آ گیا... اور فرمایا کہ ایسا معلوم ہوا ہے کہ تو بھی بد دین یعنی مسلمان ہے آ پہلے تجھ کو ختم کروں... یہ کہہ کہ تلوار کھینچ لی... حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ کہہ کہ ہاں میں مسلمان ہوں تلوار نکالی..... ایک دوسرے پر حملہ ہونے ہی کو تھا کہ حضرت سعد بولے عمر پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو... تیری بہن اور بہنوئی دونوں اسلام قبول کر چکے ہے... یہ سن کر طیش میں آ گئے اور فوراً اپنی بہن کے گھر گئے دیکھا کواڑ بند ہے.... اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ ان دونوں میاں بیوی کو قرآن پڑھا رہے ہیں... آواز سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ تو مکان ہی میں چھپ گئے... وہ صحیفہ جس پر آیت قرآنی لکھی ہوئی تھیں جلدی میں باہر رہ گیا.... بہن نے کواڑ کھولے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسے پوری قوت سے بہن کے سر پر مارا اور خون بہنے لگا فرمایا... اپنی جان کی دشمن تو بھی بد دین ہوگئی... اندر گھر میں اکر دریافت کیا کیا کر رہے تھے... یہ آواز کیسی تھی؟ بہنوئی نے کہا آپس میں بات چیت کر رہے تھے... فرمایا اپنے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لیا... بہنوئی نے کہا اگر وہ دین برحق ہو تو کیا حرج ہے... یہ سننا تھا کہ اِن پر بے تحاشا ٹوٹ پڑے اور زمین پر گرا کر خوب مارا... بہن نے آگے بڑھ کر بچانے کی کوشش کی تو اِن کی منہ پر اس زور سے تھپڑ مارا کہ خون نکل آیا یہ بھی آخر کار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن تھی کہنے لگی عمر کیا ہم کو اس وجہ سے مارا جاتا ہے کہ ہم اسلام لے آئے.... یقیناً ہم اسلام لے آئے جو تم سے ہو سکے وہ کرلو... اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر اس صحیفہ قرآن پر پڑ گئی جو باہر ہی رکھا تھا... کہنے لگے مجھے بھی دکھلاؤ اس میں کیا لکھا

ہے...بہن نے کہاتم ناپاک ہواور ناپاک آدمی اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا...حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت اِصرار کیا مگر بہن نے بغیر غسل کے وہ صحیفہ ہاتھ میں نہیں دیا...حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا اور صحیفہ اٹھایا تو اس میں سورۂ طٰحٰہ لکھی ہوئی تھی **اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ...** تک پڑھا کہ حالت بدل گئی فرمانے لگے مجھے دربار نبی ﷺ میں لے چلو یہ بات سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ اندر سے نکلے اور فرنایا: اے اللہ! عمر اور ابوجہل میں تجھے زیادہ پسند ہو اس کو اسلام کی توفیق عطا فرما...ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی دُعا آپ کے حق میں قبول ہوگئی...اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ دربار نبوی ﷺ میں پہنچے اور جمعہ کے دن صبح کو اسلام لائے ...حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے...کہ عمر کا اسلام لانا مسلمانوں کی فتح تھی...اور اِن کی ہجرت مسلمانوں کی مدد تھی...اوران کی خلافت رحمت...(تاریخ مشائخ چشت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور شیطان کی کشمکش: واقعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور ﷺ نے مجھے فطرانے کے سامان کا نگران مقرر فرمایا۔ایک رات میں اپنی ڈیوٹی پر موجود تھا،کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بوڑھا آیا اور اس نے فطرانے کے سامان میں سے کچھ گندم چوری کی اور فرار ہونے لگا۔میں نے اسے گرفتار کرلیا اور کہا کہ میں تجھے حضور ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔اس نے میری منت سماجت کی اور کہا کہ میں عیال دار اور غریب آدمی ہوں فاقے کے ہاتھوں مجبور ہوکر یہ حرکت کی ہے۔آج چھوڑ دیں آئندہ ادھر کا رخ نہیں کروں گا۔مجھے ترس آیا میں نے اسے چھوڑ دیا۔صبح جب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات تمہارے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے تمام واقعہ سنا دیا اور بتلایا کہ اس نے آئندہ کبھی نہ آنے کا عہد کیا اور منت سماجت کی تو میں نے چھوڑ دیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات وہ پھر آئے گا۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فرمانے کی وجہ سے مجھے سو فیصد یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا۔چنانچہ رات بھر میں تاک لگا کر اس انتظار میں بیٹھا رہا۔رات کے پچھلے پہر وہ آیا اور کچھ گندم آج بھی اچک لی۔میں نے اسے گرفتار کرلیا اس نے دوبارہ منت سماجت کی عیال داری اور فقر و فاقہ کا رونا رویا اور آئندہ کبھی نہ آنے کا پختہ عہد کیا تو

ترس کھا کے میں نے اسے دوبارہ چھوڑیا۔صبح جب بارگاہِ نبوی میں حاضری ہوئی تو آپ ﷺ نے پھر سوال فرمایا کہ رات تمہارے قیدی پر کیا بنا؟ میں نے پھر پوری صورتِ حال آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کردی آپ ﷺ نے فرمایا وہ جھوٹ بولتا ہے۔آج رات وہ پھر آئے گا۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: تیسری رات بھی میں اس کی تاک اور انتظار میں بیٹھا رہا۔آپ ﷺ کے فرمانِ مقدس کی وجہ سے مجھے اس کی آمد کا پختہ یقین تھا۔آج رات بھی وہ آیا اور اس نے پھر کچھ گندم اموالِ صدقات میں سے اٹھائی تو میں نے اسے گرفتار کرلیا اور کہا کہ آج تو تجھے ہر صورت حضورِ اکرام ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔آج تیرا کوئی بہانہ،کوئی عذر نہیں سنوں گا،نہ ہی تیرے کسی وعدے وعہد پر اعتماد کروں گا۔اس نے کہا اگر آج تم مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں چند ایسے کلمات سکھا سکتا ہوں جو زندگی بھر تمہیں فائدہ دیں گے۔میں نے کہا وہ کلمات کیا ہیں؟ تو اس نے کہا کہ رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو تو اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان اور محافظ فرشتے مقرر فرمادیں گے اور رات بھر شیطان تمہارے پاس نہ آسکے گا۔یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا صبح جب مجلسِ نبوی ﷺ میں حاضری ہوئی تو آپ ﷺ نے پھر پوچھا کہ تمہارے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے آیۃ الکرسی کے حوالے سے اس کی بات نقل کی اور سارا قصہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(**صَدَقَكَ وَهُوَ كَذِبٌ**) تمہارے ساتھ اس نے سچ بولا ہے۔حالانکہ ہے وہ پرلے درجے کا جھوٹا ہے)اور فرمایا اے ابو ہریرہؓ تمہیں معلوم ہے کہ تین روز سے تمہارے پاس آنے والا یہ بوڑھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے تو معلوم نہیں! فرمایا: یہ شیطان تھا۔اس کو امام ترمذی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

ننانوے قتل کرنے والے کی توبہ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہا بنی اسرائیل میں ایک شخص نے نناوے آدمیوں کا قتل کیا تھا۔نناوے قتل کے بعد اس کو توبہ کا احساس ہوا اور لوگوں سے پوچھتا پھرا یہاں تک کہ ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ میں نے نناوے آدمیوں کا خون کیا ہیں کیا

میری توبہ ہوسکتی ہے؟اس نے کہا نہیں۔اس قاتل نے غصہ میں آکر اس راہب کو بھی قتل کردیا۔سو آدمیوں کے قتل کرنے کے بعد اس کو پھر احساس ہوا اور لوگوں سے دریافت کرنے لگا۔پھر اس کو کسی خدا پرست عالم نے مشورہ دیا کہ تیری توبہ قبول جائے گی مگر فلاں گاؤں میں چلا جا چنانچہ یہ قاتل توبہ کی نیت سے اس بستی کی طرف چلا نکلا۔ابھی آدھے راستے پر پہنچا ہوگا کہ اس کو موت نے آدبوچا۔ابھی نزع کی قریبی حالت میں تھا کہ گر پڑا۔اس شخص کے معاملے میں رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا پیدا ہوگیا۔رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ جان ہم نکالیں گے۔کیونکہ اس نے توبہ کی غرض سے ہجرت کی ہے اور عذاب کے فرشتے کہتے تھے کہ ابھی توبہ نہیں کی ہے اس لئے ہم جان نکالیں گیا۔اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو بھیجا جس نے آکر اس طرح فیصلہ کیا کہ دونوں بستیوں کی مسافت ناپ لی جائے جو قریب ہو اسلی مستحق سمجھا جائے۔چنانچہ اس قاتل نے موت کی بے ہوشی ہی میں سینے کا زور لگا کر ایک بالشت اس بستی کی زمین اور طے کرلی جہاں توبہ کرنے جارہا تھا حضرت حق کو اس کی یہ محنت وکوشش پسند آگئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو جہاں یہ توبہ کے لئے جارہا تھا حکم دے دیا کہ قریب ہوجا۔سمٹ جا۔اور جس بستی سے چلا تھا اس کو حکم دے دیا کہ دور ہوجا۔پھر رحمت اور عذاب کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ دونوں بستیوں کے درمیان کی زمین کو پیمائش کرو زمین کو ناپا گیا توبہ والی جدھر کو یہ جارہا تھا وہ ایک بالشت قریب نکلی۔اور گناہ کی بستی یعنی جدھر سے یہ گناہ کرکے آرہا تھا وہ ایک بالشت زیادہ نکلی۔چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اس بندہ کی جان کو قبض کیا۔(بخاری ومسلم)

صحابہ کی کرامت کا عجیب واقعہ

اُف کتنا خوفناک تھا وہ طوفان! سمندر میں پانی کی لہریں اتنی بلند تھیں...آسمان نظر ہی نہیں آرہا تھا...تیز موجوں نے ایک چھوٹے سے بحری جہاز کو جو ٹکر ماری تو بے چارا بحری جہاز یہ جا...وہ جا... جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا تھا...اور بہت سارے مسافر ڈوب چکے تھے... ہاں البتہ ایک نیک سیرت اور فرشتہ صورت انسان زندہ تھے... جہاز ٹوٹ گیا تو وہ بزرگ لکڑی کے ایک بڑے تختے پر بیٹھ گئے...اور وہ تختہ سمندر کے پانی پر تیرنے لگا...سمندری لہریں اب بھی بہت جوش میں تھیں...مگر جسے اللہ رکھے...اسے کون چکھے

؟...تیرتے تیرتے یہ تختہ سمندر کے کنارے جالگا...کنارے پر ایک بہت بڑا جنگل تھا اور بہت خوفناک بھی...اس جنگل میں کسی انسان کا تو نام ونشان بھی نہ تھا...   البتہ وہاں اور درندے بہت زیادہ تھے...جنگل میں داخل ہوتے ہی اِن بزرگ کی نظر ایک شیر پر پڑی...کوئی اور ہوتا تو شیر کو دیکھا کر ڈر جاتا اور وہاں سے بھاگ نکلتا...لیکن انہیں ذرا بھی خوف محسوس نہ ہوا...انہوں نے بلند آواز میں شیر سے کہا...اے شیر!...میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں...میرا نام سفینہ ہے...اور راستے سے بھٹک گیا ہوں...یہ سنتے ہی شیر چلتا ہوا اِن کے نزدیک اگیا...اور اپنا سر یوں جھکالیا...جیسے وہ اِن کا انتہائی وفادار پالتو جانوار ہو...پھر وہ شیر دم ہلاتا ہوا ایک طرف چل پڑا اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیئے...چلتے چلتے جنگل کا بادشاہ شیر جنگل سے نکل کر ایک کھلے راستے پر پہنچا...اس راستہ کو دیکھتے ہی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ پہنچان گئے...اب وہ شیر پھر پیچھے مڑا اور اپنا سر ادب سے جھکالیا...وہ رسول اللہ ﷺ کے غلام سے واپس جنگل میں جانے کی اِجازت مانگ رہا تھا....حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے اسے رخصت کیا....اور خود اس راستے پر چلتے ہوئے اپنی منزل پر پہنچ گئے۔

(عجیب وغریب واقعات ص99)

عذاب قبر کا ایک عجیب عبرت انگیز واقعہ

عبدالحمید بن محمود مغولی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا، کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم حج کے ارادے سے نکلے ہیں، جب ہم ذات الصفاح (ایک مقام کا نام) پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی کا اِنتقال ہوگیا، چنانچہ ہم نے اس کی تجہیز وتکفین کی، پھر قبر کھودنے کا ارادہ کیا، جب ہم قبر کھود چکے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بڑے کالے ناگ نے پوری قبر کو گھیر رکھا ہے، اس کے بعد ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی وہی سانپ تھا، اب ہم میت کو ویسے ہی چھوڑ کر آپ کی خدمت میں آئے ہیں کہ اب ہم کیا کریں؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ سانپ اس کا وہ بدعمل ہے جس کا وہ عادی تھا، جاؤ اسے اسی قبر میں دفن کردو، اللہ کی قسم! اگر تم اس

کیلئے پوری زمین کھود ڈالو گے پھر بھی وہ سانپ اس کی قبر میں پاؤ گے، بہر حال اسے اسی دفن کردیا گیا، سفر سے واپسی پر لوگوں نے اس کی بیوی سے اس شخص کا عمل پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس کا یہ معمول تھا کہ وہ غلہ بیچتا تھا اور روزانہ بوری میں سے گھر کا خرچ نکال کر اس میں اسی کے بقدر بھس ملا دیتا تھا...گویا دھوکہ سے بھس کو غلہ کی قیمت پر فروخت کرتا..(بیہقی فی شعب الایمان،،بحوالہ شرح الصدور: ص 239)

ایک منافق کا واقعہ جو یہودی کے پاس فیصلہ لے گیا

صاحب معالم التنزیل (صفحہ 467: ج1) سبب نزول بتاتے ہوئے یہیں ایک واقعہ نقل کیا ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ کہ بشر نامی ایک منافق تھا اس کے اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا تھا۔ فیصلہ کرانے کے لیے کہیں جانا تھا۔ یہودی نے کہا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس چلیں اِن سے فیصلہ کرالیں لیکن بشر منافق نے کہا کہ کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں۔ کعب بن اشرف یہودیوں کا سردار تھا۔ یہودی نے کہا کہ نہیں میں تو محمد ﷺ ہی کے پاس لے چلوں گا، جب منافق نے یہ دیکھا کہ یہ اور کسی جگہ جانے کو تیار نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دونوں حاضر ہوگئے آنحضرت ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا جب باہر آئے تو بشر منافق نے یہودی سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے یہودی نے پورا واقعہ سنایا اور بتادیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمارے بارے میں یہ فیصلہ فرمادیا ہے اور اب یہ چاہتا ہے کہ آپ سے فیصلہ کرائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کہ ذرا ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر وہ تشریف لے گئے اور اندر سے تلوار لے کر نکلے جس سے بشر منافق کو اِنہوں نے قتل کردیا اور فرمایا کہ جو اللہ کے اور اللہ کے رسول ﷺ کے فیصلے پر راضی نہ ہو ہمارے نزدیک اس کا یہ فیصلہ ہے اس پر یہ آیت بالا نازل ہوئی۔

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ تاالخ﴾ اور حضرت جبرائیل ﷺ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کرکے دکھادیا اسی وجہ سے ان کو فاروق کہا جانے لگا۔ (تفسیر انوار البیان ج1 ص 653)

تین حضرات کا مفصل واقعہ جو غزوہ تبوک میں جانے سے رہ گئے تھے

حضرات کعب بن مالک ہلال بن اُمیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم تھے

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ سے فارغ ہوکر واپس تشریف لانے لگے تو مجھے زیادہ فکر لاحق ہوگئی میں سوچتا رہا کہ میں آپ کی ناگواری سے کیسے نکلوں گا اس بارے میں یہ بھی خیال آتا تھا کہ جھوٹے عذر پیش کردوں گا۔ اور اپنے گھر والوں سے بھی اس بارے میں مشورہ کرتا تھا۔ جب آپ بالکل ہی مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو جھوٹ بولنے کا جو خیال تھا وہ بالکل ختم ہوگیا اور میں نے یہ طے کرلیا کہ سچ ہی بولوں گا اور سچ ہی کے ذریعہ میں آپ کی ناراضگی سے نکل سکتا ہوں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے ہی آئے۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب سفر سے تشریف لاتے تھے تو اول مسجد جاتے تھے وہاں دو رکعتیں پڑھ کر تشریف فرما ہوجاتے تھے۔ جب آپ اپنے اس عمل سے فارغ ہوگئے تو وہ لوگ آگئے جو غزوہ تبوک میں شریک ہونے سے پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ لوگ حاضر خدمت ہوئے اور اپنے اپنے عذر پیش کرتے رہے اور قسمیں کھاتے رہے۔ یہ لوگ تعداد میں اسی سے کچھ اوپر تھے۔ آپ ظاہری طور پر اِن کے عذر قبول فرماتے رہے۔ اِن کو بیعت بھی فرمایا اور ان کے لیے اِستغفار بھی کیا اور ان کے باطن کو اللہ کے سپرد فرمادیا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں حاضر خدمت ہوا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ مسکرائے جیسے کوئی غصہ والا شخص مسکراتا ہو پھر فرمایا آجا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے پیچھے ڈالا (غزوۂ تبوک میں کیوں شریک نہیں ہوئے؟) کیا تم نے سواری نہیں خرید لی تھی۔ میں نے عرض کیا: واقعتاً میں نے سواری خرید لی تھی۔ اللہ کی قسم! اگر اصحاب دنیا میں سے کسی کے پاس بیٹھتا تو میں اس کی ناراضگی سے عذر پیش کرکے نکل سکتا تھا، میں بات چیت کرنے کا ڈھنگ جانتا ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں اور اس پر قسم کھاتا ہوں کہ اگر آج میں آپ کے سامنے جھوٹی بات پیش کرکے آپ کو راضی کرلوں تو عنقریب ہی اللہ تعالیٰ (صحیح بات بیان فرماکر) آپ کو مجھ سے ناراض کردے گا۔ اور اگر میں سچی بات کروں تو آپ غصہ

تو ہوں گے لیکن میں اس میں اللہ سے معافی کی اُمید رکھتا ہوں، اللہ کی قسم مجھے کوئی عذر نہ تھا اور جتنا قوی اور غنی میں اس موقعہ پر تھا جبکہ آپ سے پیچھے رہ گیا ایسی قوت والا اور مال والا میں کبھی بھی نہیں ہوا۔ میری بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس شخص نے سچ کہا پھر فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تمہارے بارے میں فیصلہ فرمائے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے اٹھا اور قبیلہ بنی سلمہ کے لوگ میرے ساتھ ہو لیے انہوں نے اللہ کی قسم جہاں تک ہمارا علم ہے اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ کیا تم یہ نہ کر سکے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اسی طرح عذر پیش کر دیتے جیسے دوسرے لوگوں نے اپنے عذر پیش کیے اور پھر رسول اللہ ﷺ کا اِستغفار فرمانا تمہارے لیے کافی ہو جاتا، اللہ کی قسم ان لوگوں نے مجھے اتنی ملامت کی کہ میں نے یہ ارادہ کرلیا کہ واپس جا کر اپنے بیان کو جھٹلا دوں (اور کوئی عذر پیش کر دوں) پھر میں نے ان لوگوں سے کہا کہ یہ بتاؤ میرا شریک حال اور کوئی بھی ہے؟ اِنہوں نے کہا ہاں دو آدمی ہیں انہوں نے بھی اسی طرح اپنا بیان دیا ہے جیسا تم نے بیان دیا ہے اور اِن کو وہی جواب دیا گیا جو تم کو دیا گیا، میں نے پوچھا وہ دونوں کون ہیں؟ اِنہوں نے بتایا کہ مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ ہیں۔ ان لوگوں نے میرے سامنے ایسے دو شخصوں کا ذکر کیا جو صالحین میں سے تھے۔ میں نے کہا کہ میں ان دونوں کی اقتداء کرتا ہوں۔

جوان کا حال ہوگا وہی میرا حال ہو جائے گا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مُسلمانوں کو ہم تینوں سے بات چیت کرنے سے منع فرما دیا۔ لُہذا لوگ ہم سے بچ کر رہنے لگے اور یکسر بدل گئے۔ میرا تو یہ حال ہوا کہ زمین بھی مجھے دوسری زمین معلوم ہونے لگی گویا کہ میں اس زمین میں رہتا ہوں جسے جانتا بھی نہیں۔ رات دن برابر گزر رہے تھے میں مُسلمانوں کے ساتھ نمازوں میں حاضر ہوتا تھا اور بازاروں میں گھومتا تھا لیکن مجھ سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میری حاضری ہوتی تھی، آپ نماز کے بعد تشریف فرما ہوتے تو میں سلام عرض کرتا اور اپنے دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ سلام کے جواب کے لیے آپ ہونٹ

ہلاتے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب نماز پڑھتا تھا اور نظر چرا کر آپ کی طرف دیکھتا تھا۔ جب میں نماز پڑھتا تھا تو آپ میری طرف توجہ فرماتے تھے اور جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ اعراض فرما لیتے تھے۔

یہ تو میرا حال تھا۔ لیکن میرے جو دو ساتھی تھے وہ بالکل ہی عاجز ہو کر اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور برابر روتے رہے۔ اس مقاطعہ کے زمانہ میں ایک یہ واقعہ پیش آیا کہ میں اپنے چچازاد بھائی ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا جن سے مجھے بہ نسبت اور لوگوں کے سب سے زیادہ مُحبت تھی، میں نے سلام کیا تو اِنہوں نے جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا اے ابوقتادہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے پھر اپنی بات دہرائی اور ان کو قسم دلائی وہ پھر خاموش ہو گئے۔ میں نے پھر اپنی بات دہرائی اور اِن کو قسم دلائی تو اِنہوں نے اتنا کہہ دیا **اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ** (اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جاننے والا ہے) یہ بات سن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں واپس ہو گیا اور دیوار پھاند کر چلا آیا۔

اور دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ شام کے کاشتکاروں میں سے ایک شخص جو غلہ بیچنے کے لیے مدینہ منورہ آیا ہوا تھا لوگوں سے پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک کون شخص ہے؟ لوگ میری طرف اِشارے کرنے لگے۔ وہ میرے پاس آیا اور غسان کے بادشاہ کا ایک خط مجھے دیا۔ جس میں لکھا تھا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تمہارے آقا نے تمہارے ساتھ سختی کا معاملہ کیا ہے اور اللہ نے تمہیں گرا پڑا آدمی نہیں بنایا۔ لُہذا تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم تمہاری دلداری کریں گے۔ یہ خط پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ایک اور آزمائش سامنے آ گئی۔ میں نے اس خط کو لے کر تنور میں جھونک دیا۔ مقاطعہ کے سلسلہ میں ایک اور واقعہ بھی پیش آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم تینوں کو حکم بھیجا کہ اپنی بیویوں سے علیحدہ رہیں۔ ہلال بن اُمیہ کی بیوی تو حاضر خدمت ہو کر یہ عذر پیش کر کے اجازت لے آئی کہ وہ بہت زیادہ بوڑھے ہیں ان کا کوئی خادم نہیں ہے آپ نے خدمت کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی یہ فرما دیا کہ وہ میاں بیوی والا جو خاص تعلق ہے اس کو کام میں نہ لایا جائے۔ میرے خاندان والوں نے

مجھے بھی مشورہ دیا کہ تم بھی اجازت طلب کرلو کہ تمہاری بیوی خدمت کر دیا کرے۔ میں نے کہا کہ میں جوان آدمی ہوں میں ایسا نہیں کرسکتا۔ جب اس سے مقاطعہ پر پچاس راتیں گزر گئیں تو نمازِ فجر کے بعد جبکہ میں اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اور میرا حال وہ ہو چکا تھا جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے کہ اپنی جان سے بھی تنگ آ گیا اور زمین بھی میرے لیے اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہوگئی تو میں نے ایک بلند آواز سنی جبل سلع پر چڑھ کر کوئی شخص بلند آواز سے پکار رہا تھا کہ اے کعب بن مالک خوش ہو جاؤ یہ آواز سن کر میں سجدہ میں گر پڑا اور میں نے یہ سمجھ لیا کہ مُصیبت دور ہونے کی کوئی صورت سامنے آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا اعلان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول فرمالی۔ یہ اعلان نمازِ فجر کے بعد فرمایا تھا۔ اعلان سن کر لوگ ہمیں خوشخبری دینے کے لیے روانہ ہوئے۔ میرے ساتھیوں کی طرف بھی خوشخبری دینے والے چلے اور ایک صاحب اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میری طرف چلے۔ لیکن قبیلہ بنی اسلم کے ایک صاحب دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے پکار کر توبہ کی خوشخبری سنادی۔ اس شخص کی آواز گھوڑسوار سے پہلے پہنچ گئی۔ جب وہ شخص میرے پاس پہنچا جس کی آواز میں نے سنی تھی تو اسے میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر دے دیئے۔ اس وقت میرے پاس یہی دو کپڑے تھے (اگرچہ مال بہت تھا) میں نے دونوں کپڑے دے دیئے اور خود دو کپڑے مانگ کر پہن لیے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا۔ صحابہ کرام مجھ سے فوج در فوج ملاقات کرتے تھے اور توبہ قبول ہونے پر مبارکباد دیتے تھے میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہیں آپ کے چاروں طرف حاضرین موجود ہیں۔ میری طرف طلحہ بن عبید اللہ دوڑے ہوئے آئے یہاں تک کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ میں ان کے اس عمل کو کبھی نہیں بھولوں گا اس کے علاوہ مہاجرین میں سے کوئی بھی میری طرف اٹھ کر نہیں آیا۔ (وجہ اس کی یہ تھی کہ اگر سبھی اٹھتے تو مسجد نبوی جو سکون واطمینان کے ساتھ جمی ہوئی تھی وہ ٹوٹ جاتی، سب کی طرف سے ایک شخص کا کھڑا ہونا کافی ہوگیا) میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اس وقت آپ کا چہرۂ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا آپ نے فرمایا کہ تم خوشخبری قبول کرو۔ جب سے تمہاری پیدائش ہوئی ہے تم پر آج سے بہتر کوئی دن نہیں گزرا اس

سے اسلام لانے کا دن مستثنیٰ ہے (کمافی حاشیۃ البخاری عن القسطلانی) رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی خوشی کا موقعہ آتا تھا تو آپ کا چہرہ انور ایسا روشن ہو جاتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے۔ ہم آپ کی خوشی کو اسی سے پہچان لیتے تھے۔ جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے اپنی توجہ میں اس بات کو شامل کرلیا کہ میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے خرچ کردوں گا۔ آپ نے فرمایا کچھ مال رکھ لو، تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ میں نے کہا اچھا تو میں اپنا وہ حصہ روک لیتا ہوں جو مجھے خیبر کے مال غنیمت سے ملا تھا۔ پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ نے مجھے سچ ہی کے ذریعہ نجات دی ہے اور میں نے اپنی توبہ میں اس بات کو بھی شامل کرلیا ہے کہ جب تک زندہ ہوں گا سچ ہی بولوں گا کہنے کو تو میں نے کہہ دیا لیکن میرے علم میں مسلمانوں میں کوئی ایسا نہیں جو سچ بولنے کے بارے میں مجھ سے زیادہ مبتلا کیا گیا ہو۔ میں آج تک اس پر قائم ہوں، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کا عہد کیا اس وقت سے لے کر آج تک کبھی میں نے جان کر جھوٹ نہیں بولا اور اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ باقی زندگی بھی میری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے توبہ قبول فرمانے کی بشارت دیتے ہوئے آیت شریفہ ﴿قَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ﴾ سے لے کر ﴿وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (119)﴾ تک آیات نازل فرمائیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ نعمت اسلام کے بعد اس سے بڑی کوئی نعمت مجھے حاصل نہیں ہوئی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سچ بات کہہ دی تھی۔ اگر میں جھوٹ کہہ دیتا تو میں بھی ہلاک ہو جاتا جیسے دوسرے لوگ جھوٹے عذر پیش کر کے ہلاک ہو گئے۔ (تفسیر انوار البیان ج2 ص584)

غزوۂ احزاب (خندق) کا واقعہ

بالآخر ذی قعدہ 5ھ میں سب نے اپنی پوری قوتیں جمع کر کے یکبارگی مدینہ طیبہ پر حملہ کا فیصلہ کیا اور اس طرح دس ہزار آدمیوں کا لشکر جرّار مسلمانوں کو مٹانے کے لیے مدینہ طیبہ کی طرف بڑھا۔ نبی کریم ﷺ کو جب خبر ہوئی تو صحابہؓ کو جمع کر کے مشورہ کیا حضرت سلمان فارسیؓ نے رائے دی کہ کھلے میدان میں جنگ کرنا مناسب نہیں بلکہ جس طرف سے مدینہ کے اندر ان کے گھسنے کا احتمال ہے۔ اس طرف خندق

کھود دی جائے چنانچہ آپ تین ہزار اصحاب کو ساتھ لیکر خندق کھودنے کے لیے خود بھی کمر بستہ ہو گئے چھ دن میں یہ پانچ گز گہری خندق اس طرح تیار ہوئی کہ اس کے کھودنے میں خود سید الرسل ﷺ کے دست مبارک کا بڑا حصہ تھا۔(سیرۃ مغلطائی)

ایک مرتبہ خندق کھودتے ہوئے ایک پتھر چٹان نکل آئی جس کی وجہ سے سب کے سب عاجز ہو گئے آپ ﷺ نے خود دستِ مبارک سے ایک ضرب لگائی تو اسکے ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے۔خندق تیار ہوگئی ادھر کفار کا لشکر آ پہنچا۔اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تقریباً پندرہ روز تک مسلمان اس میں محصور رہے۔محاصرہ کی وجہ سے مدینہ میں سخت بے چینی پھیل گئی۔رسد کی قلت سے صحابہ رضی اللہ عنہم پر تین تین دن کے فاقے گذر گئے ایک روز مضطرب ہو کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے پیٹ دکھایا جس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے ادھر کافر جب خندق عبور نہ کر سکے تو وہیں سے تیر اور پتھر برسانے شروع کیے جانبین سے مسلسل تیر اندازی ہوئی اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کی چار نمازیں بھی قضا ہوئیں۔(سیرت رسول اللہ ﷺ، برائے متوسطہ سوم ص:74)

واقعہ غار ثور

یہ سفر ہجرت کے واقعات ہیں پورے سفر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔جب آپ نے سفر کا اِرادہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ پر لٹا دیا اور آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر روانہ ہو گئے جب صبح ہوئی تو لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کی جگہ پایا اور ان سے پوچھا کہ آپ کے ساتھی کہاں ہیں اس پر اِنہوں نے لاعلمی ظاہر کی،وہ لوگ آپ کو تلاش کرنے کیلئے چل دیئے۔اور غار ثور کے منہ پر پہنچ گئے اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے اگر کوئی شخص اپنے قدموں کی طرف نظر کرے تو ہمیں دیکھ لے گا۔آپ ﷺ نے فرمایا﴿لا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (غمگین نہ ہو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے)آپ نے تین دن غار ثور میں قیام فرمایا۔حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ روزانہ رات کو دودھ لے جا کر پیش کر دیتے تھے۔دونوں حضرات اس کو پی لیتے تھے۔تین دن گزارنے کے بعد

مدینہ منوّرہ کیلئے روانہ ہو گئے اور دسویں دن قبا پہنچ گئے۔بعض روایات میں ہے کہ مکڑی نے غار کے دروازہ پر جالا بُن دیا تھا۔اسے دیکھ کر اِن لوگوں نے سمجھا کہ اگر یہ حضرات اندر گئے ہوتے تو یہ جالا ٹوٹا ہوا ہوتا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص543)اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ پر اطمینان نازل فرمایا اور آپ کے قلب مبارک پر تسلی نازل فرمائی۔

آپ نے نہایت اِطمینان کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تسلی دی کہ غمگین نہ ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

غار ثور کے ذکر کے ساتھ ﴿وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا﴾ بھی فرمایا کہ اللہ نے اپنے رسول کی ایسے لشکروں کے ذریعہ سے مدد فرمائی جنہیں تم نے نہیں دیکھا۔اِن لشکروں سے کیا مراد ہے معالم التنزیل نے اس کے بارے میں تین قول لکھے ہیں۔اوّل یہ کہ اس سے فرشتے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس لیے بھیجے گئے تھے کہ کافروں کی آنکھوں کو پھیر دیں۔اور اِن کی نظریں آپ پر نہ پڑیں۔

دوم یہ کہ فرشتوں نے کفار کے دلوں پر رعب ڈال دیا جس کی وجہ سے واپس ہو گئے۔سوم یہ کہ خاص اسی موقعہ پر فرشتے نازل ہونا مراد نہیں ہے بلکہ بدر میں مدد کے لیے جو فرشتے آئے تھے وہ مراد ہیں۔﴿وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا﴾ جملہ مستانفہ ہے جس میں بدر کے موقعہ پر جو مدد ہوئی تھی وہ یاد دلائی،پھر﴿وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى﴾(اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کے کلمہ کو نیچا کر دیا)اس سے کلمہ شرک مراد ہے جو قیامت تک کے لیے نیچا ہو گیا۔شرک والے اہل ایمان کے مقابلہ میں کبھی سر اٹھا کر بات نہیں کر سکتے،﴿وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا﴾(اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہی بلند ہے)حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کلمتہ اللہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مراد ہے۔یہ ہمیشہ سے بلند رہے گا۔بعض حضرات کا قول ہے کہ کافروں کے کلمہ سے ان کا وہ مشورہ مراد ہے جس میں انہوں نے طے کر لیا تھا کہ صبح ہونے پر آپ کو شہید کر دیا جائے گا اور کلمۃ اللہ سے اللہ پاک کا وعدہ نصرت مراد ہے۔(تفسیر انوار البیان ج 2 ص: 522)

اِسراءاورمعراج کاواقعہ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اور آپ ﷺ کے طائف سے واپس آنے پر رجب کی 27 کو سن ۱۱ نبوی میں معراج کا واقعہ پیش آیا۔ جس میں فخر الانبیاء ﷺ کو ایک اعزازی جلوس کے ساتھ نوازا گیا جو انبیاء علیہم السّلام کی جماعت میں سے صرف آنحضرت ﷺ کی امتیازی خصوصیت ہے جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ۔

ایک رات آپ ﷺ کعبہ یا امّ ہانی کے گھر میں لیٹے ہوئے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ چلئے آپ ﷺ کو بُراق پر سوار کیا گیا۔ جس کی تیز رفتاری کا یہ حال تھا کہ جس جگہ اس کی نظر پڑتی تھی وہیں قدم پڑتا تھا۔

اسی سُرعت رفتاری کے ساتھ اول آپ ﷺ کو مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گئے یہاں پر اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سابقین کو آنحضرت ﷺ کے اکرام کے لئے (بطور معجزہ) جمع فرمایا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے یہاں پہنچ کر اذان دی انبیاء ورسل کی صفیں تیار ہو کر کھڑی ہوئیں لیکن سب اس کا انتظار کر رہے تھے کہ نماز کون پڑھائے جبرائیل امین نے آپ ﷺ کا دست مبارک پکڑ کر آگے کر دیا آپ ﷺ نے تمام انبیاء ومُرسلین اور ملائکہ کو نماز پڑھائی۔ یہاں تک عالم دنیا کی سیر تھی۔ جو براق پر ہوئی اس کے بعد آپ کو مسجد اقصیٰ سے آسمان پر لیجایا گیا۔ پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور دوسرے آسمان پر عیسیٰ ویحیٰی علیہما السلام سے تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے اور چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ (زرقانی)

شب معراج اور عذاب کا منظر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے کچھ لوگ دیکھے جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز پڑھنے سے بوجھل ہوتے تھے پھر میں نے ایسے

لوگ دیکھے جن کے آگے اور پیچھے شرم گاہ پر کچھ چیتھڑے لپٹے ہوئے وہ زقوم اور کانٹے دار درخت اس طرح چر رہے ہیں جیسے اونٹ یا گائے بیل چرتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے صدقات ادا نہیں کرتے تھے پھر ایسے لوگوں کے پاس آیا جن کے پاس ایک ہانڈی میں کچھ پکا ہوا گوشت تھا اور دوسری ہانڈی میں کچا گوشت تھا تو انہوں نے پکا ہوا گوشت چھوڑ دیا اور کچا کھانے لگے میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ اِن مردوں اور عورتوں کی مثال ہے جو پاک بیبیوں اور شوہروں کے ہوتے ہوئے غیروں کے پاس رات گزارتے ہیں پھر ایک شخص کو دیکھا جو لکڑیوں کا گٹھا اٹھا رہا تھا لیکن وہ اس سے اُٹھ نہیں سکتا تھا میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص وہ ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہوں اور وہ اِن کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر بھی مزید امانتیں لیے جاتا ہے۔ پھر ایسے لوگ دیکھے جن کی زبانیں لوہے کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے کہا یہ فتنہ پرداز خطیب ومقرر رہیں۔ فائدہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن لوہے کے تھے وہ اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی آبروریزی کرتے تھے۔ (شرحُ الصدور (اردو) ص 226)

حکایت براویت

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک قریب المرگ انصاری رضی اللہ عنہ کی عیادت کو تشریف لائے۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا محسوس کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اچھائی اور اس نے کہا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے ہیں، ایک سیاہ اور دوسرا سفید۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم سے کون قریب ہے؟ کہا کہ سیاہ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خیر کم اور شر زائد ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے دُعا سے سرفراز فرمائیے۔ آپ ﷺ نے دُعا مانگی کہ ''اے اللہ تعالیٰ! اِن کے کثیر گناہوں کو معاف فرمادے اور کم نیکی کو مکمل فرمادے'' پھر فرمایا 'اب کیا دیکھتے ہو؟ عرض کی یا رسول

اللہ ﷺ !اب تو بھلائی کو بڑھتے ہوئے دیکھا رہا ہوں' میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں یا رسول اللہ ﷺ اور برائی کو ختم ہوتے دیکھ رہا ہوں' اب سیاہ فرشتہ دور ہو چکا ہے۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ تمہارا کون سا عمل امید افزا ہے؟ عرض کی کہ میں پانی پلاتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کو جو تکلیف ہو رہی ہے میں اسے جانتا ہوں۔ اس کی کوئی رگ ایسی نہیں جو موت کا درد محسوس نہ کرتی ہو۔ (شرحُ الصدور)(اردو) ص126) (حکایت نمبر2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ میں ایک سفر کے موقع پر زمانہ جاہلیت کے قبرستان پر گزرا تو ایک قبر سے آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور گلے میں آگ کی زنجیر تھی۔ میرے پاس پانی کا ایک برتن تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا اے عبداللہ! مجھے سیراب کرو۔ اتنے پاس اس کے پیچھے ایک آدمی قبر سے اور نکلا اور اس نے کہا اے عبداللہ! تم اس کو سیراب نہ کرنا کیوں کہ یہ کافر ہے پھر اس نے اس کو کوڑے سے مارا اور کھینچ کر قبر میں دھکیل دیا پھر میں نے رات ایسی بڑھیا کے پاس گزاری جس کے گھر کے قریب ایک قبر تھی تو میں نے قبر سے آواز سنی کہ **بَوْلٌ وَمَا بَوْلٌ شَنٌّ وَمَا شَن** (ترجمہ: پیشاب' پیشاب کیا؟ بہانا اور بہانا کیا ہے۔ اوریسی غفرلہ) میں نے بڑھیا سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ میرا شوہر ہے۔ جب پیشاب کرتا تھا تو اس کی چھینٹوں سے نہیں بچتا میں اس سے کہتی تھی کہ اونٹ جب پیشاب کرتا ہے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا لیکن وہ نہ سنتا تھا تو آب جب سے مرا ہے کہہ رہا ہے کہ **بَوْلٌ وَمَا بَوْلٌ** ہیں نے کہا کہ **اَلشَّنُّ وَمَا اَلشَّنُّ** کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہا کہ اس کے پاس ایک پیاسا شخص آیا تو اس نے کہا مجھے پانی پلاؤ۔ اس نے مشکیزہ اٹھایا تو وہ خالی تھا وہ اس کو خالی دیکھ کر بے ہوش ہو گیا اور پھر مر گیا تو یہ اس دن ہی سے پکار رہا ہے۔ ''مشکیزہ مشکیزہ'' پھر جب میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے تنہا سفر کرنے کی ممانعت فرمادی (شرحُ الصدور) (اردو)

(کفار کی ایذاؤں پر تحمل)

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا مشرکین نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اتنی زیادہ تکلیفیں پہنچاتے تھے جن کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ

عنہم دین کے چھوڑنے میں معذور قرار دیئے جاتے تھے؟ اِنہوں نے کہا ہاں اللہ کی قسم! وہ مشرک مسلمانوں کو بہت زیادہ مارتے بھی اور اِن کو بھوکا اور پیاسا بھی رکھتے حتیٰ کہ کمزوری کی وجہ سے مسلمان سیدھا نہ بیٹھ سکتے۔ اور جو شرکیہ کلمات وہ مسلمانوں سے کہلوانا چاہتے مسلمان (مجبور ہو کر جان بچانے کے لئے) کہہ دیتے۔ وہ مشرک کسی مسلمان کو یوں کہتے کہ لات وعزیٰ بھی اللہ کے علاوہ معبود ہیں یا نہیں؟ وہ مسلمان کہہ دیتا ہاں ہیں اور گندگی کا کیڑا اِن کے پاس سے گزرتا تو وہ کسی مسلمان سے کہتے کہ اللہ کے علاوہ یہ کیڑا تیرا معبود ہے یا نہیں؟ وہ مسلمان کہہ دیتا۔ ہاں ہے چونکہ وہ مشرک مسلمانوں کو بہت زیادہ تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ اس وجہ سے مسلمان اپنی جان بچانے کیلئے یہ کہہ دیا کرتے تھے۔ (بدای وانہایہ)

دین کیلئے مشکلات برداشت کرنا

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک غزوہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ گئے (سواریاں اِتنی کم تھیں کہ) ہم چھ آدمیوں کو صرف ایک اونٹ ملا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ (پتھریلی زمین پر ننگے پاؤں چلنے کی وجہ سے) ہمارے پیروں میں چھالے پڑ گئے اور ہمارے پاؤں گھس گئے اور میرے دونوں پیروں میں بھی چھالے پڑ گئے اور میرے ناخن جھڑ گئے تو ہم اپنے پیروں پر پٹیاں باندھتے تھے، اسی وجہ سے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع رکھا گیا۔ (اِبن عساکر)

نبی کریم ﷺ کا تحمل و برداشت

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ بات نہیں ہے کہ تم جتنا چاہتے ہو کھاتے پیتے ہو؟ (یعنی اپنی مرضی کے مطابق کھاتے پیتے ہو) میں نے تمہارے نبی کریم ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ اِن کو ردی اور خراب کھجور اتنی بھی نہیں ملتی تھی کہ جس سے وہ اپنا پیٹ بھر لیں۔ (مسلم، ترمذی)

مصائب کا تحمل و برداشت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کی میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول ﷺ! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے

ہیں۔آپ کو کیا ہوا؟ (کیونکہ افضل یہ ہے کہ نماز کھڑے ہوکر پڑھی جائے اور آپ ہمیشہ افضل پر عمل کرتے ہیں) آپ نے فرمایا بھوک کی وجہ سے۔ یہ سن کر میں رو پڑا۔آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! مت رو کیونکہ جو آدمی دنیا میں ثواب کی نیت سے بھوک کو برداشت کرے گا۔قیامت کے دن اس کے ساتھ حساب میں سختی نہیں کی جائے گی۔ (حلیۃ الاولیاء)

نبی کریم ﷺ کی وفات پر صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت اور ان کا نبی کریم ﷺ کی جدائی پر رونا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوگیا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہے ہیں۔حضرت ابوبکر رضی اللہ نے اپنے غلام سے فرمایا جاؤ اور سنو کہ لوگ چپکے چپکے کیا باتیں کر رہے ہیں پھر مجھے آ کر بتاؤ۔اس نے واپس آ کر بتایا کہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ محمد ﷺ کا انتقال ہوگیا ہے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی تیزی سے چلے اور وہ فرما رہے تھے کہ ہائے! میری کمر ٹوٹ رہی ہے۔انہیں اتنا زیادہ غم تھا کہ لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ یہ مسجد تک نہیں پہنچ سکیں گے۔

بہرحال وہ ہمت کر کے کسی طرح مسجد پہنچ ہی گئے۔(حیاۃ الصحابہؓ جلد دوم ص 438)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کا اتنا زیادہ رنج وصدمہ ہوا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو تو یہ وسوسہ بھی آنے لگ گیا کہ اب اسلام مٹ جائے گا میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا۔ایک دن میں مدینہ کی ایک حویلی میں بیٹھا ہوا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو چکی تھی کہ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے لیکن شدت غم کی وجہ سے مجھے ان کے گذرنے کا بالکل پتہ نہ چلا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا اے خلیفہ رسول ﷺ! کیا میں آپ کو ایک عجیب بات نہ بتاؤں؟ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا اور میں نے انہیں سلام کیا لیکن انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔(حیاۃ الصحابہ جلد دوم ص 439)

حضور ﷺ کی تجہیز و تکفین

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ کی بیماری بڑھ گئی تو آپ ﷺ کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں۔اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھ کر سر اٹھایا اور فرمایا میرے قریب آ جاؤ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قریب جا کر نبی کریم ﷺ کو اپنے سہارے سے بٹھا لیا اور نبی کریم ﷺ کے وصال تک ان ہی کے پاس رہے۔جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوگیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر اندر سے دروازہ بند کر لیا۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور عبدالمطلب (نبی کریم ﷺ کے دادا آپ ﷺ پر قربان ہوں! آپ ﷺ زندگی میں پاک تھے اور انتقال کے بعد بھی پاک ہیں اور نبی کریم ﷺ کے جسم سے ایسی عمدہ خشبو مہک رہی تھی کہ لوگوں نے ویسی خوشبو کبھی نہیں دیکھی تھی۔پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا عورتوں کی طرح رونا چھوڑ دو اور اپنے حضرت کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اندر میرے پاس بھیج دو۔انصار نے کہا ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کا اور نبی کریم ﷺ سے اپنے تعلق کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے کفن اور غسل میں ہمارا بھی حصہ ہو (اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اپنا ایک آدمی اندر بھیج دو) چنانچہ انصار نے اپنا ایک آدمی اندر بھیجا جس کا نام اوس بن خولی رضی اللہ عنہ تھا وہ ایک ہاتھ میں گھڑا بھی اٹھائے ہوئے تھے۔یہ حضرات ابھی اندر ہی تھے غسل شروع نہیں کیا تھا کہ انہیں یہ آواز سنائی دی کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے مت اتارو اور وہ جیسے ہیں ویسے ہی ان کو قمیص میں غسل دے دو (اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعہ ان حضرات کی اس موقع پر رہبری فرمائی) چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا۔وہ قمیص کے نیچے ہاتھ ڈال کر جسم کو نہلانے تھے اور حضرت فضل (پردے کے لئے) چادر تھامے ہوئے تھے اور وہ انصاری پانی لا رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ پر کپڑا باندھا ہوا تھا۔(حیاۃ الصحابہؓ جلد دوم ص 435)

حضور ﷺ پر نماز جنازہ پڑھے جانے کی کیفیت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوگیا تو پہلے مردوں کو جماعتوں کی صورت میں اندر بھیجا گیا اور انہوں نے امام کے بغیر ہی نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ پڑھی۔ وہ نماز پڑھ کر باہر آ گئے پھر عورتوں کو اندر بھیجا گیا اور انہوں نے نماز جنازہ پڑھی پھر بچوں کو اندر داخل کیا گیا اور انہوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ (اخرجہ ابن اسحاق)

پھر غلاموں کو جماعتوں کی صورت میں اندر بھیجا گیا اور انہوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ میں ان سب حضرات کا کوئی امام نہیں تھا۔ (مزید تفسیر حیاۃ الصحابہ جلد دوم ص436 ملاحظہ فرمائیں)

حضور ﷺ کی وفات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا کہا

حضرت اسحاقؒ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کے انتقال پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا آج ہم وحی سے اور اللہ تعالیٰ کے پاس سے آنے والے کلام سے محروم ہوگئے۔ **(اخرجه ابو اسماعیل الهروی فی دلائل التوحید عن محمد بن اسحاق عن ابیه کذا فی الکنز، ج۵**

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ کا اِنتقال ہوا تو حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگیں تو کسی نے اِن سے پوچھا کہ آپ حضور ﷺ کے اِنتقال پر کیوں رو رہی ہیں؟ تو اِنہوں نے فرمایا میں نبی کریم ﷺ کے اِنتقال پر نہیں رو رہی ہوں کیونکہ مجھے یقین تھا کہ نبی کریم ﷺ کا عنقریب اِنتقال ہو جائے گا میں تو اس پر رو رہی ہوں کہ وحی کا سلسلہ اب بند ہوگیا۔ (اخرجہ احمد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کے اِنتقال پر لوگ رونے لگے اور کہنے لگے اللہ کی قسم! ہماری تمنا یہ تھی کہ ہم نبی کریم ﷺ سے پہلے مر جاتے کیونکہ اب ہمیں خطرہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کہیں ہم فتنوں میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ اس پر حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن اللہ کی قسم! میری تمنا تو یہ نہیں تھی کہ میں نبی کریم ﷺ سے پہلے مر جاتا بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جیسے میں نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں نبی کریم ﷺ کو سچا مانا اور اِن کی تصدیق کی ایسے ہی اِن

کے انتقال کے بعد انکی تصدیق کروں۔ (حیاۃ الصحابہؓ جلد دوم ص442)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یاد کر کے رونا

حضرت زید بن اسلمؒ کہتے ہیں ایک رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دیکھ بھال کرنے نکلے تو انہوں نے ایک گھر میں چراغ جلتے ہوئے دیکھا وہ اس گھر کے قریب گئے تو دیکھا کہ ایک بڑھیا کاتنے کے لیے اپنا اون تیر سے دھن رہی ہے اور نبی کریم ﷺ کو یاد کرکے یہ اشعار پڑھ رہی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

(1) حضرت محمد ﷺ پر نیک لوگوں کا درود ہو (یارسول اللہ ﷺ!) آپ پر چنے ہوئے بہترین لوگ درود بھیجیں۔ (2) آپ ﷺ راتوں کو خوب عبادت کرنے والے اور صبح سحری کے وقت (اللہ کے سامنے) بہت زیادہ رونے والے تھے۔ موت کے آنے کے بہت راستے ہیں۔ (3) اور کاش میں جان لیتی کہ کیا میں اور میرے حبیب حضور ﷺ کسی گھر میں کبھی اکٹھے ہوسکیں؟ (یہ محبت بھرے اشعار) سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ کر رونے لگے اور بڑی دیر تک روتے رہے۔ آخر کار انہوں نے اس عورت کا دروازہ کھٹکھٹایا اس بڑھیا نے کہا کون ہے؟ اِنوں نے کہا عمر بن خطابؓ۔ اس بڑھیا نے کہا مجھے عمر سے کیا واسطہ اور عمر اس وقت یہاں کس وجہ سے آئے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تم پر رحم فرمائے !تم دروازہ کھولو تمہارے لیے کوئی ایسی خطرے کی بات نہیں ہے۔ چنانچہ اس بڑھیا نے دروازہ کھولا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر گئے اور فرمایا ابھی تم جو اشعار پڑھ رہی تھی ذرا مجھے دوبارہ سنانا۔ چنانچہ اس نے وہ اشعار دوبارہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھے۔ جب وہ آخری شعر پر پہنچی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تم نے آخری شعر میں اپنا اور نبی کریم ﷺ کا تذکرہ کیا ہے کسی طرح تم مجھے بھی اپنے دونوں کے ساتھ شامل کرلو۔ اس نے یہ شعر پڑھا **وَعُمَرُ فَاغْفِرْلَهٗ يَا غَفَّارُ** یعنی اے غفار! عمر کی بھی مغفرت فرما اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور واپس آ گئے۔

(اخرجه ابن المبارك وابن عساكر كذا في منتخب الكنز ج381/4)

حضرت عاصم بن محمدؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں جب بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا تذکرہ کرتے تو ایک دم بے اختیار اِن کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے۔ **(اخرجه ابن سعد ج168/4)**

حضرت مثنیٰ بن سعید دارعؒ کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں ہر رات اپنے حبیب ﷺ کو خواب میں دیکھتا ہوں اور یہ فرما کر رونے لگ پڑے۔(حیاۃ الصحابہؓ جلد دوم ص445 بحوالہ اخرجہ ابن سعد 20:7)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ

حضرت مسروقؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت حاضر ہوا۔آپ نے میرے لئے کھانا منگوایا اور فرمایا میں جب بھی پیٹ بھر لیتی ہوں اور رونا چاہوں تو روسکتی ہوں۔میں نے کہا کیوں؟ اِنہوں نے فرمایا مجھے وہ حال یاد آجاتا ہے جس حال پر نبی کریم ﷺ نے اس دنیا کو چھوڑا تھا۔اللہ کی قسم! آپ نے کبھی بھی ایک دن میں روٹی اور گوشت دو مرتبہ پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔
(اخرجہ الترمذی کذافی الترغیب ج5 ص148)

بیہقی کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی تین دن تک مسلسل پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ہم چاہتے تو ہم بھی پیٹ بھر کھاتے لیکن آپ دوسروں کو کھلا دیا کرتے۔(کذافی الترغیب ج5 ص149)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی جان سے لوگوں کی مدد کیا کرتے تھے۔یہاں تک کہ اپنی لنگی میں چمڑے کا پیوند لگالیا کرتے اور آپ نے اِنتقال تک کبھی تین دن تک صبح اور شام کا کھانا مسلسل نہیں کھایا۔

(برداشت کے حیرت انگیز واقعات ص202: بحوالہ اخرجہ ابن ابی الدینا مرسلاً)

فقروتنگدستی کا تحمل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس گرم کھانا لایا گیا۔آپ نے اسے نوش فرمایا اور کھانے سے فارغ ہوکر آپ نے فرمایا الحمدللہ! میرے پیٹ میں اتنے اتنے دنوں سے گرم کھانا نہیں گیا تھا۔(بیہقی)

فقیرانہ طرز زندگی

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بعث سے لے کر اِنتقال تک کبھی میدہ نہیں دیکھا۔حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں آپ لوگوں کے پاس چھلنی نہیں دیکھی تھی۔تو اِنہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بعث سے لے کر اِنتقال تک کبھی چھلنی نہیں دیکھی تھی۔تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ جو کا آٹا بغیر چھانے ہوئے کیسے کھالیتے تھے؟ اِنہوں نے کہا کہ ہم جو کو پیس کر اس پر پھونک مارتے۔جو اڑنا ہوتا وہ اڑ جاتا۔باقی کو ہم گوندھ لیتے۔(بخاری)

برداشت کا مثال واقع

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور (بھوک کی وجہ سے ہم لوگوں نے اپنے پیٹ پر ایک ایک پتھر باندھ رکھا تھا چنانچہ) ہم نے کپڑا ہٹا کر اپنا اپنا پیٹ دکھایا تو ہر ایک کے پیٹ پر ایک ایک پتھر بندھا ہوا تھا۔تو نبی کریم ﷺ نے اپنے پیٹ مبارک سے کپڑا ہٹایا تو اپ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔(ترمذی)

عہدرسالت کا حال

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے (جانے کے بعد) اس امّت میں سب سے پہلے جو مصیبت پیدا ہوئی وہ پیٹ بھرنا ہے۔کیونکہ جب کوئی قوم پیٹ بھر کر کھاتی ہے یو اِن کے بدن موٹے ہوجاتے ہیں اور اِن کے دل کمزور ہو جاتے ہیں اور اِن کی خواہشات بے قابو ہوجاتی ہیں۔(اخرجہ البخاری فی کتاب الضعفاء)

صبروتحمل کا عجیب واقعہ

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کئی دن ایسے گزرے کہ نہ ہمارے پاس کوئی چیز تھی اور نہ نبی کریم ﷺ کے پاس۔میں (گھر سے) باہر نکلا تو مجھے

راستہ میں ایک دینار پڑا ہوملا۔تھوڑی دیر میں سوچتا رہا کہ اسے اٹھاوں یا نہ اٹھاوں لیکن بالآخر میں نے اسے اٹھالیا کیونکہ(کئی دن کے فاقہ کی وجہ سے) ہم بڑی مشقت میں تھے۔میں اسے لے کرایک دکان پر گیا اوراس کا اا ٹا خرید کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لایا اور میں نے کہا اسے گوندھ کر روٹی پکاؤ۔چنانچہ وہ آٹا گوندھنے لگیں (بھوک کی وجہ)اِن کی کمزری کا یہ حال تھا کہ اِن کی پیشانی کے بال (آٹے کے) برتن سے ٹکرار ہے تھے پھرانہوں نے روٹی پکاتی پھر میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا قصہ سنایا آپ نے فرمایا تم اسے کھالو کیونکہ یہ وہ روزی ہے جواللہ تعالیٰ نے ہم کو(غیبی خزانہ سے)عطافرمائی ہے۔(ابوداؤد)

اہل بیت کا تحمل وبرداشت

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اِن سے نبی کریم ﷺ نے (بھوک کی وجہ سے پریشان دیکھا کر)فرمایاتم صبر سے کام لواللہ کی قسم !محمد ﷺ کے گھرانے میں سات دن سے کوئی چیز نہیں ہے اور تین دن سے تواِن کی کسی ہانڈی کے نیچے آگ نہیں جلی۔اللہ کی قسم !اگر میں اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کروں کہ وہ تہامہ کے تمام پہاڑوں کو سونے کا بنادے تو یقیناًاللہ تعالیٰ ضرور بنادیں گے ۔
(اخرجه الطبرانی کذا فی الکنز ج4 ص42)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی آپ بیتی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ پر تین دن ایسے گزرے کہ مجھے کھانے کو کچھ نہ ملا میں گھر سے صفہ جانے کا ارادہ سے چلا لیکن میں(راستہ میں کمزری کی وجہ سے) گرنے لگا مجھے (دیکھا کر) بچے کہتے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو جنون ہوگیا ہے میں پکار کر کہتا نہیں۔تم مجنون ہو۔یہاں تک کہ ہم صفہ پہنچ گئے۔وہاں میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دو پیالے ثرید لایا گیا ہے اور آپ نے اہل صفہ کو بلا رکھا ہے اور ثرید کھا رہے ہیں۔میں گردن اونچی کر کے دیکھنے لگا۔تا کہ نبی کریم ﷺ مجھے بلالیں (میں اس کوشش میں تھا (کہا اہل صفہ(کھانے سے فارغ ہوکر) کھڑے ہوگئے اور پیالہ کے کناروں میں تھوڑا سا کھانا بچاہوا تھااس سب کو نبی کریم ﷺ نے جمع

فرمایا تو ایک لقمہ بن گیا جسے آپ نے اپنی انگلیوں پر رکھ کر مجھ سے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں جان ہے میں اس لقمہ میں سے کھا تا رہا یہاں تک کہ میرا پیٹ بھر گیا (اور لقمہ ختم نہ ہوا)۔(ابن حبان)

خیرالقرون میں مثالی برداشت کا واقعہ

حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک غزوہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔فرماتے ہیں کہ ایک رات ہم لوگ ایک اونچی جگہ ٹھہرے۔وہاں اتنی سخت سردی پڑی کہ میں نے دیکھا کہ لوگ گڑھا کھود کراس میں بیٹھ گئے اوراپنے اوپراپنی ڈھال ڈال لی جب نبی کریم ﷺ نے یہ حالت دیکھی تو آپ نے فرمایا آج رات ہمارا پہرہ کون دے گا؟میں اس کیلئے ایسی دعا کروں گا جواس کے حق میں ضرورقبول ہوگی۔ایک انصاری نے کھڑے ہوکر کہا یارسول اللہ! ﷺ میں (پہرہ دوں گا) آپ نے فرمایاتم کون ہو اس نے کہا فلاں۔آپ نے فرمایا قریب آجاؤ۔چناچہ وہ انصاری قریب آئے۔نبی کریم ﷺ نے اس کے کپڑے کا ایک کنارہ پکڑ کر دُعا کرنی شروع کی۔جب میں نے (وہ دُعا) سنی تو میں نے کہا میں بھی تیار ہوں۔آپ نے فرمایاتم کون ہو؟میں نے کہا ابوریحانہ رضی اللہ عنہ آپ نے میرے لئے بھی دُعا فرمائی لیکن میرے ساتھی سے کم۔پھر آپ نے فرمایا جوآنکھ اللہ کے راستہ میں پہرہ دے اس آنکھ پرآگ حرام کردی گئی ہے۔(نسائی،طبرانی)

اہلِ بیت کی زندگی

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور(تنگدستی کی وجہ سے یہ حال تھا کہ)میرے اوراِن کے پاس مینڈھے کی کھال کے علاوہ اورکوئی بستر نہیں تھا جس پر رات کو ہم سوجاتے تھے اوردن میں ہم اس پر پانی لادنے والے اونٹ کو چارہ کھلاتے تھے۔اورحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ میرے پاس کوئی خادم بھی نہیں تھا۔(کنزالعمال)

بخار کے تحمل پر مغفرت کی بشارتیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا وہ چند دن نہ آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے فلاں نظر نہیں آرہا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کہ اسے بخار ہوگیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اٹھو اس کی عیادت کیلئے چلیں جب نبی کریم ﷺ اس نوجوان کے گھر میں اس کے پاس گئے تو وہ رونے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا مت رو کیونکہ حضرت جبرائل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ بخار میری امّت کے لئے جہنم کے بدلے میں ہے۔(طبرانی)

برداشت کی تلقین کا واقعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے دن شہید ہوئے تھے اور یہ اس جماعت میں تھے جو لشکر کی دیکھ بھال کرنے والی تھی انہیں اچانک ایک نامعلوم تیر لگا جس سے یہ شہید ہوگئے اِن کی والدہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ آپ مجھے بتائیں کہ حارثہ کہاں ہے؟ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں گی ورنہ اللہ تعالیٰ بھی دیکھ لیں گے کہ میں کیا کرتی ہوں یعنی کتنا نوحہ کرتی ہوں اس وقت تک نوحہ کرنا حرام نہیں ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا تیرا بھلا ہو! کیا تم بیوقوف ہوگئی ہو (کہ ایک ہی جنت سمجھتی ہو) جنتیں تو آٹھ ہیں اور تمہارے بیٹے کو فردوس اعلیٰ جنت ملی ہے۔(**اخرجه الشیخان کذا فی البدایۃ ج3 ص274**)

قبر کا مُردے سے خطاب

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لذتوں کے توڑنے والی چیز کا ذکر بکثرت کیا کرو، کیونکہ قبر ہر روز کلام کرتی ہے کہ میں تنہائی اور مسافر کا گھر ہو میں کیڑوں اور مٹی کا گھر ہوں اور جب مؤمن مدفون ہوجاتا ہے تو قبر مرحبا کہتی ہے اور کہتی ہے کہ تو میری پشت پر چلنے والوں میں سے سب سے زائد محبوب تھا اور اب تو مجھ میں سما گیا ہے تو اب تو میرا برتاؤ اپنے ساتھ دیکھ لے گا پھر

وہ قبر اس کے لیے حدنگاہ تک فراخ ہوجاتی ہے اور اس کیلئے جنت تک ایک دروازہ کھل جاتا ہے اور جب فاجر و کافر اِنسان مدفون ہوتا ہے تو قبر ناراضگی کا اِظہار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ تو میری پشت پر چلنے والوں میں میرے نزدیک سب سے بُرا تھا، اور اب تو مجھ میں سما گیا تو اپ تو میرا برتاؤ اپنے ساتھ دیکھ لے گا تو اپ وہ قبر اس پر بند ہوجاتے ہے اور اس کی پسلیاں ایک طرف سے دوسری طرف نکل جاتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بعض انگلیوں کو بعض میں ڈال کر عملی طورر پر وہ منظر دکھایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ستر اژدہے مقرر فرمادیتا ہے اِن میں اگر کوئی ایک بھی زمین پر ایک پھنکار ماردے تو وہ کبھی بھی سبزہ نہ لگائے ایسے اژدہے اسے کاٹتے ہیں یہاں تک کہ روز حساب تک آجاتا ہے روای کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے اور یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔(شرحُ الصدور (اردو) ص173)

قبر سے سورۃ ملک پڑھنے کی آواز

ایک صحابی نے کہیں خیمہ لگایا اور اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہاں کوئی قبر ہے جب وہ خیمہ میں اپنی چار پائی پر بیٹھا تو نیچے سے آواز آئی کہ کوئی سورۂ ملک پڑھ رہا ہے یہ صحابی سننے لگا یہاں تک کہ اس نے پوری کی پھر اس نے وہاں سے خیمہ اٹھایا اور جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب حاضر ہوا تو عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سورۃ عذاب قبر سے نجات دیتی ہے۔(مشکوۃ)

وہ اعمال صالحہ جن کی برکت سے عذاب قبر سے نجات ملتی ہے

عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ ایک شخص کی روح قبض کرنے کو ملک الموت تشریف لائے لیکن اس کا ماں باپ کا اطاعت کرنا سامنے آگیا اور وہ بچ گیا، اور ایک شخص پر عذاب چھا گیا لیکن اس کے وضو نے اسے بچالیا اور ایک شخص کو شیاطین نے گھیر لیا لیکن اللہ تعالیٰ کے ذکر نے اسے بچالیا اور ایک شخص کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر لیا لیکن اسے نماز نے بچالیا، ایک شخص کو دیکھا کہ پیاس کی شدت سے زبان نکالے ہوئے تھا اور ایک حوض پر پانی پینے جاتا تھا مگر لوٹا دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اس کے روزے آگئے

اوراس کوسیراب کردیا۔ایک شخص کودیکھا کہ انبیاءعلیہم السلام حلقے بنائے بیٹھے تھے،وہ اِن کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن دھتکار دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اس کا غسل جنابت آیا اوراس کومیرے پاس بٹھا دیا۔ایک شخص کودیکھا کہ اس کے ہرطرف تاریکی ہی تاریکی تھی تو اس کا حج وعمرہ آ گیا اوراس کومنوّر کردیا۔ایک شخص کودیکھا کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہے لیکن کوئی اس کومنہ نہیں لگاتا تو صلہ رحمی آکر مؤمنین سے کہتی ہے کہ تم اس سے کلام کرو،ایک شخص کے جسم اور چہرے کی طرف آگ بڑھ رہی ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے بچا رہا ہے تو اس کا صدقہ آ گیا اوراس کو بچالیا۔ایک شخص کو زبانیہ نے چاروں طرف سے گھیرلیا لیکن اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آیا اوراسے بچالیا اور رحمت کے فرشتوں کے حوالے کردیا،ایک شخص کودیکھا جو گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے لیکن اس کے اور اللہ کے درمیان حجاب ہے مگر اس کا حسن خلق آیا اور بچالیا اور اللہ سے ملا دیا۔ایک شخص کو اس کا صحیفہ بائیں طرف سے دیا گیا تو اس کا اللہ سے ڈر آ گیا اور اس کا صحفیہ سیدھے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ایک شخص کا وزن ہلکا رہا مگر اس کا سخاوت کرنا آ گیا اور نیکیوں کا وزن بڑھ گیا۔ایک شخص جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا لیکن اللہ سے ڈر آ گیا اور وہ بچ گیا۔ایک شخص جہنم میں گر گیا لیکن اس کے وہ آنسو آ گئے جو اس نے خشیت الٰہی میں بہائے اور وہ بچ گیا۔ایک شخص پل صراط پر کھڑا تھا اور ٹہنی کی طرح لرز رہا تھا لیکن اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن آیا اوراسے بچالیا اور وہ پل صراط سے گزر گیا،ایک شخص جنت کے دروازہ تک پہنچ گیا لیکن جنت کا دروازہ بند ہو گیا تو توحید شہادت آئی اور دروازہ کھل گیا اور وہ جنت میں داخل ہو گیا۔کچھ لوگوں کے ہونٹ کاٹے جا رہے تھے،میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو اِنہوں نے بتایا یہ لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنے والے ہیں۔کچھ لوگوں کو ان زبانوں سے لٹکا دیا گیا تھا میں نے جبرئیل علیہ السلام سے اِن کے بارے میں پوچھا تو اِنہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں پر بلاوجہ الزام گناہ لگانے والے ہیں۔قرطبی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث بہت عظیم ہے اس میں ایسے مخصوص اعمال کا ذکر کیا گیا ہے جو خاص آفات سے محفوظ رکھیں گے۔(شرحُ الصدور(اردو)ص243)

بغض صحابہ پر عبرتناک واقعات بطور عبرت

بغض صحابہ سے قبر میں آنکھ نکل جانا

امام ابن عساکر ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میرا ایک ہمسائیہ مرگیا۔اس کو میں نے خواب میں دیکھا اس کی ایک آنکھ نہیں ہے۔میں نے پوچھا کہ اے فلانے! تیری آنکھ کہاں گئی۔اس نے جواب دیا کہ میں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کی تنقید کی تھی۔اسی وجہ سے اس عذاب میں گرفتار کیا گیا ہوں۔جو تو میری حالت دیکھ رہا ہے۔(عبرت کی دنیا ص:106)

قبر میں خنزیر بن جانا

حضرت علامہ ابن حجر مکی اپنی کتاب زواجر میں تاریخ حلب سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔حلب میں ایک شخص ابن منیر جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا مرگیا۔حلب کے چندنوجوان سیر وسیاحت کے لئے نکلے۔کسی نے کہا یہ جو کہتے ہیں کہ جو شیخین کو گالیاں دیا کرتا ہے قبر میں اس کی صورت خنزیر کی ہو جاتی ہے۔آؤ آج ابن منیر کی قبر کھود کر تماشہ دیکھیں۔پس جو اس بات پر متفق ہو کر اس قبرستان میں گئے۔اور جا کر ابن منیر کی قبر کو کھودا۔دیکھا تو قبر میں ایک خنزیر پڑا ہوا ہے جس کا رخ قبلے سے پھرا ہوا ہے۔پس اِنہوں نے اس کو مار کر قبر میں دفن کر دیا اور گھر چلے آئے۔(کتاب الزواجر لابن،حجر مکی ص193 ج2)

توہین صحابہ رضی اللہ عنہم کی عبرت انگیز نقد سزا

ایک شخص حضرت سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سامنے صحابہ کرام کی شان میں گستاخی و بے ادبی کے الفاظ بکنے لگا....آپ نے فرمایا کہ تم اپنی خبیث حرکت سے باز رہو....ورنہ میں تمہارے لیے بددعا کروں گا...اس گستاخ و بے باک نے کہہ دیا کہ مجھے آپ کی بددعا کی کوئی پرواہ نہیں...آپ کی بددعا سے میرا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا...یہ سن کر آپ کو جلال آ گیا اور آپ نے اس وقت یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! اگر اس شخص نے تیرے پیارے صحابیوں کی توہین کی ہے...تو آج اس کو اپنے قہر وغضب کی نشانی دکھا دے تا کہ دوسروں کو

اس سے عبرت حاصل ہو...اس دُعا کے بعد جیسے ہی وہ شخص مسجد سے باہر نکلا...تو بالکل ہی اچانک ایک پاگل اونٹ کہیں سے دوڑتا ہوا آیا اور اس کو دانتوں سے پچھاڑ دیا اور اس کے اوپر بیٹھ کر اس کو اس قدر زور سے دبایا کہ اس کی پسلیوں کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور وہ فوراً ہی مر گیا...

یہ منظر دیکھ کر لوگ دوڑ دوڑ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دینے لگے کہ آپ کی دُعا قبول ہو گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دشمن فوت ہو گیا...(دلائل النبوت)

بغض صحابہؓ کی وجہ سے گلے میں سانپ کا چمٹ جانا

حضرت امام ابن ابی الدنیا ابواسحاق سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ایک میت کے نہلانے کیلئے بلایا گیا۔ پس جب میں نے اس کے منہ سے کپڑا اٹھایا تو ناگہاں اس کے گلے میں ایک کالا سانپ چمٹا ہوا تھا۔ حاضرین نے ذکر کیا کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ (کتاب الروح لابن قیم ص86 شرح الصدور للسیوطی ص268)

بغض صحابہؓ کی وجہ سے آنکھیں باہر نکل آنا

علامہ ابن قیم اپنی کتاب ''کتاب الروح'' میں حضرت ابوالحسن مطلبی خطیب مسجد نبوی ﷺ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ طیبہ میں ایک عجیب واقعہ دیکھا۔ کہ ایک شخص مدینہ شریف میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ہم ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ وہ شخص ہمارے سامنے ظاہر ہوا جسکی دونوں آنکھیں باہر نکل کر اس کے گالوں تک لٹک رہی تھیں۔ ہم نے اس سے بڑے تعجب سے کہا کہ یہ تیری کیا حالت ہے؟ وہ کہنے لگا آج رات کو خواب میں نے آنحضرت ﷺ کی زیارت کی ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہی شخص ہے جو ہمیں ایذاء اور گالیاں دیا کرتا ہے۔ مجھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھے کس نے کہا ہے کہ تو اِن کو گالیاں دیا کرتا ہے۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اِشارہ کیا۔ بس یہ سنتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ میری طرف غصے سے لپکے اور اپنی دونوں انگلیوں سے میری طرف اِشارہ کیا اور فرمایا کہ اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو خدا تعالیٰ

تیرے آنکھیں نکال ڈالے۔ بس یہ کہہ کر اپنی دونوں انگلیوں کو میری آنکھوں میں چبھو دیا۔ جس سے میں بیدار ہو گیا اور یہ حالت ہو گئی جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ حضرت خطیب فرماتے ہیں بس وہ شخص رو رو کر اس واقعہ کو لوگوں کو سناتا تھا اور اپنی توبہ کا اِعلان کرتا تھا۔ (کتاب الروح مطبوعہ دکن ص232)

بغض صحابہ رضی اللہ عنہم سے قبر میں سانپ

علامہ تلمسانی فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھے شیخ نے بیان کیا کہ میں جامع مسجد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ میں موجود تھا کہ ایک شور سنا پتہ کہ کسی نے ایک دشمن صحابہ کو مار ڈالا ہے۔ اس کے قاتل کو گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اس قاتل کو سزا دی گئی۔ اور دشمن صحابہ کی لاش کے متعلق بادشاہ نے حکم دیا کہ جاؤ اسے دفن کر دو۔ پس جب اِنہوں نے اس کے لئے قبر کھودی تو اس میں ایک بڑا سانپ ظاہر ہوا۔ پھر اِنہوں نے دوسری جگہ قبر کھودی وہاں بھی وہی سانپ ظاہر ہوا۔ غرض یہ کہ جہاں قبر کھودتے وہاں وہی سانپ نکل آتا۔ آخر اِنہوں نے تنگ آ کر اسی سانپ کے ساتھ اسے دفن کر دیا۔ (سعادۃ الدین للنبہانی ص153)

ایک رافضی کا خنزیر بن جانا

حضرت امام شعرانی اپنی کتاب المنن الکبریٰ میں حضرت علامہ عبدالغفار قوصی سے نقل فرماتے ہیں کہ اِنہوں نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ اس کی عورت اور اس کی بیٹا اس کو منع کیا کرتے تھے لیکن وہ اپنی شرارت سے باز نہ آتا تھا بلکہ اِنہیں بھی اس پر مجبور کرتا تھا۔ اللہ کے غضب سے اس کی صورت خنزیر کی صورت میں بدل گئی۔ اس کے لڑکے نے اس کے گلے میں زنجیر ڈال کر اس کو بیوی دکان میں باندھ رکھا تھا وہ خنزیر کی طرح چنگھاڑتا تھا۔ ہمسایہ لوگ اس کی آواز کو سنا کرتے تھے۔ کئی دنوں کے بعد وہ مر گیا اس کے بیٹے نے اس کو ایک گندے گڑھے میں پھینک دیا۔ علامہ شیخ محبّ الدین طبری فرماتے ہیں کہ مجھ ایک شخص نے ذکر کیا تو میں اس کے بیٹے سے ملا اس نے اپنے والد کا یہ حیرت انگیز واقعہ سنایا۔ اس نے کہا کہ میرا والد مجھے بھی اس چیز پر مجبور کرتا تھا اور مارتا تھا۔ لیکن میں نے اس کا کہنا نہ مانا۔ (لطائف المنن والاخلاق للشعرانی جلد2 ص80)

بغض صحابہ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے قبر میں سے غائب ہو جانا

علامہ حق نازلی اپنی مشہور تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں کہ مدینہ شریف میں ابن ہیلان نامی ایک شخص رہا کرتا تھا۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو اس جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ کسی وجہ سے دوسرے دن اس کی قبر کھودی تو دیکھا کہ اسکی لاش غائب تھی۔ اس واقعہ میں حضرت قاضی جمال الدین بھی موجود تھے۔ اس واقعہ کو اس زمانہ کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی سمجھا۔ (تفسیر روح البیان ج 1 ص 337)

گستاخی پر فوری سزا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ مسجد نبوی ﷺ میں منبر اقدس پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ... بالکل ہی اچانک ایک بدنصیب اور خبیث النفس انسان جس کا نام جہجاہ غفاری تھا کھڑا ہو گیا...اور آپ کے دست مبارک سے عصا چھین اسکو توڑ ڈالا... آپ نے اپنے حلم وحیاء کی وجہ سے اس سے کوئی مواخذہ نہیں فرمایا... لیکن اللہ تعالیٰ کی قہاری وجباری نے اس بے ادبی اور گستاخی پر اس مردود کو سزا دی... کہ اس کے ہاتھ میں کینسر کا مرض ہو گیا... اور اس کا ہاتھ گل سڑ کر گر پڑا... اور وہ یہ سزا پا کر ایک سال کے اندر ہی مر گیا... (حجۃ اللہ علی العالمین ج 2 ص 862، تاریخ الخلفاء ص 112)

دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم پر کتے کا مسلط ہونا

حضرت امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک کتا دیکھا جس نے لوگوں کا راستہ چلنا بند کر دیا تھا۔ میں جب اس راستہ سے گذرا تو دل میں خوف پیدا ہوا کتا مجھے دیکھا کر کہنے لگا تم ہرگز نہ ڈرو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والوں پر مسلط کیا ہے۔ (سیرۃ فاروق لابن جوزی نزہتہ المجالس ج 2 ص 298)

اس کتے کو اللہ تعالیٰ نے بطورِ عبرت مقرر کر دیا ہو گا شاید اس وقت بصرہ میں دشمن شیخین بہت ہوں گے

دوسرے کتے کا بولنا یہ بھی بطور عبرت کے تھا۔ اولیاء کرام سے جانوروں کا بات کرنا خرق عادات سے ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کے ساتھ ایک کتے کا کلام کرنا بہت علماء کرام نے نقل کیا ہے۔

حضرت معاویہؓ کی توہین کرنے والے کی حیرت انگیز موت

حضرت علامہ مفسر ومورخ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ کسی نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ کے پاس حضرت ابوبکر وعمر عثمان وعلی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم یہ پانچوں صحابی بیٹھے ہیں۔ اتنے میں ایک آدمی آ گیا جس کا نام راشد الکندی تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے دیکھ کر کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ آدمی ہمیں برا بھلا کہتا رہتا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے اسے سختی سے ڈانٹا وہ کہنے لگا حضرت! میں انہیں تو کچھ نہیں کہتا بلکہ میں تو معاویہ رضی اللہ عنہ کو کم وبیش کہا کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بربادی ہو تیرے لیے کیا یہ میرے صحابی نہیں ہیں؟ آپ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے ایک لوہے کا ڈنڈا اٹھا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا کہ اسے پیچھے کی طرف سے مار۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے مارا۔ میری نیند سے آنکھ کھل گئی جب صبح ہوئی تو میں نے سنا کہ وہ آدمی رات کو کسی اچانک موت سے مر گیا۔ (البدایہ والنہایہ ص 139 ج 8)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین کرنے والے خنزیر کی شکل میں

علامہ بارزی حضرت منصور سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے شام میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا بدن آدمی جیسا ہے لیکن اس کا چہرہ خنزیر کی شکل میں ہے اس کی وجہ پوچھی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر روزانہ ایک ہزار مرتبہ لعنت کیا کرتا تھا۔ اور جمعہ کے دن چار ہزار مرتبہ۔ کسی نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس مردود کی شکایت کی آپ نے اس کے چہرہ کی طرف تھوک دیا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ خنزیر کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ (صواعق المحرقہ ص 194)

ہنسی مذاق کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا طرزِ عمل

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ ہنس مکھ اور خوش طبع تھے۔(طبرانی) اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کوئی بات تبسم کے بغیر نہیں کہتے تھے۔(مسند احمد)

لیکن قہقہے کے ساتھ ہنسنا آپ ﷺ کا معمول نہ تھا، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کبھی بے خود ہو کر نہیں ہنستے تھے۔ بلکہ آپ ﷺ کی ہنسی تبسم تھی۔(بغوی، کنز العمال ج:4 ص:27

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر کیا عبارت نقش تھی؟ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: انہوں پورے صدقِ نیت اپنی انگوٹھی پر یہ جملہ نقش کرایا تھا:

"اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِىْ سَعِيْدًاوَّاَمِتْنِىْ شَهِيْدًا"

ترجمہ:۔اے اللہ! مجھے سعادت کی زندگی اور شہادت کی موت عطا فرما۔ پھر ابنِ عباسؓ نے فرمایا: "اللہ کی قسم !انہیں سعادت کی زندگی بھی ملی، اور شہادت کی موت بھی۔"(تراشے بحوالہ مسدرک حاکم ج:3 ص:106

بخار کی فضیلت

علامہ ابنِ جوزیؒ نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اُبیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ نے آنحضر ﷺ سے پوچھا کہ: "بخار کا صلہ کیا کیا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "جب تک (بخار کی وجہ سے) قدم لڑکھڑاتے رہیں یا نبض تیز چلتی رہے اس وقت تک اس کے حق میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں۔" حضرت اُبیؓ بن کعبؓ نے یہ سن کر دُعا فرمائی کہ: "خدایا! میں تجھ سے ایسے بخار کا سوال کرتا ہوں جو نہ مجھے تیری راہ میں جہاد کرنے سے روک سکے اور نہ تیرے گھر اور تیرے نبی کی مسجد تک جانے

سے" چنانچہ اس کے بعد حضرت اُبیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ بخار رہتا تھا، جو شخص بھی انہیں چھوتا، اسے بخار محسوس ہوتا۔(تراشے ص 27)

آنحضرت ﷺ کے آعضائے شریفہ کا ذِکر قرآن مجید میں

علامہ عبدالرؤف مناویؒ (متوفی 1003ھ) لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بے شمار خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ ﷺ کے ایک ایک عضوِ مبارک کا الگ الگ ذِکر فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کے چہرۂ انور کے بارے میں اِرشاد ہے: "**قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ**"، آنکھوں کے بارے میں ہے: "**وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ**"، اور زبان کے بارے میں ارشاد ہے **فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ** اور ہاتھ اور گردن مبارک کا ذِکر ایک ساتھ ہے: "**وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ**"، اسی طرح سینے اور پشت مبارک کا ذِکر سورۂ اَلم نشرح میں ایک ساتھ کیا گیا ہے: "**اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ. وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ. الَّذِىْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ**" اور قلب مبارک کا ذِکر اس آیت میں ہے: "**نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ**"۔

(مناوی شرح شمائل علیٰ بامش جمع الوسائل ص:45)

ختمِ قرآن کے وقت دُعا

سلف صالحین کا شروع سے معمول چلا آتا ہے کہ وہ ختم قرآن کے وقت دُعا کرتے ہیں، یہ معمول صحابہ کرامؓ کے عمل سے ماخوذ ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے علامہ ابوبکر انباریؒ کے حوالے سے سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ: "**عن قتادة انَّ أنس بن مالك كان اِذا ختم القرآن جمع أهلهٗ ودَعا.**"

(تفسیر قرطبی ج:1 ص:26)

قتادہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب قرآن کریم ختم کرتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کرتے اور دُعا فرماتے۔

حضرت مجاہدؒ اور عبدۃ بن ابی لبابہؒ سے یہ عمل منقول ہے اور ساتھ ہی اِن کا اِرشاد بھی کہ:

"فاِن الرحمة تنزل عند ختم القرآن"

ختمِ قرآن کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ (حوالہ مذکور)

صحابہؓ کے آزاد کردہ غلام

نواب صدیق حسن خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ''النجم الوہاج'' کے حوالے سے بعض صحابہؓ کے آزاد کئے ہوئے غلاموں کی یہ تعداد نقل کی ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا..............69.....

حضرت عباس رضی اللہ عنہ.............70..........

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ.....100.........

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ..............1000

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ..................20

حضرت ذوالکلاع حمیری رضی اللہ عنہ..........8000

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ...........30،000 (صرف ایک دن میں)

(فتح العلام شرح بلوغ المرام ج2 ص332، کتاب العتق طبع میریہ)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف سات صحابہؓ نے اُنتالیس ہزار دوسو اُنسٹھ غلام آزاد کئے، اور ظاہر ہے کہ دُوسرے ہزاروں صحابہؓ کے آزاد کردہ غلام اس فہرست میں شامل نہیں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا مرضِ وفات

حافظ ابنِ کثیرؒ نے ابنِ عساکرؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مرضِ وفات میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اِن کی بیمار پُرسی کے لئے گئے اور فرمایا:

''**مَا تَشْتَکِیْ؟**'' (آپ کو کیا تکلیف ہے؟)۔

حضرت عبداللہ نے جواب دیا: ''**ذُنُوْبِیْ!**'' (اپنے گناہوں کے وبال کی تکلیف ہے)۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ''**فَمَا تَشْتَھِیْ**'' (آپ کی خواہش کیا ہے؟)۔

حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: ''**رَحْمَۃَ رَبِّیْ**'' (اپنے پروردگار کی رحمت چاہتا ہوں)۔

''آپ کے لئے کوئی طبیب بھیج دوں؟'' حضرت عثمانؓ نے پوچھا۔

''طبیب ہی نے تو مجھے بیمار کیا ہے'' حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا۔

''تو پھر اخراجات کے لئے کچھ رقم بھجوادوں؟'' حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔

''نہیں، مجھے اس کی ضرورت نہیں!'' حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا۔

''یہ رقم آپ کے بعد آپ کی صاحب زادیوں کے کام آجائے گی''

حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ ''کیا آپ کو میری بیٹیوں پر فقر وفاقہ کا اندیشہ ہے؟ میں نے انہیں ہر رات سورۂ واقعہ کی تلاوت کی تاکید کر رکھی ہے کیونکہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھے گا اسے کبھی فاقے کی مصیبت نہیں آئے گی۔'' (تفسیر ابنِ کثیر ج:4 ص:281)

عبداللہ بن حذافہؓ دُشمن کی قید میں جوش وہوش کی نادر مثال

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہلِ روم کی طرف ایک لشکر روانہ کیا جس کے امیر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ تھے، دُشمن نے انہیں اوران کے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا، جب یہ مقدس قیدی بادشاہِ روم کے پاس لے گئے تو اس نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو پیشکش کی کہ اگر تم عیسائی بن جاؤ تو میں تمہیں اپنی سلطنت میں شریک کرلوں گا۔ بے چارہ سمجھتا تھا کہ مال ودولت اور اِقتدار کا لالچ اس صحرانشیں کو ڈگمگادے گا، لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ سامنے محمد عربی ﷺ کا ایک جاں نثار ہے، جس کے فقر وفاقہ پر ایک نہیں، ہزاروں سلطنتیں قربان ہوتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے اس پیشکش کو صاف ٹھکرادیا۔

اس کا صلہ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو وہی ملنا تھا جو دُنیا راہِ حق پر ثابت قدم رہنے والوں کو دِیا کرتی ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں سولی پر چڑھا کر تیر مارے جائیں یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ سپاہیوں نے انہیں سولی پر چڑھادیا، کمانوں کے چلّے اِن کا جسم چھلنی کرنے کے لئے تیار تھے، موت سامنے رقص کررہی تھی، لیکن بادشاہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس بندۂ خدامست کے چہرے پر

گھبراہٹ، پریشانی یا خوف وہراس کا دُور دُور پتہ نہیں۔ موت سے آنکھیں ملا کر ایسے مسکرانے والے اس بادشاہ نے کب اور کہاں دیکھے تھے؟ لیکن اس نے سوچا کہ انہیں قتل کرنے کا کوئی ایسا طریقہ اِختیار کرنا چاہئے کہ جس سے یہ نڈر اِنسان بھی گھبرا اُٹھے، چنانچہ اس نے حکم دیا کہ انہیں سولی سے اُتار کر لایا جائے اور ایک دیگ میں پانی ڈال کر اسے جوش دیا جائے۔

جب دیگ کھولنے لگی تو حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے مقدس ساتھیوں میں سے ایک قیدی کو لا کر ان کے سامنے دیگ میں ڈال دیا گیا، حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے دیکھا کہ اس دیگ میں گرتے ہی اِن ہڈیوں سے گوشت اُتر گیا اور ہڈیاں چمکنے لگیں۔

بادشاہ نے کہا کہ اگر تم نے عیسائی مذہب اختیار نہ کیا تو یہی انجام تمہارا بھی ہونا ہے، لیکن یہ ہولناک منظر بھی حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے پائے اِستقامت میں لغزش پیدا نہ کرسکا، اِن کے پاس ایک ہی جواب تھا کہ اس کھولتی ہوئی دیگ میں گر کر جھلس جانا مجھے گوارا ہے، مگر اِسلام کو چھوڑنا گوارا نہیں۔

چنانچہ سپاہی انہیں بھی دیگ میں ڈالنے کے لئے لے چلے، مگر یہاں ایک عجیب منظر نظر آیا، وہی حضرت عبداللہ بن حذافہؓ جو تختۂ دار پر بھی مسکراتے نظر آتے تھے، اب دیگ کے قریب پہنچ کر اِن کی آنکھوں میں آنسو جھلک رہے تھے، بادشاہ سمجھا کہ یہ میری فتح ہے، اس نے فوراً انہیں واپس بلایا اور اِن سے رونے کا سبب پوچھا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے جواب دیا:

''رونے کی وجہ یہ ہے کہ کاش! میری سو جانیں ہوتیں، اور ہر جان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں یہ معاملہ کیا جاتا۔''

بادشاہ یہ سن کر حیران رہ گیا، ایک انتہائی اذیت ناک موت کے منہ میں جانے والے کسی شخص سے اسے ایسے جواب کی توقع نہ تھی، بالآخر اس نے شاید یہ سوچا ہو کہ ایسے شخص کی سزا اسے مارنا نہیں، زندہ رکھنا ہے، اس لئے اِن سے مخاطب ہو کر کہا:

''اچھا! تم میرے سر کو بوسہ دے دو تو میں تمہیں چھوڑ دُوں گا!''

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے فرمایا: ''اگر اس کے عوض صرف مجھے نہیں، بلکہ میرے تمام ساتھیوں کو چھوڑ دو تو مجھے منظور ہے۔''

بادشاہ نے کہا: ''ٹھیک ہے، میں تمہارے تمام ساتھیوں کو رہا کر دوں گا۔''

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ آگے بڑھے، اس کے سر کو بوسہ دیا اور تمام ساتھیوں کو صحیح سلامت واپس لے آئے۔

جب یہ مقدّس قافلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور حضرت عمرؓ نے پورا واقعہ سنا تو اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے سر کو بوسہ دیا کہ اِنہوں نے کیسے جوشِ ایمانی اور کیسے فراست وحکمت سے اپنے لشکر کی قیادت فرمائی، اور کس معجزانہ طور پر انہیں واپس لے آئے۔ (تراشے بحوالہ بیہقی وابن عساکر)

اللہ تک پہنچنے کا راستہ

حضرت ابو یزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں نے اپنے پروردگار کو خواب میں دیکھا اور پوچھا:

''اللہ! آپ تک پہنچنے کا راستہ کیا ہے؟''

جواب ملا: ''**اُتْرُكْ نَفْسَكَ وَتَعَالْ!**'' (اپنے نفس کو چھوڑ دو اور چلے آؤ)۔ (تراشے: ص**141**)

حضراتِ حسنینؓ کا اندازِ تبلیغ

علامہ کردریؒ نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے مقدس نواسے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ دریائے فرات کے کنارے ایک بوڑھے دیہاتی کو دیکھا کہ اس نے بڑی جلدی جلدی وضو کیا، اور اسی طرح نمازِ پڑھی، اور جلد بازی میں وضو اور نمازِ کے مسنون طریقوں میں کوتاہی ہوگئی۔ حضراتِ حسنینؓ اُسے سمجھانا چاہتے تھے، لیکن اندیشہ یہ ہوا کہ یہ عمر رسیدہ آدمی ہے اور اپنی غلطی سن کر کہیں مشتعل نہ ہو جائے۔ چنانچہ دونوں حضرات اس کے قریب پہنچے اور کہا کہ: ''ہم جوان ہیں۔ اور آپ تجربہ کار آدمی ہیں، آپ کو وضو کرکے اور نماز کا طریقہ ہم سے بہتر جانتے ہوں گے، ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو وضو کرکے اور نماز پڑھ کر دِکھائیں، اگر ہمارے طریقے میں کوئی غلطی یا کوتاہی ہو تو بتا دیجئے گا۔'' اس کے بعد اِنہوں نے سنت کے مطابق وضو کرکے نماز پڑھی، بوڑھے نے دیکھا تو اپنی کوتاہی سے توبہ کی اور آئندہ

یہ طریقہ چھوڑ دیا۔(مناقب الامام الاعظم للکردریؒ ج:1 ص:40،39 طبع دائرۃ المعارف)

سیدنا ابُو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا خاص مقام

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پہاڑ کو حکم دیا کہ ہلنے سے رُک جا....کہ تجھ پر نبی.صدیق اور دو شہید ہیں(طبرانی ص56)

کتاب الحقائق میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے...آپ رضی اللہ عنہ کو شدید پیاس لگی جس کی شکایت اِنہوں نے نبی کریم ﷺ سے کی...آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ غار کے اوپر جاؤ اور پانی پی لو...حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غار کے اوپر کی طرف گیا اور میں نے شہد سے زیادہ میٹھا...دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ مہکتا ہوا پانی پی لیا...پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا پانی پی لیا؟ میں نے عرض کی جی ہاں...آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکرؓ کیا میں تمہیں ایک خوشخبری نہ سناؤں...میں نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول...آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے جنت کی نہروں کے منتظم فرشتے کو حکم دیا کہ وہ جنت الفردوس کی ایک نہر غار کے اوپر کی طرف جاری کردے...تاکہ ابوبکرؓ پانی پی لے...میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا یہ مقام ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں اور اس سے بھی افضل مقام ہے...قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا...تیرے ساتھ بغض رکھنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا اگرچہ اس کے پاس ستر انبیاء کے عمل (بھی) ہوں...(محاسنِ اسلام دسمبر 2021ء)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قیمتی باتیں

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نیز فرمایا: آخرت سے پہلے دنیا ہی میں اپنے نفس کا محاسبہ کرلو تو بہتر ہے۔جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کرنے

والی قوم پر ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے روزگاری اور قحط کا عذاب مسلط ہوتا ہے۔فحاشی وعریانی اختیار کرنے والی قوم پر اللہ تعالیٰ کے عذاب عام ہوجاتے ہیں۔

(محاسنِ اسلام جولائی 2021ء بحوالہ کنز العمال،حدیث.14114)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

اپنے بیٹے عبداللہ کو نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا:''جو شخص تقویٰ کی روش اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا، جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ اس کی کفایت فرماتے ہیں۔جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے نعمتوں میں اضافہ فرما دیتے ہیں۔جو شخص کسی کو قرضِ حسنہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا بدل ضرور عنایت فرماتے ہیں''۔(العقد الفرید 3/114)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

نیز فرمایا:''اگر جنت وجہنم میرے سامنے ہوں اور مجھے معلوم نہ ہو کہ میرے حق میں ان دونوں میں سے کس کا فیصلہ ہوگا تو مجھے اس فیصلے سے پہلے مٹی بن جانا پسند ہے''۔(تہذیب حلیۃ الاولیاء 1/78)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

فرمایا: گمنام شخص کیلئے خوش خبری ہے خود لوگوں کو جانتا ہو،لیکن لوگ اسے نہیں جانتے،اللہ نے اسے اپنی رضا کے راستوں سے متعارف کرادیا ہے،یہی لوگ ہدایت کے چراغ ہیں۔اللہ تعالیٰ ہر اندھے،گمراہ فتنے سے انہیں محفوظ رکھتا ہے،بہت جلد اللہ تعالیٰ انہیں اپنی نعمت خاصہ سے نوازیں گے۔وہ راز افشا کرنے والے نہیں ہوتے،نہ چغل خور ہوتے ہیں اور نہ ہی سنگ دل اور ریاکار ہوتے ہیں۔

(جامع بیان العلم وفضلہ 1/176)

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

فرمایا: جو شخص اپنے اعمال کو پوشیدہ رکھنے پر قادر ہوا اسے چاہئے کہ وہ اسے پوشیدہ رکھے۔(الزھد،امام احمد،ص179)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

آپ سے تجارتی خوش حالی کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا اس کے تین اسباب ہیں: نمبر1...مال بیچنے میں تھوڑا نفع ہو رہا ہو تو اسے نہیں ٹھہراتا

(2) جس نے بھی کبھی مجھ سے کوئی جانور (وغیرہ) خریدنے کا تقاضا کیا میں فوراً بیچنے پر آمادہ ہوگیا۔

(3) اُدھار پر نہیں بیچتا۔ (احیاء علوم الدین)

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

فرمایا:" ہلاکت یہ ہے کہ انسان کوئی گناہ کر کے کوئی نیکی نہ کرے، یہاں تک کہ فوت ہوجائے۔" (تہذیب حلیۃ الاولیاء 1/100)

تین دن تک کافر کا انتظار

یہ ان دنوں کا واقعہ ہے.......جب ابھی حضرت محمد ﷺ کو نبوت نہیں ملی تھی.......ایک دفعہ آپ ﷺ بازار تشریف لے گئے......

وہاں ایک شخص نے آپ ﷺ کے ساتھ خرید وفروخت کا کچھ معاملہ کیا.......ابھی بات چیت جاری تھی......کہ اس شخص کو اپنا کوئی دوسرا کام یاد آ گیا......اس نے آپ ﷺ سے کہا.........آپ ذرا یہاں ٹھہریئے....میں ابھی تھوڑی دیر میں آتا ہوں اور سودا مکمل کرتا ہوں..

یہ کہہ کر وہ شخص وہاں سے چلا گیا......لیکن اسے اپنا وعدہ یاد نہ رہا.......تین دن بعد اچانک اسے خیال آیا کہ اس نے تو حضرت محمد ﷺ سے وعدہ کیا تھا کہ میں ابھی آتا ہوں........یہ سوچتے ہی وہ بھاگم بھاگ بازار پہنچا.......تو اس نے دیکھا کہ حضرت محمد ﷺ وہیں بیٹھے ہوئے ہیں......جہاں وہ انہیں چھوڑ کر گیا تھا.......انہیں یوں بیٹھے دیکھ کر اسے صرف اتنا کہا.....بھئی آپ نے مجھے بڑی مشکل میں ڈال دیا......میں آپ کے انتظار میں تین دن سے یہیں ٹھہرا ہوا ہوں......(واقعات کی دنیا ص304)

حضوراکرم ﷺ کا مثالی تواضع

بکری میں ذبح کروں گا.....دوسرے صحابی بولے.....اس کا گوشت میں بناؤں گا.....تیسرے صحابی نے کہا..کھانا میں پکاؤں گا.....

یوں جب جنگل جا کر وہاں سے لکڑیاں جمع کر کے لاؤں گا.....صحابہ نے عرض کیا.....اے اللہ کے رسول! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں.....آپ یہاں تشریف رکھیں، سارا کام ہم خود کرلیں گے....آپ ﷺ نے فرمایا....نہیں! مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں اپنے آپ کو تم سے بڑا بنا کر رکھوں.....(واقعات کی دنیا ص 308)

حضوراکرم ﷺ کی مثالی خدمت

ایک کافر رسول اللہ ﷺ کے پاس مہمان بن کر آیا....رات ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کے لئے بستر کا بندوبست کیا اور اسے آرام کے ساتھ سلایا......اتفاق سے رات کو اس کے پیٹ میں گڑ بڑ ہوگئی اور بستر پر ہی پاخانہ نکل گیا......

یہ دیکھ کر وہ کافر مہمان اس قدر شرمندہ ہوا کہ رات ہی کو اٹھ کر وہاں سے روانہ ہوگیا......کافی دور جا کر اسے خیال آیا کہ اس کی قیمتی تلوار تو وہیں رہ گئی ہے......چنانچہ وہ واپس مڑا اور دوبارہ رسول اللہ کے گھر جا پہنچا.....وہاں اس نے ایک عجیب منظر دیکھا.....وہ کیا دیکھتا ہے کہ صبح صبح رسول کریم ﷺ خود اپنے ہاتھوں سے اس کے ناپاک بستر کو دھو کر پاک کر رہے ہیں اور بہت سے صحابہ کرام پاس کھڑے اصرار کر رہے ہیں کہ......حضور! ہمیں دیجئے یہ کام ہم سرانجام دیتے ہیں.....لیکن اللہ کے نبی ﷺ اِن کی بات نہیں مانتے اور بار بار فرماتے ہیں....نہیں نہیں.......وہ شخص میرا مہمان تھا اور یہ کام خود مجھے ہی کرنا چاہئے.......اسی دوران اِن آپ ﷺ کی نظر اس کافر پر پڑی.....تو اس سے فرمایا.....ارے بھائی! تم اپنی تلوار یہیں بھول گئے تھے.....وہ تو ساتھ لے جاؤ.......یہ منظر دیکھتے ہی وہ کافر شخص فوراً مسلمان ہوگیا.......(واقعات کی دنیا ص305)

حضور اکرم ﷺ کی جانوروں پر رحم دلی

ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے.....ان کے ہاتھوں میں چڑیا کے چھوٹے بچے تھے.....جو بڑے زور سے چوں چوں کررہے تھے....نبی کریم ﷺ نے یہ آوازسنی تو ان سے پوچھا ....یہ بچے کہاں سے لائے ہو؟.......ان صاحب نے جواب دیا....حضور!......میں ایک جھاڑی کے پاس سے گزررہا تھا.....وہاں میں نے اِن بچوں کی آوازسنی.....تو ہاتھ ڈال کرانہیں نکال لیا....چڑیا نے جب اپنے بچوں کو میرے ہاتھوں میں بند یکھا....تو وہ بے قرار ہوکر میرے سر پر چکر لگانے لگی.....لیکن میں انہیں یہاں اٹھالایا۔

یہ سن کر نبی کریم ﷺ کو سخت دکھ ہوا.....اور آپ ﷺ نے اِن صاحب سے فرمایا...فوراً واپس جاؤ اور اِن بچوں کو وہیں رکھ آؤ......

جہاں سے اٹھا کر لائے ہو......(حوالہ مذکورہ)

پاگل عورت

مدینہ منورہ میں ایک پاگل عورت رہتی تھی......ایک مرتبہ وہ آپ ﷺ کے پاس آتی....آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگی.......

محمد! مجھے تم سے کچھ کام ہے .....میرے ساتھ چلو.....آپ ﷺ نے ذرا بھی برانہ مانا اور اس سے فرمایا....تم جہاں کہوگی......میں جاؤں گا......یہ کہہ کہ آپ ﷺ اس پاگل عورت کے ساتھ چل دیئے.......وہ آپ ﷺ کو ایک گلی میں لے گئی.....وہاں پہنچ کر اس نے ایک کام کہا......جسے رسول ﷺ نے فوراً کر دیا اور وہ عورت خوش ہوگئی.....(واقعات کی دنیا ص 307)

جن سے ملاقات

امام نسائی....ابو یعلی......ابن حبان......ابوالشیخ نے العظمہ میں ......طبرانی.......حاکم........ابونعیم اور بیہقی ؒ نے دلائل میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان کے پاس کھجوروں کی

گٹھلیاں تھیں....وہ اس کی دیکھ بھال کرتے.....لیکن وہ اسے دن بدن کم دیکھتے......ایک رات انہوں نے نگرانی کا پروگرام بنایا....تو بالغ شخص......کے مشابہ چوپایہ دیکھا....فرماتے ہیں.......میں نے سلام کیا

اس نے جواب دیا.......میں نے پوچھا کون ہے؟.......جن ہے......یا انسان؟........اس نے کہا جن ....میں نے کہا اپنا ہاتھ مجھے دے......بس اس کا ہاتھ کتے کے ہاتھ کی طرح تھا اور اس کے بال بھی کتے کی طرح تھے.......میں نے پوچھا: کیا جنوں کی تخلیق اسی طرح ہے؟.......اس نے کہا: کچھ جن ایسے بھی ہیں........جو مجھ سے بھی زیادہ سخت ہیں.......میں نے پوچھا: تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے ابھارا ہے؟.......اس نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو صدقہ کو پسند کرتا ہے.......پس ہم نے چاہا کہ تمہارے کھانے سے ہم بھی حصہ لیں.......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا کون سی چیز ہے.......جو ہم کو تمہارے (شر) سے بچاسکتی ہے؟..اس نے کہا.......آیت الکرسی جو سورۃ بقرہ میں ہے ....جو شخص اس کو شام کے وقت پڑھے گا.......وہ صبح تک ہم سے محفوظ رہے گا اور جو صبح پڑھے گا........شام تک ہم سے محفوظ رہے گا..........جب صبح ہوئی تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آیت الکرسی کے وظیفہ کے متعلق پورا واقعہ سنایا........تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس خبیث جن نے سچ کہا ہے۔(دلائل النبوۃ)

جادو کا نبوی علاج

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ ایک لبید بن عاصم یہودی نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا تھا اس کی وجہ سے چند دن آپ کو تکلیف رہی۔حضرت جبرائیلؑ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ فلاں یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے۔اس نے بالوں میں گرہیں لگا دی ہیں جو فلاں فلاں کنوئیں میں ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو بھیجا،انہوں نے اس میں سے ان بالوں کو نکالا جب آپ کی خدمت میں ان کو لایا گیا تو آپ اپنے مرض سے اس طرح شفایاب ہوگئے جیسے کوئی شخص رسی میں بندھا ہوا ہو پھر اس کو کھول دیا جائے اس یہودی سے اس بات کا تذکرہ نہیں فرمایا اور نہ اس کے بعد کبھی اسے اپنے

سامنے دیکھا۔

(تفسیر انوار البیان جلد 5 صفحہ 665 بحوالہ سنن نسائی تحت عنوان سحرۃ اہل الکتاب)

تفسیر روح المعانی میں مذکورہ کنوئیں سے جب کھجوروں کا گچھا نکالا گیا تو اس میں رسول اللہ کی کنگھی بھی تھی اور مبارک بال بھی تھے اور رسول اللہ کی صورت شریف بھی جو موم سے بنائی گئی تھی اس میں سوئیاں گڑی ہوئی تھیں اور ان بالوں میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔حضرت جبرائیلؑ (**قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ**)، **قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس**) دونوں سورتیں لے کر حاضرِ خدمت ہوئے ان دونوں سورتوں میں مجموعہ طور پر گیارہ آیات ہیں آپ ایک ایک آیت پڑھتے گئے اور ایک گرہ کھولتے گئے اور سوئیاں بھی نکالتے گئے۔آپ کو پوری طرح شفاء ہوگئی حضرت عبداللہ بن حبیبؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ایسی رات میں جس میں بارش ہو رہی تھی اور سخت اندھیری بھی تھی نبی کریم ﷺ کو تلاش کرنے کے لئے نکلے چنانچہ ہم نے آپ کو پالیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہو میں نے عرض کیا۔کیا کہوں؟ فرمایا جب صبح ہو اور شام ہو سورۃ (**قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ**) اور سورۃ (**قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ**) اور (**قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس**) تین بار پڑھ لو۔یہ عمل کرلو گے تو ہر ایسی چیز سے تمہاری حفاظت ہو جائے گی جس سے پناہ لی جاتی ہے یعنی ہر موذی سے اور ہر بلا سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

(تفسیر انوار البیان جلد 5 صفحہ 673 بحوالہ ترمذی شریف)

زہریلے جانور کے کاٹنے کا دم

صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سفر میں تھی کسی گاؤں کے رئیس کو بچھو نے کاٹ لیا تھا لوگوں نے حضرات صحابہؓ سے پوچھا کہ آپ کچھ اس کا علاج کر سکتے ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے سات مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا مریض اچھا ہو گیا۔پھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ آیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے اس عمل کو جائز قرار دیا۔ (معارف القران: ج 5)

کاش! میں پرندہ ہوتا

ایک دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کسی درخت کے نیچے تشریف فرما تھے کہ ایک پرندہ کو بھی کسی ڈلی پر تو کبھی

کسی ٹہنی پر اڑتا دیکھ کر آپ نے فرمایا..... **طُوْبٰى لَكَ يَا طَائِرُ** اے پرندے! تجھے مبارک ہو........تیرا جہاں دل چاہتا ہے جاتا ہے.........ابن ابوقحافہ سے تو ہی اچھا ہے کہ اس کا ہر عمل (کھڑا بیٹھا ہو، چلتا ہو یا سو رہا ہو ہر ایک) لکھا جاتا ہے........کاش! کہ میں بھی ایک پرندہ ہوتا!.....

گانا گانے والے بندر بن جائیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا...........

آخری زمانے میں میری امّت کے کچھ لوگ بندر اور سور کی شکل کے ہو جائیں گے.......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا....

اے اللہ کے رسول!.......کیا وہ توحید اور رسالت کا اقرار کرتے ہوں گے.......؟ آپ نے ارشاد فرمایا..... ہاں!.......وہ (برائے نام)

نماز، روزہ اور حج بھی ادا کریں گے.....صحابہ کرام نے عرض کیا.........اے اللہ کے رسول! پھر ان کا یہ حال کیوں ہوگا....؟ فرمایا وہ گانے بجانے کے آلات ......طبلہ.......سارنگی.......ناچنے والی عورتوں وغیرہ کے رسیاں ہوں گے اور شرابیں پیا کریں گے...... بالآخر ایک رات کھیل کود میں مصروف رہیں گے اور صبح ہوگی......تو بندر اور خنزیزوں کی شکل میں مسخ ہو چکے ہوں گے۔(مشکوۃ شریف)

نرالی دُعا

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے.....کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بدو کھڑا دعا مانگ رہا ہے کہ.....

یا اللہ!.........مجھے اپنے قلیل بندوں میں سے بنا دے......جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ عجیب دُعا سنی تو آپ نے اس بدو کو بلایا اور فرمایا.....تو یہ کیا مانگ رہا ہے؟.......اس بدو نے کہا.......کیا آپ نہیں جانتے......یہ کہہ کر وہ چپ ہو گیا...اب تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اشتیاق اور بڑھ گیا اور فرمایا.......کیا بات ہے؟ اس بدو نے کہا......کیا آپ نے قرآن کریم کی یہ آیت

نہیں پڑھی، وَقَلِیْلٌ مِنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ " میرے شکرگزار بندوں میں سے بنادے.... جو بہت کم ہیں .... اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا .....
یہ شخص عمر سے زیادہ جاننے والا ہے... اور پھر آپ کافی دیر تک سر جھکائے بیٹھے رہے......(واقعات کی دنیا ص 181)

گناگار حبشی کی اللہ سے صلح

ایک بار ایک حبشی صحابی رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ''یا رسول اللہ!...... میں نے بہت سے گناہ کئے ہیں...... کیا میری توبہ قبول ہوجائے گی......؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں......'' پھر اس حبشی صحابیؓ نے عرض کیا...... ''آقا! جب میں گناہ کرتا تھا تو کیا میرا رب (عزوجل) مجھے دیکھتا تھا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا...... ہاں دیکھتا تھا....'' یہ سنتے ہی اس حبشی صحابی نے آہِ سرد دل پر درد سے بھرتے ہوئے ایک چیخ ماری جو آسمان کی پہنائیوں میں گم ہوگئی......وہ دھڑام سے گرے اور تڑپ تڑپ کر دم توڑ گئے.....

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو
گر وقت اجل سر تیری چوکھٹ پہ پڑا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

وہ حبشی صحابی رضی اللہ عنہ کتنے غیرت مند تھے..... اِنہوں نے جب یہ سنا کہ گناہ کرتے وقت بھی اللہ عزوجل بندے کو دیکھتا ہے.....تو خوف خدا کا غلبہ ہوا اور اِن کی روح پرواز کر گئی ہے.... اے کاش !....ہمیں بھی اس بات کا احساس ہوجاتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے..... اللہ تعالیٰ
سے کوئی بھی شے پوشیدہ نہیں........ باریک ذرات جو خوردبین سے بھی نہیں دیکھے جاسکتے...... اللہ تعالیٰ انہیں بھی دیکھ رہا ہے...... ہم کمرے میں ہوں یا گھر صحن میں..... میزبان ہوں یا مہمان...... جاگ رہے ہوں یا نیند میں......ہم جہاں بھی ہوں.... جو کچھ بھی کر رہے ہوں...... ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ

رہا ہے.... ہمارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے...... اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے.......

اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی (سورہ علق: 14)

''کیا انسان نے یہ نہیں جانا کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے؟.....'' اے چھپ چھپ کر گناہ کرنے والو! چھپ چھپ کر خطوط لکھنے والو!.....
چھپ چھپ کر فون کرنے والو!... چھپ چھپ کر بے ہودہ فلمیں دیکھنے والو! انٹرنیٹ پر حیا سوز مناظرہ دیکھنے والو! یہ کیوں بھولتے ہو کہ اللہ دیکھ رہا ہے..... ہر وقت دیکھ رہا ہے..... ہر جگہ دیکھ رہا ہے....... کوئی مکان....... دکان...... گھر...... اور کوئی محلّہ ایسا نہیں جو اللہ کی نظر سے اوجھل ہو....... انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہے...... جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا '' بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے..... اللہ اللہ!....... اللہ والوں کی شان نرالی ہوتی ہے........ وہ لوگوں کو دین اسلام کی تبلیغ کچھ اس انداز سے کرتے ہیں کہ...... مخاطب سر تسلیم خم کئے بغیر نہیں رہ سکتے...... اللہ والے اللہ کے دین کی طرف بلاتے اور اللہ سے ملاتے نظر آتے ہیں.. (واقعات کی دنیا ص 60)

حضور اکرم ﷺ کی نظر میں دنیا کی حقیقت

نبی کریم ﷺ چند صحابہ کے ہمراہ کہیں تشریف لے جارہے تھے..... راوی کا بیان ہے کہ راستے میں ایک مری ہوئی بکری پڑی تھی... آپ نے اِرشاد فرمایا... کہ اس مردہ بکری کو ایک درہم میں کون خریدے گا...... شمع نبوت کے پروانوں نے جواب دیا......
اے اللہ کے رسول! اس کو تو کوئی مفت لینا بھی پسند نہ کرے گا..... اس جواب پر آپ کچھ دیر خاموش رہے ...... پھر ارشاد فرمایا.... اللہ کی قسم دنیا کی حیثیت اللہ کے نزدیک اس مری ہوئی بکری سے بھی کم ہے........ (مشکوٰۃ شریف)

موٹے پیٹ والے کے لئے تنبیہ

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے پیٹ کا چمڑا لٹکتے ہوئے دیکھا تو درہ لے کر لپکے اور فرمایا... یہی پیٹ کافر کے پیٹ کی طرح ہے.... نیز آپ جسے اکثر گوشت خریدتے ہوئے دیکھتے تو

اسے بھی تنبیہ کرتے اور یہ فرماتے کہ کیا تجھے معلوم نہیں....شراب کی طرح گوشت کی بھی عادت ہو جاتی ہے......حضرت ربیع بن انسؒ فرماتے ہیں......مچھر جب تک بھوکا ہے....زندہ رہتا ہے....سیر ہو جائے تو موٹا ہو جاتا ہے اور جب موٹا ہو جائے تو مر جاتا ہے.....ایسا ہی انسان کہ جب موٹا ہو جاتا ہے.....تو اس کا دل مر جاتا ہے.......

تین چیزوں نے مجھے ہنسایا اور 3 نے رلا دیا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں.....تین چیزوں نے مجھے ہنسایا ہے.....اور تین نے رلایا ہے ....

1۔ مجھے اس آدمی پر ہنسی آئی......جو دنیا کے پیچھے لگا ہوا ہے......اور موت اسے تلاش کر رہی ہے........

2۔ جو موت سے غافل ہے......اور موت اس سے غافل نہیں ہے......

3۔ اس پر جو منہ بھر کر ہنستا ہے......اور یہ نہیں جانتا کہ اس کا رب اس سے ناراض ہے یا راضی......

اور تین چیزوں نے مجھے رلا دیا ہے.....

1۔ دوستوں یعنی حضرت محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے جدائی نے........

2۔ موت کی سختیوں کے خوف نے ..... 3۔ حساب کے لیے رب العالمین کے سامنے قیام نے.......جبکہ میں نہیں جانتا آیا دوزخ میں جاؤں گا.....یا جنت میں........؟

انوکھی نصیحت

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا.....میں نے کوئی عقلمند ایسا نہیں دیکھا.....کہ اسے موت آئے اور وہ اس سے بھاگے یا غمگین ہو......

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک عالم سے کہا....مجھے نصیحت کرو.....انہوں نے فرمایا.....آپ پہلے خلیفہ ہوں گے پھر وفات پا جائیں گے......فرمایا.....اور نصیحت کرو....فرمایا...آپ کے باپ، دادا سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک ہر شخص نے موت کا مزہ چکھا ہے

اب آپ کی باری آچکی ہے......حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اس پر رو پڑے.........(واقعات کی دنیا ص 144)

ایک صحابیؓ کا واقعہ

ایک صحابیؓ حضور پاک ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میرے دل میں عجیب خیالات آتے ہیں ۔میں کائنات میں سوچتا ہوں کہ یہ چیز بھی اللہ جل شانہ نے بنائی ہے، وہ چیز بھی اللہ جل شانہ نے بنائی ہے، آخر میرے ذہن میں خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ کس نے پیدا کیا ہے؟ اس خیال سے میں بہت پریشان ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے اُس صحابیؓ سے پوچھا: کیا تم ایسے خیالات برداشت کر لیتے ہو؟ صحابیؓ نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ! میں چاہتا ہوں کہ میرے جسم کے ٹکڑے ہو جائیں، میں پہاڑ سے نیچے گر کر مر جاؤں لیکن میرے دل میں یہ خیالات نہ آئیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''**وذالك صریح الایمان**''۔ یہی تو تمہارے اعلیٰ ایمان کی نشانی ہے''۔

یہ تو برداشت نہیں کر سکتے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے اندر ایمان ہے۔ اگر تم مؤمن نہ ہوتے تو پھر ان خیالات میں مزید تحقیق کرتے لیکن ان خیالات کے آنے پر چونکہ تم پریشان ہوتے ہو اس لے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

''خلاصہ یہ ہوا کہ وسوسے آتے رہیں گے لیکن ان کا آسان علاج ان میں تحقیق نہ کرنا ہے۔ ان کے ختم کرنے کے بارے میں اور کم کرنے کے بارے میں بھی نہیں سوچنا چاہیے۔ ایسا کرنے سے وسوسے ختم ہو جاتے ہیں اور معمولات کے دوران بھی وسوسے کم آتے ہیں اور شیطان بھی مایوس ہو کر کہتا ہے کہ اب میرے جال میں پھنسنے والا نہیں اس لیے اس پر وقت ضائع کرنے کی بجائے کسی اور کو پھانسنا چاہیے

(ہمت اعمال اور وسوسے کی حقیقت ص 30، وعظ شیخ الحدیث سعید اللہ شاہ صاحب)

(اور دوسرا طریقہ وسوسے کو ختم کرنے کی وسوسے کہ وقت بکثرت **لا حَوْلَ ولا قُوَّةَ اِلّا بِاللّٰہ** پڑھا کرو ان شاءاللہ وسوسے جلد ختم جائیں گے۔)

حضرت معاویہؓ اور شیطان کا واقعہ

حضرت معاویہؓ ایک رات تہجد کے لیے نہ اُٹھ سکے تو اگلے روز اتنا روئے کہ اِن کے آنسو خشک ہو گئے

۔دوسری رات پھر حضرت معاویہؓ
تہجد کیلئے وقت پر نہ اُٹھ سکے تو شیطان نے آ کر اُنھیں جگایا۔حضرت معاویہؓ نے اس سے پوچھا:تم کون ہو جو مجھے تہجد کیلئے اُٹھاتے ہو؟

شیطان نے جواب دیا: میں شیطان ہوں۔حضرت معاویہؓ نے پوچھا: شیطان تو لوگوں کو بُرائی کی طرف لے جاتا ہے،تم نے مجھے کیوں تہجد کے لیے اٹھایا؟ مجھے اس بات کا ضرور جواب دو گے۔اس پر شیطان نے کہا ''کل رات جب آپ تہجد کیلئے نہیں اُٹھے تھے اور اس کی وجہ سے صبح بہت زیادہ روئے تھے تو اللہ جل شانہ نے آپ کو وہ مقام دیا جو کہ تہجد کے ذریعے آپ کو نہیں مل سکتا تھا، میں نے سوچا کہ اگر آج آپ پھر تہجد پڑھنے سے رہ گئے اور پھر صبح روئے تو معلوم نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو کون سا مقام فرمائے گا۔اس لیے میں نے آپ کو جگایا تا کہ آپ کو وہ بڑا مقام نہ مل سکے''۔(ہمت اعمال اور وسوسے کی حقیقت ص06،وعظ شیخ الحدیث سعید اللہ شاہ صاحب)

حضور اکرام ﷺ کی ابلیس سے جنگ

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے صبح کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا: کاش!.....تم آج کی رات مجھے اور ابلیس کو دیکھتے.......جب میں نے اس پر قابو پا کر اس کا گلا دبایا .....میں اس کا گلا گھونٹتا رہا..... یہاں تک کہ اس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنی دو انگلیوں کے درمیان پائی،یعنی انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی......اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی.....تو وہ صبح مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوتا اور مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے......(واقعات کی دنیا ص**286**)

قبر میں تلاوت

حضرت ابوطلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں......کہ میں اپنی زمین کی دیکھ بھال کے لئے ''غابہ'' جا رہا تھا.....تو راستہ میں رات ہوگئی.....اس لئے میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حزام رضی

اللہ عنہ کی قبر کے پاس ٹھہر گیا.....جب کچھ رات گزر گئی تو میں نے تلاوت کی آواز سنی.....جب غور کیا تو وہ تلاوت کی آواز حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی قبر سے آ رہی تھی.....وہ بڑی سریلی آواز میں تلاوت کر رہے تھے.......اتنی بہترین آواز اور اتنی اچھی قرأت میں نے پہلے کبھی بھی نہیں سنی تھی.........جب میں مدینہ منورہ واپس لوٹ کر آیا اور میں نے حضور اقدس ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا....تو آپ نے ارشاد فرمایا....اے ابوطلحہ!.....کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ خدا نے ان شہیدوں کی ارواح کی قبض کر کے زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھا ہے......اور ان قندیلوں کو جنت کے باغوں میں آویزاں فرما دیا ہے.....جب رات ہوتی ہے....تو یہ روحیں قندیلوں سے نکال کر ان کے جسموں میں ڈال دی جاتی ہیں.....پھر صبح کو وہ اپنی جگہوں پر واپس لائی جاتی ہیں۔**(حجة الله علىٰ العالمين 2/871بحواله ابن منده)**

شہید کا اپنے رب سے مکالمہ

هـجـرتُ الـخـلـقَ طـرًّا فِـیْ هـواك
وأیُتَـمـتُ الـعـیـالَ لِـکـی اَرَاك
اے میرے رب !تیری محبت میں،میں نے تمام مخلوق کو چھوڑ دیا
اور اپنے اہل وعیال کو یتیم کیا تا کہ اے رب تجھ سے ملاقات کرسکوں۔
ولـو قـطـعـتـنـی فـی الـحـب ربـا
لـمـا حـن الـفـواد الـیٰ سـواك
اگر تو مجھے اپنی محبت میں ٹکڑے ٹکڑے بھی کردے تو بھی
اے رب! میرا دل تیرے سوا کسی اور کو نہ چاہے گا
تـجـاوز عـن ضـعـیف قـد اتـاك
وجـاء راجـیًـا یـرجـو نـداك
یا رب ! اپنے کمزور وعاجز بندہ سے درگزر کر جو تیری بارگاہ میں

حاضر ہوا ہے اور مغفرت کی امید رکھتے ہوئے آیا ہے

وان يلك يـا مهيـمـن قـد عـصـاك

فـلـم يسـجـد الـمـعبـود سـواك

اے میرے کار ساز ونگہبان !اگر چہ میں نے تیری بہت نافرمانیاں کی ہیں اس کے باوجود تیرے سوا کسی کے سامنے پیشانی تو نہیں جھکائی

اِلهـى عبـدك الـعـاصـى أتـاك

مـقـراً بـالـذنـوب وقـد دعـاك

بارالٰہی! تیرا یہ خطا کار بندہ تیری بارگاہ میں اپنے گناہوں کا اقرار کرنے آیا ہے اور اپنی بخشش کے لیے تجھے پکارتا ہے

فـان تـغـفِـرُ فـانـت لـذاك اهـل

وان تـطـرد فـمـن يـرحـم سـواك

پس اگرتو بخش دے تو یہ تیری شان کے عین مطابق ہے اور اگر تو مجھے دھتکار دے تو تیرے سوا اور کون مجھ پر رحم کرے گا

(واقعات کی دنیا ص 287)

کفن سلامت.......بدن تر وتازہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے......کہ جنگ احد کے دن میں نے اپنے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ایک دوسرے شہید (حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا تھا....پھر مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میرے باپ ایک دوسرے شہید کی قبر میں دفن ہیں....اس لئے میں نے اس خیال سے کہ ان کو ایک الگ قبر میں دفن کروں...... 6 ماہ کے بعد ان کی قبر کو کھود کر لاش مبارک کو نکالا تو وہ بالکل اسی حالت میں تھے.....جس حالت میں ان کو میں نے دفن کیا تھا....بجز اس کے کہ ان کے کان پر کچھ تغیر ہوا تھا..

(بخاری ج 1 ص 180 وحاشیہ بخاری)

آج کے دن کیا کیا گناہ کئے

پیارے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

حَاسِبُوْا قَبْلَ آنْ تُحَاسَبُوْا

''اپنا محاسبہ کرلو اس سے پہلے کہ کوئی اور تمہارا محاسبہ کرے......'' حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے اپنے پاؤں پر خود ہی درہ (کوڑا) مارتے اور فرماتے......حدیث پاک میں ہے.....آخرت کے معاملے میں گھڑی بھر کا غور وفکر ساٹھ (60) سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے.....اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آخرت کی تیاری اور اپنے معاملات میں غور وفکر کرنے اور اسے صحیح طریقے پر لانے کی توفیق عنایت فرمائے۔آمین (احیاء العلوم 4/407)

ایک عجیب خواب

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ آپ کی دونوں چشمانِ مبارک کے درمیاں **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** (سورہ اخلاص) لکھی ہوئی ہے......آپ ؓ کے اہل بیت یہ خواب سن کر بہت خوش ہوئے......لیکن جب یہ خواب حضرت سعید بن مسیّب ؒ کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ واقعی اگر یہ خواب دیکھا ہے.....تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر کے چند ہی روز باقی رہ گئے ہیں.....

چنانچہ ان کی بیان کردہ یہ تعبیر صحیح واقع ہوئی اور تھوڑے دنوں کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دشمنوں نے زہر دے کر شہید کر دیا...

(واقعات کا خزانہ ص 95)

انمول باتیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے.....کہ میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ کا طریقہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلْمَعْرِفَۃُ رَأْسُ مَالِی ....میرا(اصل سرمایہ)تو معرفت ہے......

وَالْعَقْلُ اَصْلُ دِیْنِیْ ....میرے دین کی جڑ عقل ہے......

وَالْحُبُّ اَسَاسِیْ ....میری بنیاد محبت ہے.....

وَالشَّوْقُ مَرْکَبِیْ ....میری سواری شوق ہے........

وَذِکْرُاللّٰہِ اَنِیْسِیْ ....میرا انیس(مجھے مانوس کرنے والا)ذکر الٰہی ہے........

وَالثِّقَۃُ کَنْزِیْ ....میرا خزانہ اللہ پر اعتماد ہے.........

وَالْحُزْنُ رَفِیْقِیْ ....میرا ساتھی غمِ دل ہے........

وَالْعِلْمُ سِلَاحِیْ ....میرا ہتھیار علم ہے.......

وَالصَّبْرُ رِدَائِیْ ....میرا لباس صبر ہے........

وَالرِّضَاءُ غَنِیْمَتِیْ ....میرا مالِ غنیمت رضائے سبحانی ہے......

وَالْعَجْزُ فَخْرِیْ ....میرا فخر عجز بدرگاہ ربانی ہے..........

والزُّھْدُ حِرْفَتِیْ ....میرا پیشہ زُھد(درویشی)ہے........

وَالْیَقِیْنُ قُوَّتِیْ ....میری خوارک یقین ہے........

وَالصِّدْقُ شَفِیْعِیْ ....میرا سفارشی سچائی ہے.........

وَالطَّاعَۃُ حُبِّیْ ....میرا محبوب مشغلہ اطاعت الٰہی ہے

وَالْجِھَادُ خُلُقِی ....میرے اخلاق جہاد ہے..........

وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ........میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے.....

قبر والوں سے گفتگو

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ ایک صالح نوجوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے فلاں! اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ **وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ** (سورۃ الرحمٰن:46)

یعنی جو شخص اپنے رب کے حضور ﷺ کھڑے ہونے سے ڈر گیا اس کے لیے دو جنتیں ہیں.....

اے نوجوان! بتا تیرا قبر میں کیا حال ہے...؟ اس صالح نوجوان نے قبر کے اندر سے آپ کا نام لے کر پکار اا ور با آواز بلند دو مرتبہ جواب دے کر کہا: اے امیر المؤمنین! میرے رب نے یہ دونوں جنتیں مجھے عطا فرمادی ہیں.....(حوالہ معارف القران)

ایک صحابیؓ کا اللہ سے محبت کا واقعہ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو ایک لشکر پر امیر بنا کر) بھیجا وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا تا اور اپنی قرأت (ہر رکعت میں) قل ھو اللہ احد پر ختم کرتا۔ جب یہ (لشکر والے)لوٹ کر آئے تو انہوں نے رسول ﷺ کو بتلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اس سے پوچھو' یہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا تو اسنے کہا کہ (اس میں)رحمٰن کی صفت ہے' اسلئے میں اسے (زیادہ) پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ رسول ﷺ نے (سن کر) فرمایا' اسکو بتلا دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت فرماتا ہے۔

(تخریج: صحیح بخاری، کتاب التوحید، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ، باب قرأۃ ''قل ھو اللہ احد'')

صحابہ رضی اللہ عنہم کے اخلاص کی واقعات

اخلاص کی برکات اور تاثیرات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ تم سے پہلے کسی امت کا قصہ ہے کہ تین آدمی چلتے چلتے رات ہوگئی وہ رات گزارنے کیلئے ایک غار میں گھس گئے۔ اتنے میں پہاڑ سے ایک چٹان لڑھک کر آئی اور ان کے غار کا منہ بند کر دیا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ اس چٹان سے نجات کیلئے ہر ایک اپنے بہتر سے بہتر عمل کے وسیلے سے دُعا کرے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا اے اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میں شام کو آ کر نہ خود ان سے پہلے دودھ پیتا تھا اور نہ بیوی بچوں کو دیتا تھا

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ (بکریوں کے چارے کے لیے) اور درختوں کی تلاش میں دور نکل گیا اور واپسی میں اتنی دیر ہوگئی کہ وہ دونوں سو چکے تھے مجھے اتنی دیر ہوگئی کہ وہ دونوں سو چکے تھے میں نے دودھ دوہا جب اِن کو سویا ہوا پایا تو یہ مجھے گوارا نہ ہوا کہ ان سے پہلے بیوی بچوں کو پلا دوں۔اسی حال میں پیالہ ہاتھ میں لئے کھڑا رہا اور بچے میرے پیروں میں پڑے بدکتے رہے۔حتیٰ کہ صبح ہوگئی صبح کو اٹھ کر انہوں نے دودھ پیا۔اے اللہ اگر میں یہ کام صرف تجھے خوش کرنے کیلئے کیا تھا تو ہمیں اس چٹان کی مصیبت سے نجات عطا فرما۔اس چٹان تھوڑی سی سرکی البتہ نکلنے کیلئے کافی نہ تھی۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا دوسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میری ایک چچا کی لڑکی تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی میں نے اسے اپنی طرف پھسلانے کی کوشش کی لیکن وہ تیار نہ ہوئی۔ایک سو بیس اشرفیاں دیں کہ وہ مجھے تنہائی میں ملنے کا موقع دے گی وہ (مجبور ہوکر) اس پر تیار ہوگئی۔جب میں نے پوری طرح اس پر قابو پالیا تو اس نے مجھے (خدا کا خوف دلاتے ہوئے) کہا کہ کسی مہر کو ناحق توڑنا جائز نہیں۔یہ سنتے ہی اپنے آپ کو غلط حرکت سے بچاتے ہوئے کھڑا ہوا اور چلا آیا حالانکہ وہ اب بھی مجھے دنیا بھر سے زیادہ عزیز تھی اور میں نے وہ سونا بھی جو دیا تھا اسی کے پاس چھوڑ دیا۔اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا کیلئے کیا تھا تو ہماری مشکل دور کر۔وہ چٹان تھوڑی سی اور ہٹ گئی لیکن نکلنے کے قابل اب بھی نہ ہوئی۔نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں تیسرے نے کہا' اے اللہ! میں نے کچھ مزدور رکھے تھے اور (کام ہونے کے بعد) سب کی مزدوری بھی ان کے حوالہ کردی لیکن ان میں سے ایک شخص اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا میں نے اس کے پیسوں کو کاروبار میں لگا کر خوب بڑھایا حتیٰ کہ اس سے بہت سا مال جمع ہوگیا۔

ایک مدت کے بعد وہ شخص آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے بندے! میری مزدوری دیدے۔میں نے کہا یہ جو کچھ اونٹ' گائیں' بکریاں اور غلام تجھے نظر آرہے ہیں۔یہ سب تیری مزدوری ہے۔اس نے کہا اے اللہ کے بندے مجھ سے مذاق نہ کر میں نے کہا میں تم سے مذاق بالکل نہیں کررہا ہوں۔بس یہ سننا تھا کہ وہ تمام ریوڑ کا ریوڑ ہانک کر لے گیا اور کچھ بھی نہ چھوڑا۔

لہٰذا اے اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف تجھ کو راضی کرنے کیلئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات

عطا فرما۔پس وہ چٹان ہٹی اور لوگ نکل کر چلے گئے۔(بخاری ومسلم)

اخلاص کی تابندہ مثال

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جو نشے میں دھت تھا۔آپ رضی اللہ عنہ نے اسے حد لگانے کا حکم جاری فرمایا۔اس نے نشے میں آپ کو گالی دی۔آپ رضی اللہ عنہ حد لگانے کا حکم واپس لے لیا۔آپ سے پوچھا گیا: امیر المؤمنین اس نے آپ کو گالی دی ہے۔پھر کیوں آپ نے اپنا حکم نامہ واپس لیا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ (ایمان افراز) جواب دیا۔

اس نے گالی دی تو مجھے غصہ آگیا' اب اگر میں مارتا تو یہ میرے غصے کی وجہ سے ہوتا' میرے رب کیلئے نہ ہوتا۔(المقری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کمال اخلاص

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ ایک کافر کے قتل کرنے کے واسطے اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔اس نے آپ کے چہرہ مبارک پر تھوک دیا آپ فوراً اتر پڑے اور اسکو چھوڑ دیا۔اس نے پوچھا کہ آپ باوجود اس کے کہ مجھ پر غالب ہوگئے تھے اور میں پوری طرح آپ کے قبضہ میں آگیا تھا پھر گستاخی بھی سخت کی باوجود ان چیزوں کے پھر کیا وجہ پیش آئی کہ الگ ہوگئے اور قتل نہیں کیا؟ فرمایا کہ تیرے تھوکنے سے پہلے تو میری ہی اس گستاخ کا کام تمام کردو اب نفس کی آمیزش ہوگئی۔اگر قتل کرتا تو خالص اللہ کیلئے نہ ہوتا اس لئے میں نے چھوڑ دیا وہ یہ دیکھ کر وہ کافر مسلمان ہوگیا۔(جواہر پارے)

سخی غلام کا اخلاص

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا گزر ایک چراگاہ سے ہوا.....وہاں میری ملاقات ایک حبشی غلام سے ہوئی....وہ چراگاہ میں بکریاں چرا رہا تھا.....اچانک ایک کتا آیا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا....حبشی غلام نے ایک روٹی نکال کر اسے دے دی....پھر دوسری اور اس کے بعد تیسری بھی اس کے سامنے ڈال دی....

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ اے غلام! تجھے روز کتنی روٹیاں ملتی ہیں؟......اس نے جواب دیا کہ وہی جو آپ نے دیکھیں.....اس پر میں نے پوچھا کہ پھر تو نے اٹھا کر ساری کیوں اس کتے کو دے دیں؟ خود کیا کھاؤ گے؟ غلام نے جواب دیا کہ یہ کتوں کی جگہ نہیں ہے.....یہ کتا کہیں دور سے امید لے کر آیا ہے.....اس لیے میں نے یہ گوارا نہیں کیا کہ اسکی محنت ضائع کی جائے.....حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے پوچھا: پھر آج تم کیا کھاؤ گے؟ غلام نے کہا: ایک دن فاقہ کرلوں گا اور یہ کوئی اتنی بڑی بات تو نہیں. حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں میں نے دل میں سوچا کہ لوگ مجھے سخی کہتے ہیں.....لیکن یہ غلام تو مجھ سے بھی بڑا سخی ہے....مجھے اس کی یہ بات اتنی پیاری لگی کہ میں نے اس غلام سمیت اس چراگاہ اور بکریوں کو ان کے مالک سے خرید لیا اور پھر اس غلام کو آزاد کردیا اور اس سے کہہ دیا کہ یہ سب بکریوں اور چراگاہ تیری ملک ہیں.....میں نے یہ سب کچھ تمہیں بخش دیا......غلام شکریہ ادا کیا اور دُعا دی اور پھر ساری بکریاں اور چراگاہ سب کچھ صدقہ کر کے وہاں سے چلا گیا........(واقعات کا خزانہ ص **124**)

ایک آشیانے کے لیے

مشہور صحابی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر کو فتح کرنے کیلئے وہاں کے ایک قلعے کے سامنے ایک بڑا خیمہ نصب کیا تھا، پیش قدمی کا ارادہ فرمایا تو اس خیمے کو اکھاڑ کر ساتھ لے جانا چاہا لیکن جب اکھاڑنے کے لیے آگے بڑھے تو دیکھا کہ خیمے کے اوپر کی جانب ایک کبوتری نے انڈے دے رکھے ہیں اور ان پر بیٹھی ہے، خیمہ اکھاڑنے سے یہ انڈے ضائع ہو جاتے ہیں، حضرت عمرو بن عاصؓ نے فرمایا کہ اس کبوتری نے ہمارے خیمہ میں پناہ لی ہے، اس لئے اس خیمے کو اس وقت تک باقی رکھو جب تک یہ بچے پیدا ہو کر اڑنے کے قابل نہ ہو جائیں، چنانچہ خیمہ باقی رکھا گیا (جہان دیدہ، ص: **140**)

بادل سے پراِسرار آواز

امام مسلمؒ نے فرمایا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا.....ایک شخص صحرا میں کھڑا تھا کہ اچانک اس نے بادلوں وہاں چل پڑا.....ایک پتھریلے علاقے

میں وہ بادل خوب برسا......پھر اس بارش کا پانی ایک بڑی نالی میں بھر کر ایک طرف بہنے لگا.....وہ شخص بھی اس پانی کی نالی کے ساتھ ساتھ چل پڑا...... پانی کچھ دور جا کر ایک باغ میں داخل ہوا......وہ شخص بھی اس پانی کے ساتھ باغ میں داخل ہوا اس نے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو باغ کو اس بارش کے پانی کے ساتھ سیراب کر رہا تھا.....اس آنے والے شخص نے قریب جا کر باغ کے مالک پر سلام کیا اور پوچھا: آپ کا نام کیا ہے؟ باغ کے مالک نے اپنا نام بتایا.....یہ وہی نام تھا جو اس نے بادلوں میں سنا تھا....اس شخص نے اپنا سارا واقعہ سنایا اور پھر پوچھا: اے اللہ کے نیک بندے! تجھے یہ اعزاز کیسے حاصل ہوا اس کہ بادلوں کو تیرا باغ سیراب کرنے کا حکم ملا؟ اپنا وہ عمل تو بتا دے؟ باغ کے مالک نے کہا: اور تو میرا کوئی خاص عمل نہیں بس اتنا ہے کہ جب باغ کی پیداوار حاصل ہوتی ہے تو میں اس پیداوار کے 3 (تین) حصے کرتا ہوں.....ایک حصہ اللہ کی راہ میں غریبوں پر صدقہ کرتا ہوں.....شاید یہ اسی کی باغ پر کرتا ہوں.....دوسرا اپنے گھر والوں پر اور تیسرا پھر اسی باغ پر خرچ کرتا ہوں....شاید یہ اسی کی برکت ہو جو بادلوں کو میرا باغ سیراب کرنے کا حکم ہوا۔ **(حوالہ: صحیح مسلم)**

تعلیم اعتدال کا عجیب واقعہ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ رات کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے نکلے تو اچانک ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جو نماز تہجد میں بہت پست آواز سے قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ بہت بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے...صبح کو جب یہ دونوں حضرات نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عالی میں اکٹھے ہوئے تو فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ! میں رات آپ کے پاس سے گزرا تب آپ بہت پست آواز سے تہجد میں قرآن پڑھ رہے تھے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اس ذات کو سنا رہا تھا جس سے میں شرف مناجات و ہم کلامی حاصل کر رہا تھا (اور وہ ذات آہستہ آواز کو بھی سنتا ہے) عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا! میں آپ کے پاس سے گزرا تھا تو آپ بہت بلند آواز سے نماز میں تلاوت کر رہے تھے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اونگھنے والے کو جگا رہا تھا اور شیطان کو دفع کر رہا تھا، اس پر نبی کریم ﷺ نے دونوں حضرات کو ہدایت کرتے

ہوئے ارشادفرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ ! آپ تو اپنی آواز تھوڑی بلند کردو اور عمر رضی اللہ عنہ ! تم اپنی آواز قدرے پست کردو.... (ابوداؤد،ترمذی)

عاشقوں کی دُعا

کسی نے حضرت مطرف بن عبداللہ ؒ پر جھوٹ بولا.....آپ نے دُعا کی...... یااللہ اگر یہ کاذب ہے....تو اسے اسی دن ہلاک دے.......

وہ گر کر مر گیا.....لوگ یہ دیکھ کر حضرت مطرف ؒ کے پاس گئے.......اور حاکم بصرہ کے پاس لائے اور واقعہ بیان کیا....نیک دل حاکم نے سنا تو کہنے لگا......یہ نیک مرد ہے،ان کی دُعا اس شخص کی موت کے ٹھیک وقت پر صادر ہوئی.لٰہذا یہ بے قصور ہیں۔ (واقعات کی دنیا ص88)

واقعات: درود پاک کے نہ لکھنے کی سزا:

درود پاک کے نہ لکھنے کی سزا:

ابوزکریاؒ نے بیان کیا ہے کہ بصرہ کا ایک شخص جو مجھ سے متعارف تھا اس نے کہا کہ میرا ایک ساتھی تھا جو حدیث پاک تو لکھتا تھا مگر بخل کی وجہ سے کہ کاغذ زیادہ لگے کا درود پاک نہ لکھا کرتا تھا میں نے اسے دیکھا تو اس کے دائیں بازو میں آکلے کی بیماری ہوگئی۔(ابن بشکول،القول البدیع:ص244)

آپ نے رخ پھیرلیا:

ابو طاہر بیان کرتے ہیں کہ میں شروع عمر میں جب حدیث پاک لکھا کرتا تھا تو وہ درود پاک نہیں لکھا کرتا تھا۔میں نے حضور پاک ﷺ کوخواب میں دیکھا تو متوجہ ہوا اور سلام کیا تو آپ نے رخ پھیرلیا میں دوسرے رخ سے متوجہ ہوا پھر آپ ﷺ نے رخ پھیرلیا میں پھر میں تیسری مرتبہ متوجہ ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول (ﷺ) آپ کیوں رخ پھیر لیتے ہیں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا میرا نام تمہاری کتاب میں (حدیث لکھتے وقت) آتا ہے تو تم درود کیوں نہیں لکھتے چنانچہ اس کے بعد سے میں نے ﷺ تسلیماً کثیراً کثیرا لکھنے لگا (یعنی خوب مبالغہ کے ساتھ)۔

(سُنتِ حبیب ﷺ ص429)

مکمل درود نہ لکھنے کی وجہ سے آپ کی ناراضگی

حضرت ابراہیم نسفیؒ بیان کرتے کہ میں نے آپ ﷺ کوخواب میں دیکھا تو آپ ﷺ مجھ سے ناراض نظر آئے میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور بوسہ لے کر پوچھا اے اللہ کے رسول (ﷺ) کیا ہم لوگ اصحاب سنت اور اہلِ سنت والجماعۃ میں نہیں ہیں اور میں پردیسی ہوں (شاید یہ اپنے وطن میں نہ ہوں گے) تو آپ ﷺ نے مسکرادیا اور فرمایا جب تم درود لکھتے ہو تو سلام کیوں نہیں لکھتے۔چنانچہ اس کے بعد سے میں پوار درود وسلام کے ساتھ لکھنے لگا۔(القول البدیع)

واقعات حضو ﷺ اور خوف خدا

آندھی کے وقت آپ ﷺ کی حالت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:۔جب ہوابدلتی تھی اور تیز آندھی چلتی تھی تو نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔آپ کھڑے ہو جاتے تھے اور کمرے میں پھرنے لگتے تھے،کبھی اندر تشریف لے جاتے اور کبھی باہر تشریف لے جاتے۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک پر تغیر اور یہ اضطرابی حرکات دراصل اللہ تعالیٰ کے خوف سے تھیں۔ایک مرتبہ آپ ﷺ نے سورۃ الحاقہ کی ایک آیت تلاوت فرمائی اور بے ہوش ہوگئے۔ (ابن عدی۔بیہقی)

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ بطحا میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی صورت دیکھی اور بے ہوش ہوگئے۔ (بزار،ابن عباس)

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نماز میں مشغول ہوتے تو آپ کے سینے کے جوش کی آواز اس طرح سنائی دیتی جیسے ہانڈی میں ابالنے کی آواز آتی ہے۔(ابوداؤد،ترمذی۔عبداللہ بن الشخیر)

حالت نماز میں آپ ﷺ کی کیفیت

نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے تو رونے کی وجہ سے آپ کے سینے میں ہنڈیا کے ابلنے جیسی آواز آتی۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں کو بھی یہی دونوں احوال پیش آتے ہیں۔ ابن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں آپ ﷺ کے سینے سے رونے کی وجہ سے ایسی آواز آ رہی ہے جیسے چکی کے چلنے کی آواز آتی ہے جیسے ہانڈی مارنے کی آتی ہے۔

(دلائل النبوۃ ص 357، ابوداؤد ص 130، شمائل ترمذی ص 21)

ڈرنے والے دل کے لئے حضور ﷺ کی دُعا

آپ ﷺ خوف خدا سے سسک سسک کر رو رہے تھے، بکا و خشیت جو عبدیت کی صفات میں سے اعلیٰ ترین صفت ہے، جو قلب خاشع کا اثر ہے جس کی آپ ﷺ نے دُعا مانگی ہے اور قلب میں خشیت نہ ہونے سے پناہ مانگی ہے۔ چنانچہ آپ کی دعاؤں میں سے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ قَلْبًا خَاشِعًا...... اے اللہ خشیت والا دل عطا فرما۔

اَعُوْذُبِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ....... نہ ڈرنے والے دل سے پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا رونا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا میں آپ کو قرآن سناؤں۔؟ حالانکہ قرآن سنوں۔ چنانچہ میں نے سورۂ نساء پڑھی شروع کر دی اور جب میں آیت پر پہنچا

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (سورۃ النساء آیت: 41)

تو حضور ﷺ نے فرمایا بس کرو۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہیں تھیں۔

عذاب قبر سے پناہ مانگو!

روایت ہے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ ایک انصاری مرد کے جنازہ کے

لئے روانہ ہوئے اور قبرستان میں پہنچے اور اب تک لاش قبر میں نہیں اتاری گئی تھی..... پس رسول اللہ ﷺ بیٹھے، ہم لوگ بھی آپ کے گرد سر جھکائے بیٹھ گئے۔

آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اس سے زمین کریدتے تھے، پھر آپ نے سر اٹھایا اور دو بار یا تین بار فرمایا: اللہ کے ساتھ پناہ مانگو عذاب قبر سے۔

قیامت کے دن کی ہولناکی!!!

ایک دن حضرت رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: قیامت کے دن تمام لوگ برہنہ پا، برہنہ تن، اور بغیر ختنہ کئے ہوئے اٹھائے جائیں گے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:۔ اے اللہ کے رسول! کیا مرد اور عورتیں ایک ساتھ (اس حال میں) اٹھائی جائیں گی کہ ایک دوسرے کے برہنہ بدن کو دیکھتے ہونگے؟ حضور ﷺ نے جواب دیا:۔ اے عائشہ! معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا کہ لوگ ایک دوسرے کو دیکھیں (مشکوٰۃ شریف)

مطلب یہ ہے کہ اس کے ہول اور پریشانی کا یہ عالم ہوگا کہ کسی کو بھی اپنے دوسرے کے تن بدن کا ہوش نہ ہوگا سب کے اوپر نجات کی فکر سوار ہوگی۔

خیر اللہ کے خوف میں ہے

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ایک روز خطبہ دیتے ہوئے فرمایا آگاہ رہو! دنیا حاضر مال ہے جس میں سے نیک اور بد کھاتے ہیں اور آخرت سچ ثابت ہونے والا زمانہ ہے، جس میں قدرت والا حقیقی بادشاہ فیصلہ فرمائے گا۔

آگاہ رہو! بھلائی اپنی شاخوں سمیت جنت میں ہے اور برائی اپنی تمام شاخوں سمیت جہنم میں ہے۔ اللہ کے خوف میں تمھاری خیر ہے۔

آگاہ رہو! تم اپنے اعمال کے سامنے پیش کئے جاؤ گے تو جس نے ذرا برابر بھی نیکی کی اسے دیکھے گا اور جس نے ذرا برابر بھی برائی ہوگی وہ اسے دیکھے گا۔ (مسند امام شافعی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قبر کو دیکھ کر رونا اور اس کا سبب

اور رونا آ جانا........ یہ دل کی نرمی کی علامت ہے۔ سردار دو عالم ﷺ روتے تھے...... اہل بیتؓ روتے تھے...... حضرت عثمان ذُی النُّورین کے متعلق آتا ہے کہ آپ جب کسی قبرستان سے گزرتے...... تو قبر کو دیکھ کر کے آپؓ اتنا روتے..... اتنا روتے... **حتیٰ یبتل لحیته**

یہاں تک کہ آپؓ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی...... بھیگ جاتی تھی۔ کسی نے کہا: اے عثمان! تُو تو جنتی ہے..... تجھے تو پیغمبر ﷺ نے فرمایا:..... **عثمان فی الجنته**..... تُو تو..... ذُی النُّورین ہے..... دونوروں والا...... تیرے گھر تو نبی ﷺ کی دولخت جگر...... دوصاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آئیں۔ آپؓ تو خلیفہ راشد...... خلیفہ ثالث ہیں...... آپؓ کیلئے تو حضور ﷺ نے بڑی بشارتیں دی ہیں........ پھر آپؓ کیوں اتنا روتے ہیں؟ فرمایا: میں نے بشارتیں بھی سنی ہیں..... لیکن میرے کانوں میں امام الانبیاء ﷺ کا یہ اعلان بھی گونج رہا ہے...... حضور ﷺ نے فرمایا:

القبر اول منزل من منازل الاخرة

قبر قیامت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، جو اس میں بچ گیا، بعد والی ساری منزلیں اس کے لئے آسان ہو جائیں گی، اور جو اس میں پھنس گیا بعد کی آنے والی منزلیں اس سے بھی سخت ہوں گی۔ اس لئے قبر دیکھ کے میں روتا ہوں۔

قبر کو ہم یاد نہیں کرتے حالانکہ قبر کو یاد کرنا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن رومیؒ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: اگر مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کر دیا جائے........ اور مجھے معلوم نہ ہو...... کہ دونوں میں کس طرف جانے کا حکم ملے گا....... تو اس بات کے جاننے سے پہلے ہی مجھے راکھ بن جانا پسند ہوگا...... کہ دونوں میں سے کس طرف مجھے جانا ہے۔ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلی ج 1 ص 60)

جہنم کی آگ کے رنگ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی......

وقودھا الناس والحجارۃ..... جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:۔

جہنم میں ایک ہزار سال تک آگ جلائی گئی......... یہاں تک کہ وہ سرخ ہو گئی!

پھر ایک ہزار سال تک آگ جلائی گئی........... یہاں تک کہ وہ سفید ہو گئی!

پھر ایک ہزار سال تک آگ جلائی گئی............ یہاں تک کہ وہ کالی ہو گئی!

اب یہ آگ کالی اور تاریک ہے................ اس کا شعلہ کبھی نہیں بجھتا۔

چار لوگوں کی دوستی سے بچو

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ ابا جان یہ چار باتیں ہوئیں باقی چار باتیں بھی بتا دیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:........ احمق کی دوستی سے دور رہو اس لیے کہ وہ تجھے نفع پہنچانے کا ارادہ کرے گا اور بغیر قصد تجھے نقصان پہنچا دے گا۔

..... اور تو جھوٹوں کی دوستی سے بھی دور رہ، اس لیے کہ جھوٹا نادانوں سے تیری دوستی کرا دے گا اور داناؤں کو تجھ سے دور رکھے گا۔

اور بخیل کی دوستی سے بھی دور رہ، کیوں کہ بخیل آدمی تجھ سے اس چیز کو دور کر دے گا جس کا تو زیادہ محتاج ہے۔

...... اور اپنے آپ کو فاسق وفاجر کی صحبت سے بچا اس لیے وہ تجھے معمولی چیز کے عوض بیچ کھائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ کثرت مال اور کثرت اولاد سرمایۂ ناز نہیں بلکہ کثرت علم، اور عبادات کا اہتمام وافتخار ہیں۔ (کنز ج 8)

اللہ جنت میں کس کو ہنسائے گا؟

نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک کالے رنگ کا آدمی بیٹھا ہوا تھا...... وہ یہ سن کر زور زور سے رونے لگا..... اتنے میں جبرائیلؑ آسمان سے اتر آئے........ اور پوچھا کہ یہ آپ کے سامنے رونے والے کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ حبشہ کے ہیں...... اور حضور ﷺ نے اسکی تعریف کی۔ حضرت جبرائیل

نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں:

''میری عزت وجلال کی قسم.......!عرش پر میرے بلند ہونے کی قسم......!جس بندے کی آنکھ دنیا میں میرے ڈر سے روئیگی......میں اسے جنت میں خوب ہنساؤں گا''

(خوف خدا کے سچے واقعات ص256)

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور خوف خدا

علی بن حسین رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا اور اگر کوئی اس کی وجہ پوچھتا تو کہتے کہ تجھے معلوم نہیں کہ مجھے کس کے حضور میں کھڑا ہونا ہے۔

موت کا یقین لذت وعشرت کو مقدر کر دیتا ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔کہ جو شخص جنت کا طالب ہے، وہ نیک اعمال میں سبقت کرے اور جہنم سے ڈرتا رہے۔وہ شہوات (گناہوں) سے رُک جائے، جسے موت کا یقین ہے، دُنیا کی لذتیں اس کے پاس پھٹکنے نہیں پاتیں۔اور جس نے دنیا کی حقیقت پہچان لی، مصیبتیں اُس پر آسان ہو جاتی ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، کہ اس چیز کی طرف نہ دیکھو کہ کس نے کہا ہے۔اس چیز کی طرف دیکھو کہ کیا کہا گیا ہے۔نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر دوستی بالآخر لوٹ جائے گی۔مگر وہ دوستی باقی رہے گی، جس کی بنیاد کسی حرص ولالچ پر نہ ہو۔ (کنز ج8 ص236)

اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپؓ اپنے دونوں ساتھیوں (حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے ملاقات کریں۔تو امید کو کم کیجئے اور پیٹ بھر کر نہ کھائیے۔اور تہبند اونچا رکھئے اور کرتے پر پیوند لگائیے اور چپل کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اسے خود ہی درست فرمائیے۔آپؓ اِن دونوں حضرات سے مِل جائیں گے۔ (کنز ج8 ص219)

بہت ہنسنا بہت رونا بہت کھانا بہت سونا
نہیں اچھا نہیں اچھا نہیں اچھا نہیں اچھا

موت سے قبل موت کی تیاری

حضرت مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا۔

اے ابن آدم! تو یہ اچھی طرح دلنشین کر لے۔کہ موت کا جو فرشتہ تجھ پر مقرر ہے وہ وقت مقررہ پر تجھے چھوڑ کر کسی دوسرے کی روح قبض نہیں کرے گا۔اللہ سے ڈر تقویٰ اختیار کر، موت کیلئے تیاری کرو۔تو اگر چہ اس سے غافل ہے مگر وہ تجھ سے غافل نہیں۔

اے ابن ادم! یاد رکھ اس سلسلے میں اگر تو نے غفلت کی اور تیاری نہ کی تو تیری جگہ کوئی دوسرا تیاری نہ کرے گا۔اللہ تعالیٰ سے ملاقات لازمی ہے لہٰذا تو اپنے نفس کیلئے نیک عمل کر۔اور اپنے نفس کو غیر کے سپرد نہ کر۔ (ابن عساکر و کنز العمال)

دنیا کی رنگینیوں سے بچو

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے:۔اور بے شک دنیا سرسبز وشاداب ہے لوگوں کو بڑی مرغوب ہے، اور بہت سے لوگ دنیا کی طرف مائل ہوئے ہیں تم دنیا کی طرف مائل نہ ہونا نہ اس پھر بھروسہ کرنا۔یہ اعتماد کے قابل نہیں۔اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا چھوڑنے والی نہیں۔مگر یہ کہ کوئی خود اسے چھوڑ دے۔

بہت دلکش نہایت ہی حسین ہے صورت دنیا
فساد وقتل وخوں، ظلم وستم ہے فطرت دنیا

قبر بڑی مصیبت کی جگہ ہے۔اللہ تعالیٰ جس پر رحم فرمائے بس اسکی خیریت ہے۔جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روتے روتے اپنی داڑھی آنسوؤں سے تر کر لیتے تھے تو فرماتے ہم کو قبر کو یاد کر کے اتنا رونا چاہئے

عبرت پذیری

حضرت علی مرتضیٰؓ ہر اس چیز سے جو آخرت کی یاد دلانے والی ہوتی تھی انس رکھتے تھے۔ایک دن آپ قبرستان میں بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا اے ابوالحسن! آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ فرمایا: میں اِن لوگوں کو بہت اچھا ہم نشین پاتا ہوں، کسی کی بد گوئی نہیں کرتے اور آخرت کی یاد دلاتے ہیں۔

(خلفائے راشدین)

آخرت کی تیاری

حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے عہد خلافت میں بازاروں میں تشریف لے جاتے وہاں جو لوگ راستہ بھولے ہوئے انہیں راستہ بتاتے، بوجھ ڈھونے لے جانے والوں کے بوجھ اٹھا دیتے، کسی کے جوتے کا تسمہ گر کر ٹوٹ جاتا تو اسے اٹھا کر دے دیتے اور یہ آیت پڑھتے:۔
ہم آخرت کا گھر ان لوگوں کو دیں گے کو زمین میں سرکشی اور فساد کرنا نہیں چاہتے اور عاقبت کی فلاح وسعادت صرف تقویٰ کے لیے ہے۔

آخری صحابی

علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ تمام اہلِ علم اس بات پر متفق ہیں کہ جو صحابی سب سے آخر میں فوت ہوئے وہ حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ الجُہنی رضی اللہ عنہ تھے، اِنہوں نے 102ھ میں مکہ مکرّمہ میں وفات پائی۔ (تراشے ص28)

باب (4)...تابعین تبع تابعین اسلاف اور اکابر علماء کرام کے برداشت اور صبروتحمل کے ایمان افروز واقعات

ایک عورت جو ہمیشہ قرآنی آیات سے گفتگو کرتی تھی

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا، ایک سفر کے دوران راستے میں مجھے ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی ملی جس نے اُون کا قمیص پہنا ہوا تھا، اور اُون ہی کی اوڑھنی اوڑھے تھی، میں نے اسے سلام کیا، تو اس نے جواب میں کہا:

"سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ"

میں نے پوچھا: "اللہ تم رحم کرے، یہاں کیا کر رہی ہو؟" کہنے لگی: وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَه "" (جسے اللہ گمراہ کردے اس کا کوئی رہنما نہیں ہوتا)۔ میں سمجھ گیا کہ وہ راستہ بھول گئی ہے، اس لئے میں

نے پوچھا: "کہاں جانا چاہتی ہو؟"
کہنے لگی: "سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا (پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی)۔
میں سمجھ گیا کہ وہ حج ادا کر چکی ہے، اور بیت المقدس جانا چاہتی ہے، میں نے پوچھا: "کب سے یہاں بیٹھی ہو؟" کہنے لگی:
ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا" (پوری تین راتیں)۔ میں نے کہا: "تمہارے پاس کچھ کھانا وغیرہ نظر نہیں آرہا، کھاتی کیا ہو؟")
جواب دیا: "هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ" (وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے)۔ میں نے پوچھا "وضو کس چیز سے کرتی ہو؟"
کہنے لگی: "فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا" (پاک مٹی سے تیمّم کرلو)۔ میں نے کہا: "میرے پاس کچھ کھانا ہے، کھاؤ گی؟ جواب اس نے کہا: "
اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ" (رات تک روزوں کو پورا کرو)۔ میں نے کہا: "یہ رمضان کا تو زمانہ نہیں ہے!" بولی: "
وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ" (اور جو بھلائی کے ساتھ نفلی عبادت کرے تو اللہ شکر کرنے اور جاننے والا ہے)۔
میں نے کہا: "سفر کی حالت میں تو فرض روزہ نہ رکھنا بھی جائز ہے!" کہنے لگی: "وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ" (اگر تمہیں ثواب کا علم ہو تو روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے)۔ میں نے کہا: "تم کیوں بات نہیں کرتیں؟" جواب ملا: "مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ" (انسان جو بات بھی بولتا ہے، اس کے لئے ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے)۔ میں نے پوچھا "تم ہو کون سے قبیلے سے؟ کہنے لگی: "لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ" (جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑو)۔
میں نے کہا: "معاف کرنا مجھ سے غلطی ہوئی!" بولی: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ" (آج

تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے)۔ میں نے کہا: ''اگر چاہو تو میری اُونٹنی پر سوار ہو جاؤ، اور اپنے قافلے سے جاملو؟'' کہنے لگی: ''**وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ**'' (تم جو بھی بھلائی بھی کرو، اللہ اسے جانتا ہے)۔ میں نے یہ سن کر اپنی اُونٹنی کو بٹھالیا، مگر سوار ہونے سے پہلے وہ بولی:

"**قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ**" (مؤمنوں سے کہہ کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں)۔ میں نے اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اس سے کہا: ''سوار ہو جاؤ!'' لیکن جب وہ سوار ہونے لگی تو اچانک اُونٹنی بھاگ کھڑی ہوئی اور اس جدوجہد میں اس کے کپڑے پھٹ گئے، اس پر وہ بولی: ''**مَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ**'' (تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب ہوتی ہے)۔ میں نے کہا: ''ذرا ٹھہرو میں اُونٹنی کو باندھ دُوں، پھر سوار ہونا۔'' وہ بولی: "**فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ**" (ہم نے اس مسئلے کا حل سلیمان

(علیہ السلام) کو سمجھا دیا)۔ میں نے اُونٹنی کو باندھا، اور اس سے کہا: ''اب سوار ہو جاؤ'' وہ سوار ہو گئی اور یہ آیت پڑھی: ''

سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" (پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے رام کر دیا، اور ہم اس کو رام کرنے والے نہیں تھے، اور بلاشبہ ہم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں)۔

میں نے اُونٹنی کی مہار پکڑی اور چل پڑا، میں بہت تیز تیز دوڑا جا رہا تھا، اور ساتھ ہی زور زور سے چیخ کر اُونٹنی کو ہنکا بھی رہا تھا، یہ دیکھ کر وہ بولی: ''**وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ**" (اپنے چلنے میں اعتدال سے کام لو اور اپنی آواز اپنی آواز پست رکھو)۔

اب میں آہستہ آہستہ چلنے لگا، اور کچھ اَشعار ترنم سے پڑھنے شروع کئے، اس پر اس نے کہا: **فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ**"

(قرآن میں سے جتنا حصہ پڑھ سکو، وہ پڑھو)۔ میں نے کہا: ''تمہیں اللہ کی طرف سے بڑی نیکیوں سے

نوازا گیا ہے۔''

بولی: ''**وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ**" (صرف عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں)۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے اس سے پوچھا: ''تمہارا کوئی شوہر ہے؟'' بولی: ''**لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ** (ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو جو اگر تم ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بُری لگیں)۔ اب میں خاموش ہو گیا، اور جب تک قافلہ سامنے آگیا تو میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی، قافلہ سامنے آگیا تو میں نے اس سے کہا: ''یہ قافلہ سامنے آگیا ہے، اس میں تمہارا کون ہے؟'' کہنے لگی: ''**اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا**'' (مال اور بیٹے دُنیوی زندگی کی زینت ہیں)۔ میں سمجھ گیا کہ قافلے میں اس کے بیٹے موجود ہیں۔ میں نے پوچھا: ''قافلے میں ان کا کام کیا ہے؟'' بولی: ''**وَعَلٰمٰتٍ وَّبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ**" (علامتیں ہیں اور ستارے ہی سے وہ راستہ معلوم کرتے ہیں)۔ میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹے قافلے کے رہبر ہیں، چنانچہ میں اسے لیکر خیمے کے پاس پہنچ گیا اور پوچھا: ''یہ خیمے آگئے ہیں، اب بتاؤ تمہارا (بیٹا) کون ہے؟'' کہنے لگی: ''**وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا**"، "**وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا**"، "**يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ**"۔ یہ سن کر میں نے آواز دی: ''یا ابراہیم! یا موسیٰ یا یحییٰ!''

تھوڑی سی دیر میں چند نوجوان جو چاند کی طرح خوبصورت تھے، میرے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ جب ہم سب اِطمینان سے بیٹھ گئے تو اس عورت نے اپنے بیٹوں سے کہا: ''**فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ**".

(اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو، پھر وہ تحقیق کرے کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے، سو اس میں سے تمہارے واسطے کچھ کھانا لے آئے)۔ یہ سن کر اِن میں سے ایک لڑکا گیا اور کچھ کھانا زیادہ پاکیزہ ہے، سو اس میں سے تمہارے واسطے کچھ کھانا لے آئے)۔ یہ سن کر ان میں ایک لڑکا گیا اور کچھ کھانا خرید لایا، وہ کھانا میرے سامنے رکھا گیا تو عورت نے کہا: ''

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ' (خوشگواری کے ساتھ کھاؤ پیو، یہ سب اِن اعمال کے جو تم نے پچھلے دنوں میں کئے ہیں)۔ اب مجھ سے نہ رہا گیا لڑکوں سے کہا: ''تمہارا کھانا مجھ پر حرام

ہے، جب تک تم مجھے اس عورت کی حقیقت نہ بتلاؤ!''

لڑکوں نے بتایا کہ: ''ہماری ماں کی چالیس سال سے یہی کیفیت ہے، چالیس سال سے اس نے قرآنی آیات کے سوا کوئی جملہ نہیں بولا۔

اور یہ پابندی اس نے اپنے اُوپر اس لئے لگائی ہے کہ کہیں زبان سے کوئی ناجائز یا مناسب بات نہ نکل جائے جو اللہ کی ناراضی کا سبب بنے۔'' میں نے کہا: **ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ.**' (تراشے ص 51 تا 57 از مفتی تقی عثمانی صاحب)

صحت کا عجیب نسخہ پر واقعہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ بہت بڑے محدث فقیہ اور مجاہد تھے....ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے کہا....میرے گھٹنے میں سات سال سے ایک پھوڑا نکلا ہوا ہے..خون رستا رہتا ہے....ہر طرح کا علاج کر چکا ہوں....بہت سے طبیبوں سے بھی رجوع کیا..لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا...حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ نے فرمایا....جاؤ کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں پانی کی قلت ہو اور لوگ پانی پانی کے ضرورت مند ہو......وہاں جا کر ایک کنواں کھدواؤ.....مجھے اُمید ہے....کہ وہاں پانی کا چشمہ جاری ہوگا تو تمہارا خون رُک جائے گا......اس شخص نے ان کے کہنے پر عمل کیا تو تندرست ہو گیا.....(یہ واقعہ علامہ منذریؒ نے امام بیہقیؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اسے نقل کرنے کے بعد علامہ منذری رحمتہ اللہ علیہ کا بھی ہے...ان کے چہرے پر پھنسیاں نکل آئی تھیں ....بہت سے علاج کیے...مگر پھنسیاں نکل آئی تھیں ....بہت سے علاج کیے..مگر پھنسیاں ختم نہیں ہوئیں..تقریباً سال بھر اس تکلیف میں مبتلا رہنے کے بعد وہ جمعہ کے دن امام ابوعثمان صابونی ؒ نے ان کے لے دعا کی مجلس میں پہنچے اور ان سے دُعا کی درخواست کی امام صابونیؒ نے ان کیلئے دُعا کی حاضرین نے آمین کہی اگلے جمعہ ایک عورت نے امام صابونیؒ کی مجلس میں ایک پرچہ بھجوایا....اس میں لکھا تھا کہ پچھلے جمعہ کو شیخ ابوعبداللہ حاکم کے لیے دُعائے صحت کی بعد میں گھر گئی وہاں جا کر بھی میں نے انکی صحت کے لیے دُعا کی...اسی رات مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔آپ ﷺ نے مجھ

سے فرمایا: ابوعبداللہ سے کہو کہ وہ مسلمانوں کے لیے وسعت کے ساتھ پانی پہنچانے کا انتظام کریں۔شیخ حاکمؒ کو جب یہ معلوم ہوا انہوں نے اپنے گھر کے دروازے پر پانی کی سبیل بنادی جس سے لوگ خوب پانی پیتے تھے۔اس واقعہ کو ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ شیخ کے چہرے پر شفاء کے آثار ظاہر ہونے لگے۔پھنسیاں ختم ہوگئیں اور چہرہ پہلے کی طرح صاف اور خوبصورت ہوگیا۔اسکے بعد وہ کئی سال زندہ رہے۔

(عجیب وغریب واقعات ص 326 بحوالہ جوہر پارے)

اِستغفار کی برکات

حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں ایک شخص نے آکر قحط سالی کی شکایت کی تو اس سے فرمایا ''اِستغفار کرو'' یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو، دوسرے شخص نے غربت وافلاس کی شکایت کی تو اس سے فرمایا ''استغفار کرو'' تیسرا ایک آدمی آیا، اس نے نرینہ اولاد کے لے دعا کی درخواست کی، فرمایا ''استغفار کرو'' چوتھے شخص نے آکر اپنے باغ کے خشک ہوجانے کا ذکر کیا تو آپ نے اس سے بھی فرمایا ''استغفار کرو''۔اِن سے پوچھا گیا کہ آپ کے پاس چار آدمی الگ الگ شکایت لے کر آئے اور آپ نے سب کو استغفار کا حکم دیا، حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا،'' میں نے اپنی طرف سے تو کوئی بات نہیں بتلائی، خود اللہ تعالیٰ نے سورۂ نوح میں ارشاد فرمایا ہے

﴿**فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا () يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا () وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ**

وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾ یعنی اپنے رب سے گناہوں کی معافی طلب کرو، بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے، آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا، تمھارے اموال اور بیٹوں میں اضافہ کرے گا اور تمھارے لئے باغ اور نہریں بنائے گا''۔

(الجامع لا حکام القرآن للقرطبی، ج:18، ص:302)

اِن آیات مبارکہ میں اللہ جل شانہ نے موسلا دھار بارش، مال واولاد میں اضافہ اور باغات ونہروں کی فراوانی کی نعمتوں کو استغفار کے نتیجے کے طور پر ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفار کی کثرت

ان نعمتوں کی وصولیابی کا سبب بنتی ہے، حضرت حسن بصریؒ نے اسی لیے مختلف شکایتوں والے چاروں اشخاص کو استغفار کا حکم دیا۔ امام قرطبیؒ نے اِن آیات کے تحتِ امام شعبی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اِستسقاء یعنی بارش طلب کے لیے شہر سے نکلے اور صلاۃ استسقاء کی بجائے صرف استغفار پڑھ کر واپس آئے اور بارش ہوگئی، لوگوں نے پوچھا ''میں نے تو زبردست موسلا دھار برسنے والے بادلوں کو مانگا تھا'' اور پھر یہ آیت پڑھی:۔

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا () يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا﴾

جن دیو کا جلنا: (واقعہ)

امام غزالیؒ نے ابن قتیبہ سے نقل کیا ہے۔ کہ بنی کعب کا ایک آدمی کھجوروں کی تجارت کی غرض سے بصرہ آیا وہ آدمی بتلاتا ہے کہ مجھے بصرہ میں اور کوئی مکان نہ ملا تو ایک ویران مکان پر میری نظر پڑی جس کی دیواروں اور چھتوں سے جالے لٹک رہے تھے میں نے اس کے مالک کے بارے میں معلومات لی اور اس سے وہ مکان کرائے پر لینے کی بات چلائی اس نے کہا کہ دینے کو تو میں یہ مکان کرائے پر دے دوں لیکن یہ آسیب زدہ ہے اور ایک خطرناک دیو نے اس پر قبضہ جما رکھا ہے۔ اس مکان میں جو کوئی ٹھیرتا ہے وہ دیو اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ اس لئے تم بھی اپنی جان بچاؤ اور اس کی بجائے کوئی اور مکان ڈھونڈ لو۔ میں نے کہا تم مجھے مکان دے دو، اللہ مالک ہے، میں جانوں اور دیو جانے، میں نے مکان لے لیا۔ رات کو جب تاریکی کے سائے گہرے ہوئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا دیو میرے کمرے میں گھس آیا ہے۔ اس کا وجود سر سے پاؤں تک سیاہ تھا اور آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ دھیرے دھیرے وہ میری طرف بڑھ رہا تھا۔ جب وہ میرے قریب آپہنچا تو میں نے آیت الکرسی پڑھنا شروع کر دی میں آیت الکرسی جیسے جیسے پڑھتا جاتا وہ دیو بھی وہی کلمات میرے ساتھ ساتھ دھراتا جاتا تھا جب میں آخری حصے پر پہنچا اور **وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ** پڑھنے لگا تو اس کی زبان رک گئی اور میرے ساتھ وہ یہ کلمات نہ دھرا سکا۔ میں نے جب دیکھا کہ وہ اس کلمے پڑھنے سے عاجز ہے تو میں نے یہی الفاظ مسلسل پڑھنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ کالا وجود میرے سامنے سے ختم ہو گیا اس کی طرف

سے مطمئن ہو کر میں بھی سو گیا صبح اٹھا تو دیکھا کہ جس جگہ وہ دیو کھڑا تھا، وہاں ایک جلی ہوئی لاش پڑی ہے۔ اور ایک غیبی آواز سنی کہ تم نے رات کو ایک بڑا دیو جلا دیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کس چیز سے جلا ہے؟ تو غیبی آواز آئی۔ **وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ** سے۔

(احسن الوظائف ص 49، از متعلم شریف اللہ طالب)

غم زیست کا حاصل ہے اس غم سے مفر کیوں ہو

مشہور تابعی حضرت عروہ بن زبیر مصائب و تکالیف پر بہت صبر کرنے والے تھے، صبر و استقامت کے پیکر تھے، ایک مرتبہ ولید بن یزید سے ملنے دمشق روانہ ہوئے تو راستے میں چوٹ لگ کر پاؤں زخمی ہو گیا، درد کی شدت سے چلنا دوبھر ہو گیا، سخت تکلیف کے باوجود ہمت نہیں ہاری اور دمشق پہنچ گئے، ولید نے فوراً طبیبوں کو بلوا بھیجا، انہوں نے زخم کا بغور جائزہ لینے کے بعد پاؤں کاٹنے کی رائے پر اتفاق کیا، حضرت عروہ کو جب اس کی اطلاع کی گئی تو انہوں نے منظور کر لیا مگر پاؤں کاٹنے سے پہلے بے ہوشی کے لئے نشہ آور دوا کے استعمال سے یہ کہہ کر صاف انکار دیا کہ میں کوئی لمحہ اللہ کی یاد سے غفلت میں نہیں گزار سکتا۔ چنانچہ اسی حالت میں آرہ گرم کر کے ان کا پاؤں کاٹ دیا گیا اور انہوں نے کسی قسم کی تکلیف کا اظہار نہ کیا، پھر اپنا کٹا ہوا پاؤں سامنے رکھ کر فرمایا، ''کیا غم ہے اگر مجھے ایک عضو کے بارے میں آزمائش میں ڈال کر باقی اعضاء کے سلسلے میں امتحان سے بچا لیا گیا ہے'' ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ انہیں خبر ملی ''ان کا ایک بیٹا چھت سے گر کر انتقال کر گیا ہے'' انہوں نے ''اِنَّا للہ واِنّا اِلیہ راجعون'' پڑھی اور فرمایا ''تیرا شکر ہے کہ تو نے ایک جان لی اور کئی جانوں کو سلامت رکھا'' (کیونکہ باقی بیٹے سلامت تھے)۔

اس واقعہ کے بعد ولید کے پاس قبیلہ عبس کے کچھ لوگ آئے جن میں ایک بوڑھا اور آنکھوں سے اندھا شخص بھی تھا، ولید نے اس سے کا حال پوچھا اور اس کی بینائی کے ختم ہونے کا سبب دریافت کیا تو وہ بتانے لگا: ''میں اپنے اہل و عیال اور تمام مال و اسباب لئے ایک قافلے کے ساتھ سفر میں نکلا، اہل قافلہ میں سے شاید ہی کسی کے پاس اِتنا مال ہو جتنا میرے پاس تھا، ہم نے ایک پہاڑ کے دامن میں رات

گزارنے کیلئے پڑاؤ ڈالا، آدھی رات کے وقت جب سب میٹھی نیند سو رہے تھے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اچانک سیلاب آ گیا جو انسان،
حیوان، مال واسباب سب کچھ بہالے گیا، میرے اہل وعیال اور مال واسباب میں سے سوائے ایک اونٹ اور میرے ایک چھوٹے بچے کے علاوہ کچھ نہ بچا، میں ابھی اس ناگہانی آفت سے سنبھلنے بھی نہ پایا کہ میرا اونٹ بھاگ گیا، میں اس کے پیچھے گیا تو یکدم بچے کے چیخنے چلانے نے قدموں کو روک لیا، الٹے پاؤں واپس بچے کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بھیڑیئے نے میرے معصوم لختِ جگر کو اپنے خونی جبڑوں میں دبوچا ہوا ہے اور وہ معصوم اس کے بے رحم جبڑوں میں زندگی کی بازی ہار چکا ہے، یہ دلخراش منظر دیکھنے کے بعد میں پھر اس اونٹ کے پیچھے ہولیا جب اس کے قریب پہنچا تو اس نے مجھے دولتی دے ماری جس کی وجہ سے میری بینائی چلی گئی، اس طرح میں مال وعیال کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا''۔

اس کی یہ داستانِ غم سن کر ولید کی آنکھیں پرنم ہو گئیں اور اس نے کہا؛'' جاؤ عروہ ابن زبیر سے کہہ دو تمہیں صبر وشکر مبارک! اس لئے کہ دنیا میں ایسے لوگ ہیں، جو تم سے زیادہ غموں اور مصیبتوں کے مارے ہیں''۔

میں دے کے غم جانان کیوں عشرت دنیالوں
غم زیست کا حاصل ہے، اس غم سے مفر کیوں

(کتابوں کی درس گاہ میں ص 43 بحوالہ کتاب المستطرف ص:339)

اپنی کوئی ملک نہ املاک سمجھنا

حضرت ربیع بن خثیم مشہور تابعی ہیں، ان کے زہد وتقوی اور دنیا سے بے رغبتی کے یادگار واقعات تاریخ کی کتابوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں، ایک مرتبہ ان پر فالج کا حملہ ہوا، صاحب فراش ہو گئے، انسان بیمار ہو تو خواہشات کا نخل ہرا ہو جاتا ہے، انہیں مرغی کے گوشت کھانے کی خواہش ہوئی، چالیس دن

تک اس کا اظہار نہیں کیا، اس کے بعد بیوی سے کہہ دیا، انہوں نے مرغی منگوائی، عمدہ پکائی، آپ کے سامنے پیش کی، ابھی آپ نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازے سے فقیر نے خیرات کی صدا لگائی، آپ نے ہاتھ کھینچا، اہلیہ سے فرمایا:'' یہ فقیر کو دے آؤ'' اہلیہ نے کہا'' میں فقیر کو اس سے بہتر چیز دے آتی ہوں'' فرمایا'' وہ کیا؟'' کہنے لگیں'' اس کی قیمت'' فرمایا'' بہت خوب،
قیمت لے آؤ'' وہ قیمت لے آئیں تو آپ نے فرمایا'' یہ کھانا اور قیمت دونوں اس فقیر سائل کو دے آؤ''۔ (صفۃ الصفوۃ، ج:3، ص:34)

یہ تھے خواہشات کو کچلنے والے اصحاب بلند ذوق ونظر، ہوس چھپ چھپ کر ان کے سینوں میں تصویریں کہاں بنا سکتی تھی! انیس نے خوب کہا ہے۔

امید نہیں جینے کی یاں صبح سے تا شام
ہستی کو یہ سمجھو کہ ہے خورشیدِ لب بام
یاں کام کرو ایسا جو آئے وہاں کام
آجائے خدا جانے کب موت کا پیغام
اپنی کوئی ملک نہ املاک سمجھنا
ہونا ہے تمہیں خاک سب خاک سمجھنا

(بہار ہو کہ خزاں لا الہ الّا اللہ)

عبدالرحمن بن ابی نعیم بجلی جلیل القدر تابعین میں سے ہیں، زہد وعبادت میں بڑے مشہور تھے، ان کی خدا خوفی اور فکر آخرت کا یہ عالم تھا کہ بکیر بن عامر کے بقول'' اگر ان سے کہا جائے کہ موت کا فرشتہ آپ کی روح قبض کرنے آیا ہے تو اس خبر سے ان کی حالت میں ذرہ بھی فرق نہیں آئے گا''......ایک دن وعظ ونصیحت کی غرض سے وہ حجاج بن یوسف کے پاس گئے، حجاج کے ظلم سے کون ناواقف ہوگا،
نصیحت فرمائی اور ظلم کے انجام کی طرف توجہ ولاتی تو حجاج نے اس کا نقد صلہ دیا، حکم دیا کہ'' اسے تنگ وتاریک کوٹھری میں بند کر دو'' اس حالت میں پندرہ دن گذر گئے، جہاں نہ کھانا، نہ پینا، نہ روشنی اور نہ

زندگی کو کوئی سامان، حجاج نے کہا ''اب اس کی لاش نکال کر و دفن کر دو''

چنانچہ ان کی لاش نکالنے کے لیے حجاج کے کارندوں نے جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہیں کہ

یہ نغمہ فصل گل ولالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ اِلَّا اللہ

حجاج کو ان کی یہ کیفیت معلوم ہوئی تو انھیں آزاد کر دیا۔

(تھذیب التذہیب: جلد 6 ص: 286)

امام شافعی رحمہ اللہ

امام شافعیؒ نے ایک ماہ میں قرآن کریم حفظ کیا اور ہر روز ایک ختم کرتے تھے.....نیز رات کو تراویح میں پورا قرآن پڑھا کرتے تھے... (ظفر المحصلین باحول المصنفین ص485)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ

جب ابن حجر پانچ سال کی عمر میں مکتب میں بٹھائے گئے تو سورۂ مریم ایک دن میں حفظ کر کے لوگوں کو متحیر کر دیا..صرف نو سال کی عمر میں حافظ قرآن ہو گئے.... 784ھ میں گیارہ سال کی عمر میں مسجد حرام میں پورا کلام مجید سنایا....خود فرماتے ہیں کہ ''میں نے اسی سال لوگوں کو تراویح پڑھائی''

(ظفر المحصلین ص177)

اللہ کے دیدار کا طالب

ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ قیامت میں ہم آپ کو کہاں تلاش کریں۔ اِنہوں نے فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دیدار میں مصروف ہو ں ہوگے وہاں آ کر دیکھ لینا۔لوگوں نے پوچھا یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔فرمایا میں نے اپنی آنکھوں کو ہر حرام چیز سے بند کر لیا ہے۔اور ہر برائی اور گناہ سے اپنے آپ کو بچا لیا ہے۔اور میں اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کرتا ہوں کہ میری جنت بس یہ ہو کہ میں آپ کو دیکھا رہوں۔شاعر کہتا ہے۔

اے دلوں کے پیارے تیرے سوا میرا کون ہے
آج کے دن تو میرے گناہوں پر رحم کر دے
جنتوں میں میرے لیے کوئی چیز نہیں ہے

میرے مولا جنت تو میں صرف اس لیے چاہتا ہوں تو کہ آپ کا دیدار ہو اے توبہ کرنے والوں کی جماعت! آج تم نفسانی خواہشات سے روز ہ رکھ لو تا کہ تم اپنے پروردگار سے ملاقات کے وقت عید الفطر پالو۔موت میں تاخیر کی وجہ سے تمہاری امیدیں لمبی نہ ہو جائیں کہ روزے کا بڑا دن ختم ہونے والا ہے۔اور ملاقات کی عید کا دن قریب آنے والا ہے۔شاعر کہتا ہے: وہ دن جو جمع کرنے والا ہو گا وہ دن میری عید کا ہو گا کہ اس کے سوا میری کوئی عید نہیں ہے۔ (خواف خدا کے سچے واقعات ص376)

خوف خدا

حضرت ربعی بن حراش رحمتہ علیہ ایک جلیل القدر تابعی ہیں ،انہوں نے ساری زندگی کبھی جھوٹ نہیں بولا،انہوں نے قسم کھائی کہ جب تک مجھے آخرت میں اپنا مقام معلوم نہ ہو جائے میں ہر گز نہیں ہنسوں گا۔چنانچہ ساری زندگی نہیں ہنسے۔وفات کے وقت ان کو ہنستے ہوئے دیکھا گیا۔اسی طرح ان کے بھائی ربیع بن حراشؒ نے بھی قسم کھائی کہ جب تک مجھے معلوم نہ ہو جائے میں جنتی ہوں یا دوزخی اس وقت تک نہیں ہنسوں گا۔جب ان کی وفات ہوئی تو ان کو غسل دینے والے کا بیان ہے کہ جب تک ہم ان کو غسل دیتے رہے وہ برابر ہنستے رہے

ان دونوں حضرات کے بھائی مسعود ہیں جنہوں نے اپنی وفات کے بعد کلام کیا تھا،گویا سارا کنبہ نورٌ علیٰ نور تھا۔ (تراشے ص97)

اہتمام سنت کا انعام

امام ابوداؤد رحمہ اللہ علیہ ایک بار کشتی میں سفر کر رہے تھے.....انہوں نے دریا کے کنارے ایک آدمی کو چھینکنے کے بعد'' **الحمد للہ**'' کہتے ہوئے سنا.....چھینکنے والے'' **الحمد للہ**'' کہے تو جواب میں ''**یرحمك اللہ**'' کہنا سنت بھی ہے.....اور مسلمان بھائی کا حق بھی......

امام کی کشتی آگے نکل گئی.....آپ نے ایک دوسری (چھوٹی) کشتی ایک درہم کے بدلے کرائے پر لی.....
چھینکنے والے کے پاس آئے اور انہیں **یـرحـمك الله** کہا اس نے جواب میں '**یَهْدِیْكُمُ اللهُ**
"(اللہ آپ کو ہدایت دے کہا).....امام واپس اپنی کشتی پر آ گئے.....ساتھیوں نے ان سے ایسا کرنے کی
وجہ پوچھی تو فرمائے لگے.....مجھے خیال ہوا کہ ہوسکتا ہے.....اس آدمی کی دعائیں قبول ہوتی ہوں.....
میرے......'' **یـرحـمك الله** کہنے کا جواب میں وہ '**یَهْدِیْكُمُ اللهُ**'' کہے گا.....تو بہت ممکن ہے
......اس کی یہ دُعا میرے حق میں قبول ہوجائے......اس لیے میں کشتی لے کر اس کے پاس گیا.....رات
کے وقت ایک غیبی آواز گونجی.....کشتی والو! ابوداؤد نے ایک درہم کے بدلے اللہ سے جنت خرید لی
ہے......امام ابوداؤد رحمہ اللہ علیہ مشہور محدث ہیں.....ان کی ''سنن ابوداؤد'' صحاح ستہ کی مشہور کتابوں
میں سے ایک ہے......

مولانا رومیؒ اور خوفِ خدا

مولانا روم کے متعلق ان کے سیرت نگار کہتے ہیں کہ اوّل عشاء سے نماز شروع کی حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ایک
مرتبہ جاڑوں کے دن تھے مولانا نماز میں اس قدر روئے کہ تمام چہرہ آنسوں سے تر ہوگیا۔سردی نقطہ
اُنجماد سے کم تھی اس لیے آنسو جم کر یخ ہوگئے تھے۔لیکن آپ اسی طرح نماز میں مشغول رہے۔
(خوف خدا کے سچے واقعات ص377)

دنیا کے غموں سے نجات حاصل کرنے کا آسان حل

ہمارے سلف صالحین دن رات اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے لگے رہتے۔وہ ہر ممکن کوشش کرتے تھے
کہ کس طرح بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو۔سلف صالحین کے اوپر ہر وقت یہ غم سوار رہتا کہ آخرت کی
تیاری کرنے ہے ہر وقت اخرت کی تیاری کے لیے فکر مند رہتے تھے ایسے ہی جیسے آج لوگ مال اور
روزی کیلئے فکر مند رہتے ہیں۔
ایک بزرگ عجیب بات فرمایا کرتے تھے:اے دوست! جتنی محنت سے تم جہنم خریدتے ہو اس سے آدھی
محنت سے تم جنت خرید سکتے ہو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کوئی اپنے غموں کو آخرت کے غم بنالیتا ہے،اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے غموں سے
نجات عطا کردیتا ہے۔

شیخ عبداللہ اندلسیؒ کا عبرت آموز واقعہ

شیخ عبداللہ اندلسیؒ حضرت شبلیؒ کے پیرو تھے۔عیسائیوں کی بستی کے قریب سے گزر رہے تھے اس بستی کے
اوپر صلیبیں لٹک رہیں تھیں۔تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک کنوئیں پر عصر کی نماز ادا کرنے کیلئے وضو گئے وہاں
کسی لڑکی پر نظر پڑی۔شیخ کا سینہ وہیں خالی ہوگیا۔اپنے مریدین سے کہنے لگے،جاؤ واپس چلے
جاؤ،میں ادھر جاتا ہوں جدھر یہ لڑکی ہوگی۔میں اس کی تلاش میں جاؤں گا۔
مریدین نے رونا شروع کردیا۔کہنے لگے! شیخ آپ کیا کررہے ہیں؟ یہ وہ شیخ تھے جنہیں ایک لاکھ
حدیثیں یاد تھیں.....قرآن کے حافظ تھے......سینکڑوں مسجدیں ان کے دم قدم سے آباد تھیں......خانقاہ
ہیں ان کے دم قدم سے آباد تھیں......انہوں نے کہا میرے پلے کچھ نہیں جو میں تمہیں دے سکوں.....اب
تم چلے جاؤ،.....شیخ ادھر بستی میں چلے گئے۔کسی سے پوچھا یہ لڑکی کہاں کی رہنے والی ہے؟ اس نے کہا کہ
یہ یہاں کے نمبردار کی بیٹی ہے.....اس سے جاکر ملے.....کہنے لگے: کیا تم اس لڑکی کا نکاح میرے ساتھ
کرسکتے ہو؟ اس نے کہا: یہاں رہو.....ہماری خدمت کرو.....جب آپس میں موافقت ہوجائے گی،تو
پھر آپ کا نکاح کردیں گے.....انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔وہ کہنے لگا.....آپ کو سوروں کا ریوڑ چرانے
والا کام کرنا پڑے گا.....شیخ اس پر بھی تیار ہوگئے کہنے لگے کہ ہاں میں خدمت کرونگا اب کیا ہوا؟ صبح کے
وقت سور لے کر نکلتے.....سارا دن چرا کر شام کو واپس آیا کرتے۔ادھر مریدین جب واپس گئے.....اور
یہ خبر لوگوں تک پہنچی.....تو کئی لوگ بیہوش ہوگئے.....کئی موت کی آغوش میں چلے گئے......اور کئی خانقاہ
بند ہوگئیں......لوگ حیران تھے کہ اے اللہ ایسے ایسے لوگوں کے ساتھ بھی تیری بے نیازی کا یہ معاملہ
ہوسکتا ہے۔
ایک سال اسی طرح گزر گیا......حضرت شبلی سچے مرید تھے جانتے تھے.....کہ میرے شیخ صاحب
استقامت تھے.....مگر اس معاملہ میں کوئی حکمت ضرور ہوگی.....ان دل میں بات آئی کہ میں جاکر حالات

معلوم کروں..... چنانچہ اس بستی میں آئے اور لوگوں سے پوچھا کہ میرے شیخ کدھر ہیں؟ کہاتم فلاں جنگل میں جا کر دیکھو.....، وہاں سور چرار ہے ہوں گے۔ جب وہاں گئے تو کیا دیکھتے ہیں ......کہ وہی عمامہ...وہی جبہ.....اور وہی عصا.....جس کو لے کر.....وہ جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے....آج اسی حالت میں .....سوروں کے سامنے کھڑے سور چرار ہیں۔شبلیؒ قریب ہوئے اور پوچھا: حضرت آپ تو قرآن کے حافظ تھے.....آپ بتائے کہ کیا قرآن آپ کو یاد ہے؟ فرمانے لگے: قرآن یاد نہیں ......پھر پوچھا حضرت! کوئی ایک آیت یاد ہے.....سوچ کر کہنے لگے: مجھے ایک آیت یاد ہے.... پوچھا کونسی آیت؟

کہنے لگے: **......ومن یھن اللہ فما لہ من مکرم.....**

جسے اللہ ذلیل کرنے پر آتا ہے اسے عزتیں دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔

پورا قرآن بھول گئے اور صرف ایک آیت یادرہی جو کہ ان کے اپنے حال سے تعلق رکھتی تھی۔حضرت شبلیؒ رونے لگے کہ حضرت کو صرف ایک آیت یادرہی۔پھر پوچھا حضرت آپ تو حافظ الحدیث تھے، کیا آپ کو حدیثیں یاد ہیں؟ فرمانے لگے ایک یاد ہے۔

من بدل دینہ فاقتلوہ....... جو دین کو بدل دے اسے قتل کردو۔یہ سن کر شبلیؒ رونے لگے تو انہوں نے بھی رونا شروع کردیا۔کتابوں میں لکھا ہے کہ شیخ روتے رہے اور روتے ہوئے انہوں نے کہا اے اللہ! میں آپ سے یہ امید تو نہیں کرتا تھا کہ مجھے اس حال میں پہنچا دیا جائے گا۔رو بھی رہے تھے اور یہ فقرہ بار بار کہہ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے شیخ کو توبہ کی توفیق عطا فرمادی اور ان کی کیفیتیں واپس لوٹا دیں۔

پھر بعد میں شبلیؒ نے پوچھا، یہ سارا معاملہ کیسا ہوا؟ فرمایا میں بستی کے قریب سے گزر رہا تھا.....میں نے صلیبیں لٹکی ہوئی دیکھیں...تو میرے دل میں خیال آیا.....کہ یہ کیسے کم عقل لوگ ہیں......بیوقوف لوگ ہیں.....جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں....اللہ نے میری اس بات کو پکڑ لیا.....کہ عبداللہ اگر تم ایمان پر ہو تو کیا یہ تمہارا عقل کی وجہ سے ہے یا میرے رحمت کی وجہ سے ہے؟ یہ تمہارا کمال نہیں ہے....یہ تو میرا کمال ہے کہ میں نے تمہیں ایمان پر باقی رکھا ہوا ہے...اللہ تعالیٰ نے ایمان کا وہ میرے

سینہ سے نکل لیا کہ آپ دیکھتے ہیں تم اپنے عقل پر کتنا ناز کرتے ہو....تم نے یہ الفاظ کیوں استعمال کئے.....تمہیں یہ کہنا چاہیئے تھا.....کہ اللہ نے انھیں محروم کردیا ہے....تم نے عقل اور ذہن کی طرف نسبت کیوں کی؟ (خوف خدا کے سچے واقعات ص **272**، آپ بیتی)

اللہ والوں کی شب بیداری

اللہ والے اسی تدبیر سے ڈر رہے ہوتے ہیں۔انہیں امن نہیں ہوتا۔وہ راتوں کو تہجد پابندی سے پڑھتے ہیں اور اللہ کے سامنے دامن پھیلا کر بیٹھتے ہیں۔میرے مولا! ظاہر میں تو نے دین کا کام کرنے کی توفیق دے دی، اب رسوانہ کردینا، اب ذلیل نہ کردینا۔اب جگ ہنسائی نہ ہوجائے۔یہ عارفین کا خوف ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمت نصیب فرمادے۔

روتے روتے جان نکل گئی

حضرت ابوبکر وداقؒ کا ایک صاحبزادہ جو ابھی کمسن ہی تھا......لیکن بہت ہی نیک اور اسی کمسنی میں بھی بہت خوف خدا رکھنے والا بچہ تھا...

یہ بچہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے قریبی مسجد میں جایا کرتا تھا......ایک مرتبہ وہ مسجد میں گیا....اور سبق پڑھ کر واپس گھر آیا...تو زاروقطار رورہا تھا......باپ نے اپنے پیارے بیٹے کو روتے ہوئے دیکھا تو پوچھا......بیٹا......کیا بات ہے....تم کیوں رو رہے ہو؟..

بیٹے نے روتے ہوئے جواب دیا.....ابا جان .....آج سبق پڑھتے ہوئے میں نے ایک آیت مبارکہ پڑھی بس اس وقت سے میری یہ حالت ہوگئی ہے....اور آیت مبارک مجھے رونے پر مجبور کررہی ہے....ایک دن وہ ہوگا.....کہ جس کی ہیبت سے لڑکے بھی بوڑھے ہوجائیں گے.....اس لڑکے پر بھی بوڑھے ہوجائیں گے .....اس لڑکے پر اس آیت مبارک کا اتنا اثر ہوا کہ وہ اس کے خوف سے بیمار پڑ گیا.....اور پھر اسی حالت میں اس کا انتقال ہوگیا.... (واقعات کی دنیا ص **196**)

کفن چور کی سچی توبہ کا عجیب واقعہ

قشیری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک کفن چور تھا' چنانچہ ایک عورت کا انتقال ہوا' جب اس کو کفن دے کر لوگ قبر تک لے گئے، تو کفن چورے نے بھی شرکت کی' اس کی شرکت کی وجہ یہ تھی کہ قبر کی شناخت کر کے رات میں قبر کھود کر کفن چرانے میں آسانی ہو' جب لوگ دفن کر کے واپس آ گئے اور رات ہوئی' تو کفن چور نے قبر کو کھودا' جب لاش نظر آئی تو اچانک عورت بول پڑی ''سبحان اللہ ایک بخشا ہوا شخص بخشی ہوئے عورت کا کفن چورا ہا ہے'' کفن چور چونک پڑا' اور کہنے لگا اے عورت! یہ تسلیم ہے کہ تیری مغفرت ہوئی ہے لیکن میں کیسے مغفور ہو گیا' عورت نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمائی اور اُن لوگوں کی بھی مغفرت فرمائی جن لوگوں نے مجھ پر نماز جنازہ ادا کی تھی' تو بھی نماز جنازہ میں شریک تھا' یہ سن کر کفن چور نے ارادہ ترک کر کے مٹی برابر کر دی' اور پھر ایسی توبہ کی کہ صالحین کے گروہ میں اس کا شمار ہونے لگا اور لوگوں کی عبرت کے لئے یہ واقعہ خود اس نے اپنی زبان سے لوگوں کو سنایا۔

(عجیب و غریب واقعات ص 200 بحوالہ رسالہ قشیری)

میر کارواں ہو تو ایسا

مشہور بزرگ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے وفات سے پہلے یہ وصیت فرمائی کہ ان کی نماز جنازہ ایسا شخص پڑھائے جو ہمیشہ عفیف رہا ہو، نماز عصر کی سنتیں اس سے قضا نہ ہوئی ہوں اور ہمیشہ نماز با جماعت میں تکبیر اولیٰ سے شریک رہا ہو، نماز جنازہ کے وقت جب اس وصیت کا اعلان کیا گیا تو مشہور بادشاہ سلطان التمش نے بھی اس کو سنا، وہ تھوڑی دیر خاموش رہا کہ کسی بزرگ کو یہ سعادت حاصل ہو، لیکن جب کسی نے امامت کے لیے سبقت نہیں کی تو وہ یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ میری خواہش تو یہی تھی کہ میرے حال سے کوئی واقف نہ ہو لیکن خواجہ کے حکم کے آگے کوئی چارہ نہیں اور آگے بڑھ کر جنازہ کی نماز پڑھائی۔ (بزم رفتہ کی سچی کہانیاں ج:1، ص:49)

امام شاذکونیؒ کی مغفرت

حافظ شمس الدین سخاویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ مشہور محدّث اِمام ابوایوب سلیمان بن داؤ شاذکونیؒ (متوفی 234ھ) کو کسی نے ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' اِنہوں نے جواب میں فرمایا کہ: ''اللہ نے میری مغفرت فرما دی'' پوچھا کہ... ''کس عمل کی بناء پر؟'' انہوں نے جواب میں فرمایا کہ...ایک روز میں اصفہان جا رہا تھا، راستے میں زور کی بارش شروع ہوئی، مجھے سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ میرے ساتھ کچھ کتابیں ہیں، اگر وہ ضائع ہو گئیں تو میری ساری پونجی لٹ جائے گی، قریب میں کوئی ایسا سائبان یا چھت نہ تھی جس کے نیچے پناہ لی جا سکتے چنانچہ میں نے اپنے جسم کو دوہرا کر کے کتابوں پر سایہ کر دیا، تاکہ وہ حتی الامکان بارش سے محفوظ رہیں، بارش ساری رات جاری رہی اور میں ساری رات اسی حالت میں بیٹھا رہا، صبح کے وقت بارش رُکی اور سیدھا ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی وجہ میری مغفرت فرما دی۔''

(تراشے ص 156 بحوالہ صفحات من صبر العلماء علی شدائد التحصیل، للشیخ عبد الفتاح ابی غدۃ ص:76، بحوالہ فتح المغیث للسخاویؒ ص:157)

جانی دشمن سے درگزر کا واقعہ

''حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (متوفی 627ھ) کی طبیعت میں حلم و عفو کی درویشانہ صفتیں انتہائی درجہ تک تھیں، ایک بار ایک بد باطن شخص اِن کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا، حضرت خواجہؒ کو اس کا علم نور باطن سے ہو گیا، وہ شخص جب نزدیک آیا تو بہت ہی اخلاق سے پیش آئے اور اپنے پاس بٹھا کر فرمایا جس ارادہ سے آئے ہو اس کو پورا کرو، یہ سنتے ہی وہ شخص کانپنے لگا، سربسجود ہو کر عاجزی سے بولا کہ مجھ کو لالچ دے کر آپ کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا، یہ کہہ کر بغل سے چھری نکالی اور سامنے ڈال دی، پھر قدموں پر گر کر کہنے لگا کہ آپ مجھ کو اس کی سزا دیجئے، بلکہ میرا کام ہی تمام کر دیجئے، خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہم درویشوں کا شیوہ ہے کہ ہم سے کوئی بدی بھی کرتا ہے تو ہم اس کے ساتھ نیکی سے پیش آتے

ہیں، تم نے تو میرے ساتھ اب تک کوئی برائی نہیں کی۔ یہ کہہ کر اس کے لئے دعائیں کیں وہ شخص بہت متاثر ہوا اور اسی وقت سے خدمت میں رہنے لگا، حضرت خواجہ ؒ کی دعاؤں کی بدولت اس کو متعدد بار حج کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی مقدس سرزمین میں پیوند خاک ہوا۔ (برادشت کے حیرت انگیز واقعات ص254 بحوالہ جواہر پارے)

چھوٹی بچھیا کے دودھ دینے کی کرامت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب انا ساگر کے نزدیک ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام فرمایا تو وہاں پر ایک گوالہ راجہ کی گائیں چرا رہا تھا..... آپ نے اس سے فرمایا کہ ہمیں دودھ پلاؤ... کہ ہمیں دودھ پلاؤ..... وہ کہنے لگا کہ یہ راجہ کی گائیوں کی بچھڑیاں ہیں اور ان میں سے کوئی بھی دودھ دینے والی نہیں ہے.... آپ نے گوالے کی بات سن کر ایک بچھڑی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اس بچھڑی کے دودھ دوہ کر لاؤ... گوالہ بڑا حیران ہوا، مگر پھر بھی آپ کے فرمان کے مطابق بچھڑے کے پاس گیا اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا، اس کے ہاتھ پھیرتے ہی تھنوں میں دودھ بھر گیا.... اس نے دودھ دوہا اور خوب دوہا، آپ کی کرامت سے دودھ اس قدر تھا کہ آپ کے تقریباً چالیس ساتھیوں نے سیر ہو کر پیا۔ اس کرامت کو دیکھ کر اس گوالے نے اسی وقت اسلام قبول کرلیا.....
(عجیب وغریب واقعات: ص210 بحوالہ سیرت معین الدین ص35)

ایک ہندو مہنت کے اسلام لانے کا واقعہ

ایک مرتبہ خواجہ گیسودراز رحمہ اللہ تعالیٰ ہندوؤں کے گھاٹ پر چلے گئے..... آپ کو گھاٹ پر بیٹھے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ہندوؤں نے ایک مسلمان کو اشنان گھاٹ پر بیٹھے دیکھ کر شور مچا دیا اور خوب واویلا کیا..... چونکہ آپ استغراق میں تھے اس لئے آپ کو ان کے شور وغل مچانے کی خبر نہ ہوئی... تقریباً ایک گھنٹہ میں ہندوؤں کا بڑا مہنت ایا اور اس نے جب خوب شور کر کے آخری دہائی دی تو آپ نے آنکھ کھول کر اس دیکھا... اپکا دیکھنا ہی تھا کہ وہ بڑا مہنت فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑا..... مہنت کے دوسرے ساتھی یہ معاملہ دیکھ کر دم بخود ہو گئے.... دوسرے لوگ کہنے لگے یہ جادو گر ہے..... کچھ لوگ بڑے مہنت کو مردہ سمجھ

کر رونے پیٹنے لگے..... آخر کار آپ اٹھے اور اس بے ہوش مہنت کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا ''اللہ کے حکم سے آٹھ بیٹھ...'' آپ کا یہ حکم سنتے ہی وہ بڑا مہنت فوراً اٹھ کھڑا ہوا.... اپنا پسینہ خشک کیا، پھر کلمہ طیبہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوا..... جب آپ نے سنا کہ یہاں عورتیں اشنان کیلئے آتی ہیں تو گھاٹ کے قریب سے ہٹ گئے.... اس کے بعد دوسرے دن مہنت کے دیگر ساتھی اسلام لے آئے.... آپ نے ان سب کو اسلام کی چند ضروری باتوں پر عمل کرتے رہنے کی تلقین کی اور بڑے مہنت سے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے ہر ایک حکم کی تعمیل کرتے رہنا کہ سیر منازل میں کامیابی تمہارے قدم بوسی کرے.... اس نومسلم بڑے مہنت نے آپ کی خدمت کرتے ہوئے ایک دن آپ کو ایک ناریل لا کر دیا اور کہا یہ اکسیر سے بھر اہوا ہے اس سے لاکھوں مَن سونا تیار ہوسکتا ہے.... یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور ناریل اس کے ہاتھ سے لیکر پھر دریا میں دور پھینک دیا اور فرمایا غلط خیال اور غلط اعمال سے توبہ کرو، اللہ کو چاہنے کے لئے ہر طرح کوشش کرو.... پھر اس مہنت کو کچھ ملول سا دیکھ کر فرمایا: ''اللہ کے خزانے میں اکسیر کی کوئی کمی نہیں ہے.... اگر تمہیں ناریل والے اکسیر کی خواہش ہے تو لو یہ دریائی ناریل موجود ہیں....'' نومسلم مہنت نے نظر اٹھا کر دیکھا تو کنارے پر ناریل تیر رہے تھے، جن کے منہ اسی طرح بند تھے جیسے اس اکسیر والے ناریل کا منہ بند تھا..

آپ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ مہنت بہت شرمندہ ہوا اور پھر توبہ کر کے اقرار کیا کہ ان شاء اللہ اب صرف اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی مکمل پیروی کروں گا...... یہ کہہ کر آپ کے سچے مریدوں میں شامل ہو گیا.... (تذکرہ اولیاء ہندوستان: ص313)

دو ہندوؤں کے مشرف بہ ایمان ہونے کا واقعہ

حضرت سید میراں حسین زنجانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ابتدائی دور میں یہ معمول رہا کہ گھوم پھر کر تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ کئی روز تک دو ہندوؤں کو روزانہ اللہ کے دین کی دعوت دیتے رہے... ایک دن ان دونوں نے آپس میں کہا کہ یہ بوڑھا ہمیں روزانہ تنگ کرنے آجاتا ہے اور اس نے نئے دین کا کیا ڈھونگ رچا رکھا ہے..... وہ آپ کے سخت مخالف ہو گئے... آخر کار انہوں نے منصوبہ

بنایا کہ کیوں نہ اس بوڑھے درویش کا کام تمام کر دیں.....یہ سوچ کر ایک دن آپ کے پیچھے پیچھے تعاقب کرتے ہوئے آپ کی جائے رہائش تک آ گئے ،لیکن ابھی شام ہوا چاہتی تھی۔انہوں نے سوچا کہ ذرارات ہو جائے تو پھر آپ کو قتل کر دیں گے......

اس نیت سے آپ کی جھونپڑی سے دور ہی بیٹھے رہے......جب اندھیرا چھا گیا اور آپ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد یادِ الٰہی میں بیٹھے

ہوئے تھے کہ اچانک دونوں ہندو آپ کے کمرے میں آ گئے....آپ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ آپ پر حملہ آور ہونے لگے،آپ یاد الٰہی میں مستغرق تھے.....جونہی انہوں نے تیز چھروں سے آپ پر وار کرنا چاہا تو وہ دونوں اندھے ہوگئے....چنانچہ اندھے ہوکر واپس لوٹنے لگے ،تو پھر درست ہوگئے.....جب ٹھیک ہوگئے تو دوبارہ آپ پر حملہ آور ہوئے لیکن پھر اندھے ہوگئے.....اسی طرح جب تیسری بار اندھے ہوکر درست ہوئے تو ان کا دل بیدار ہوگیا کہ یہ تو کوئی اللہ کا برگزیدہ انسان ہے.....اس کی دعوت سچی ہے......ہم ہی جھوٹے ہیں آخر آپ کے قدموں پر گر گئے اور آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ ایمان ہوگئے.....اور آخری دم تک پھر آپ کی خدمت میں گاہے گاہے حاضری دیا کرتے تھے.... (آفتاب زنجان)

کثیر ہندوؤں کا مسلمان ہونا

بنارس کے ایک مندر میں پتھر کا بت کچھ عجیب طریقہ سے بنا ہوا تھا.....جب وہ آنکھیں کھولتا تو مندر جگمگا اٹھتا...اس عجوبے کو دیکھنے کیلئے ہندوستان کے طول وعرض سے ہندو یاتری اس مندر میں آتے....حضرت سید اشرف رحمہ اللہ تعالیٰ جب بنارس تشریف لے گئے تو آپ نے بھی اس مندر میں جا کر بت کو دیکھنے کا ارادہ کیا.....جب آپ مندر میں داخل ہوئے تو وہاں کا بڑا یاتری جو کہ سید اشرف ؒ کی ریاضت وکرامات سے واقف تھا....آپ کو اندر لے گیا....بت کی روشنی پھیلانے والی آنکھوں کی کرامت دکھائی اور کہنے لگا....دیکھئے! آپ اپنے ان دیکھنے بھگوان کو مانتے ہیں جب کہ ہمارا بھگوان پتھر کا ہے....پاک ،صاف اور ٹھوس ہے....حضرت سید اشراف ؒ اس کی باتیں سن کر مسکرائے اور بت

کی طرف دیکھا...اِن کا دیکھنا تھا کہ بت ریت کی مانند زمین بوس ہوگیا....ہندو پنڈت اور پجاری اس کو نظروں کا فریب سمجھے....اسی اثناء میں مندر میں اس قدر تاریک اندھیرا چھا گیا کہ پجاریوں پر سکتہ طاری ہوگیا اور بڑا پجاری بالکل پتھر کا ہوگیا....پجاریوں نے اس کو دوبارہ اصلی حالت پر لانے کے لئے بڑے بڑے جاپ کئے مگر بے سود....آخر کار تمام کے تمام پجاری بھی پھر اصلی حالت میں آ گیا اور سید اشرف کا مرید ہوگیا....رفتہ رفتہ پورے کا پورا بنارس حضرت سید اشرف رحمہ اللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا اور اس مندر اور بت کا نام ونشان مٹ گیا.... (تذکرہ اولیاء ہندوستان:382)

3 سوال ایک جواب

ایک بزرگ سے کسی کافر نے کہا کہ اگر آپ میرے تین سوالوں کا جواب دے دیں گے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا.....بزرگ نے کہا پوچھو!.....(1).....اس شخص نے کہا کہ میرا پہلا سوال یہ ہے کہ جب خدا نظر نہیں آتا تو اسے تسلیم کیوں کیا جائے؟.....

(2).....دوسرا سوال یہ ہے کہ جب شیطان آگ کا بنا ہوا ہے تو دوزخ کی آگ اس پر کس طرح اثر کرے گی؟.....

(3).......اور میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ جب ہر کام خدا کی مرضی سے ہوتا ہے تو انسان کو اس کا ذمہ دار کیوں ٹھہرایا جاتا ہے؟.....

بزرگ نے یہ سن کر قریب ہی سے مٹی کا ایک ڈھیلا اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا اور کہا کہ یہی تیرے تینوں سوالوں کا جواب ہے......

قاضی نے وضاحت طلب کی تو بزرگ نے کہا.....کہ جب میں نے اس کافر کو مٹی کا ڈھیلا مارا تو اس کو چوٹ لگی اور اس نے کہا درد محسوس کیا لیکن اس کو درد نظر نہیں آیا.....اور یہی اس کے پہلے سوال کا جواب ہے کہ خدا نظر نہیں آتا.....لیکن محسوس ہوتا ہے.....

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے......کہ جب خود یہ شخص مٹی کا بنا ہوا ہے تو مٹی کے ڈھیلے نے اس کے جسم پر کیسے اثر کیا؟....بالکل اسی طرح دوزخ کی آگ شیطان پر اثر کرے گی.....

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے.....کہ جب میں نے اس کو مٹی کا ڈھیلا خدا کی مرضی سے مارا.....تو اس نے میرے خلاف مقدمہ کیوں دائر کر دیا.....اور مجھے اس کا ذمہ دار کیوں ٹھہرایا؟........

یہ مدلل باتیں سن کر وہ کافر اور قاضی لاجواب ہو گئے اور کافر اپنے وعدے کے مطابق مسلمان ہو گیا.....

(واقعات کی دنیا ص 102)

قصیدہ بردہ شریف کی وجہ تالیف

امام بوصیری نے یوں تو کئی قصیدے لکھے ہیں مگر جس قصیدہ نے آپ کو بام شہرت اور معراج مقبولیت پر پہنچایا وہ قصیدہ بردہ ہے....ہوا یہ کہ امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ شدید قسم کے فالج میں مبتلا ہو گئے....نچلا دھڑ بے جا ہونے کی وجہ سے چلنے پھرنے اور ہلنے جلنے سے عاجز رہ گئے....مرض نے طول کھینچا سوچا کہ کیوں نہ آقا ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں استغاثہ کیا جائے...چنانچہ نہایت ہی محویت و محبت کے عالم میں ایک قصیدہ لکھا اور بارگاہِ خداوندی میں رو رو کر سرکار دو عالم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ دے دُعا مانگی اور سو گئے....قسمت جاگ اٹھی،صدق و اخلاص سے کہی ہوئی نعت شریف،شرف قبولیت پا گئی،آقا نے کرم کیا،اپنے جمال جہاں آرا سے مشرف فرمایا اور حکم دیا وہ قصیدہ تو مجھے سناؤ.....بوصیری ؒ اپنی قسمت پر نازاں تعمیل حکم میں مدح سرا ہوئے....آقا ﷺ نے پسند فرمایا...بعض اشعار سن کر تو آپ بحالت سرور یوں جھوم اٹھے جیسے نسیم سحر کے جھونکوں سے بار آور شاخیں جھومتی ہیں....آقا ﷺ نے بطور انعام چادر عنایت فرمائی.....پھر مسیحائے دو عالم ﷺ نے ان کے جسم پر دست شِفا پھیرا،آنکھ کھلی تو فالج کے موذی مرض سے نجات مل چکی تھی.....اگلے دن امام بوصیری ؒ کو ایک درویش ملے اور کہا کہ مجھے قصیدہ کی نقل چاہیے.....امام بوصیریؒ نے پوچھا کون سا قصیدہ؟انہوں نے کہا:جس کا آغاز ’’**امن تذکر جیران بذی سلم**‘‘ سے ہوتا ہے.....بوصیری نے حیرت و استعجاب سے پوچھا تمہیں اس قصیدے کا کیسے علم ہوا؟جب کہ میں نے کسی کو اس کے بارے میں بتایا نہیں.....درویش عشاق مصطفیٰ کی جبینیں عقیدت و محبت سے خم ہو جاتی ہیں....حقیقت یہ ہے کہ اس قصیدہ کا ایک ایک شعر بلکہ ہر ہر کلمہ مستقل اس واقعہ کے بعد قصیدہ بردہ اور امام بوصیری ؒ تعالیٰ کو وہ عزت،شہرت

اور شان و شوکت نصیب ہوئی کہ ان کا اسم گرامی آتے ہی ہم ایسے طالب علموں کا تو ذکر ہی کیا،بڑے بڑے علماء و محدثین کا وظیفہ ہے،جو حل مشکلات ہے اور نیز مقاصد کیلئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے.....امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے 695 ہجری میں وصال فرمایا...(حسن المحاضرۃ ج1 ص464)

آپ کا مزار مبارک اسکندریہ میں آپ کے شیخ حضرت ابو العباس مرسی رحمہ اللہ تعالیٰ کے روضہ مبارکہ سے چند قدم کے فاصلے پر ہے...

جمعہ اور خاص مواقع پر قصیدہ بردہ شریف کے ختم کا حلقہ ہوتا ہے...(بحوالہ چند روز مصر میں)(عجیب وغریب واقعات:ص212)

قرآن کریم کی برکات

امام ابوبکر شعبہ کے حالات زندگی کے بارے میں لکھا ہے کہ اِن کے منہ سے اتنی خوشبو آیا کرتی تھی کہ آدمی اس خوشبو کو سونگھ کر حیران ہوتا تھا..ان کے کسی شاگرد نے ان سے پوچھا کہ حضرت آپ کے منہ میں کون سی خوشبو رکھتے ہیں کہ ایسی خوشبو تو ہم نے کہیں اور نہیں سونگھی؟ تو آپ فرمانے لگے کہ میں نے تو کوئی خوشبو والی چیز منہ میں نہیں ڈالی.....البتہ میں نے زندگی کے ستّر (70) سال مسجد نبوی میں قرآن پاک پڑھنے میں گزار دیئے.....ایک مرتبہ مجھے خواب میں نبی کریم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا...آپ نے میرے منہ میں تلاوت فرمائی...اس وقت سے میرے منہ سے خشبو آتی ہے.....اللہ پاک کا کلام پڑھنے والوں کا اگر خواب میں بھی نبی کریم ﷺ بوسہ لیتے ہیں.....تو ان کے منہ سے خوشبو آتی ہے.....اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب قرآن پاک پڑھنے والا قرآن پڑھ رہا ہوتا ہے.....تو اس کے منہ سے ایسا نور نکلتا ہے کہ فرشتے اترتے ہیں.....ہر فرشتہ اس کے منہ کے اوپر اور اس کے قریب اپنا منہ کر دیتا ہے تاکہ قرآن پاک کا نکلتا ہوا نور ان فرشتوں کے اندر چلا جائے.....اللہ پاک سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب مسلمانوں کو بکثرت قرآن پاک کی تلاوت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین.......

(واقعات کی دنیا ص373)

شہادت کے بعد سر سے تلاوت قرآن کی آواز

جعفر بن محمد صائغ کا بیان ہے کہ میری آنکھیں پھوٹ جائیں اور میرے کان بہرے ہو جائیں اگر میں غلط کہوں، میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے سنا کہ جس وقت احمد بن نصرؒ شہید کیے گئے برابر ان کے سر سے **لَا اِلٰـــــــہ اِلَّا اللّٰہ** کی آواز آتی رہی۔ شہادت کے بعد سر مبارک، تن سے جدا کیا گیا اور لاش لٹکا دی گئی اور سر کو بغداد، بھیج دیا گیا جو مدت شہر کے مشرقی حصے میں پھر مغربی حصے میں آویزاں رکھا گیا۔ علامہ ابن جوزیؒ نے ابراہیم بن اسمٰعیل کا بیان لکھا ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی کہ احمد بن نصرؒ کے سر سے قرآنی آیات کی تلاوت سنی جاتی ہے تو میں رات کو وہاں پہنچا اور سر کے قریب کان لگا کر سنتا رہا حالانکہ چاروں طرف پہریدار موجود تھے۔ جب رات کا سناٹا ہوا تو ان کے سر نے تلاوت شروع کی اور یہ آیات پڑھیں: **الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ الخ**

(عجیب وغریب واقعات ص286 بحوالہ اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے)

یقین جانئے

گاما پہلوان دنیا کے بڑے اور عظیم پہلوانوں میں سے تھا.....اس کی روزانہ خوراک 20 سیر دودھ.....تین پاؤ گھی......آدھ سیر مکھن....

ایک سیر بادام کی گری......12 سیر گوشت ......تقریباً 6 سیر میوہ جات اور مٹھائی...... بلائی......دہی اور لسی تھی......وہ گاما پہلوان جس کی اتنی زیادہ خوراک تھی......اور جس نے زبسکو جیسے عالمی شہرت یافتہ پہلوان کو ہوا میں ایک معمولی گیند کی طرح اچھال دیا تھا..جب مرض الموت میں مبتلا ہوا......تو اس کیلئے اپنے چہرہ سے مکھیاں اڑانا بھی مشکل ہو گیا......اور اس کی خوراک بمشکل ایک پیالی دودھ رہ گئی تھی۔

(واقعات کا خزانہ ص282)

گناہوں سے بچنے پر قبر میں انعامات ہی انعامات

امام ابن جریرؒ، امام ابن ابی حاتمؒ اور امام بیہقیؒ نے عذاب قبر کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہ سے روایت نقل کی ہے....فرماتے ہیں......جب مؤمن شخص پر موت کا وقت آتا ہے....تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں....اسے سلام کہتے ہیں اور اسے جنت کی بشارت دیتے ہیں .....جب وہ مرجاتا ہے....تو وہ فرشتے اس کے جنازہ کے ساتھ چلتے ہیں....پھر لوگوں کے ساتھ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں.....جب دفن کر دیا جاتا ہے....تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے.....اس سے پوچھا جاتا ہے.....

مَن ربك؟.........تیرا رب کون ہے؟........

وہ کہتا ہے........میرا رب اللہ ہے

پھر پوچھتا جاتا ہے؟.....تیرا رسول کون ہے؟.....

وہ کہتا ہے......محمد ﷺ

پھر پوچھا جاتا ہے........

تیری شہادت کیا ہے؟...

وہ کہتا ہے....

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ”

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ کا فرمان جس کا ترجمہ یہ ہے

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قدمی عطا فرماتا ہے“۔

سے یہی مراد ہے.....پھر اس کی قبر حد نظر تک وسیع کی جاتی ہے....لیکن جب کافر کے موت کی باری آتی ہے تو اس کے پاس بھی فرشتے اترتے ہیں......وہ کافروں کو موت کے وقت ان کے چہروں پر اور پیٹھ پر مارتے ہیں.....جب کافر کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے....تو اس سے پوچھا جاتا ہے.....تیرا رب کون ہے؟.....وہ کوئی جواب نہیں دیتا....اللہ تعالیٰ اس سے جواب کو بھلا دیتا ہے......جب پوچھا جاتا ہے تیرا رسول کون تھا......جو تمہاری طرف مبعوث کیا گیا تھا؟ اس کی بھی اسے رہنمائی نہیں ملتی......وہ کوئی جواب نہیں دیتا.....پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ارشاد:۔ **يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ** (اللہ ظالم لوگوں کو راستے سے بھٹکا دیتا ہے) سے یہی لوگ مراد ہیں.....(واقعات کی دنیا ص368)

سفر لمبا ہے مگر توشہ نہیں

حضرت حبیب عجمیؒ (جو مشہور اکابر صوفیاء میں سے ہیں) انتقال کے وقت بہت ہی گھبرا رہے.....کسی نے عرض کیا.....آپ جیسے بزرگ سے یہ گھبراہٹ کسی بات سے بھی محسوس نہیں ہوتی تھی).....فرمانے لگے......سفر بہت لمبا ہے.....توشہ پاس نہیں ہے.....کبھی اس سے پہلے اس کا راستہ دیکھا نہیں.....آقا اور سردار کی زیارت کرنی ہے.....ایسے خوفناک مناظر دیکھنے ہیں.....جو پہلے کبھی نہیں دیکھے.....مٹی کے نیچے تنہا قیامت تک پڑے رہنا ہے...کوئی ساتھی پاس نہ ہوگا.....اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہونا ہے.....مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر وہاں یہ سوال ہوگیا کہ یہ حبیب **60** برس میں ایک تسبیح ایسی پیش کردے....جس میں شیطان کا کوئی دخل نہ ہوگا؟ قارئین.....؟ یہ حبیب عجمیؒ کا حال تھا.....جنہیں دنیا سے ذرا بھی لگاؤ نہ تھا....ذرا سوچئے! ہمارا کیا حال ہونا چاہئے مگر ہم کس قدر بے فکر ہیں....

پتھروں پر سجدہ

ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے.....کہ آپ بیت اللہ شریف کے قریب پتھروں پر سجدے کر رہے تھے.....اور زار وقطار رو رہے تھے..کسی نے عرض کیا حضور! ایسی حالت میں بھی آپ روتے ہیں.....تو فرمایا.....مجھ پر اللہ عزوجل کے احسان ہیں.....کہ میں اگر آگ کے انگاروں پر سجدے کروں تو پھر بھی اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا.....(حوالہ مذکورہ)

آب زم زم کی خاصیت

امام حمیدیؒ سے مروی ہے کہ.....ہم سفیان بن عیینہؒ کی خدمت میں بیٹھے تھے.....انہوں نے ہم سے زمزم کے بارے میں یہ حدیث بیان کی کہ زمزم کو جس حاجت کی نیت سے پیا جائے.....اللہ تعالیٰ اس حاجت کو پورا کر دے گا.....یہ سن کر ایک شخص مجلس سے اٹھ کر چلا گیا......جب کچھ دیر بعد واپس آیا.....تو حضرت سفیانؒ سے کہنے لگا کہ اے ابو محمد! کیا وہ حدیث جو زمزم کے بارے میں ہم سے روایت کی گئی صحیح نہیں ہے.....؟ آپؒ نے فرمایا: بالکل صحیح ہے......اس نے کہا کہ میں اس نیت سے کہ

آپ مجھے **100** احادیث سنا دیں زمزم کا ایک ڈول پی کر آیا ہوں.....حضرت سفیانؒ نے کہا: بیٹھو اور پھر اس کو **100** احادیث سنائیں......

ایک بچے کا حضرت بہلول داناؒ سے مکالمہ

حضرت بہلولؒ بازار سے گزر رہے تھے......سب بچے اخروٹ سے کھیل رہے تھے، مگر ان میں ایک بچہ ایسا بھی تھا جو رو رہا تھا...حضرت بہلولؒ نے سمجھا کہ شاید اس کے پاس اخروٹ نہیں ہے اس لئے یہ رو رہا ہے....حضرت بہلوںؒ نے اس بچے سے کہا.....بیٹا!...تُو رو نہیں میں تجھے اخروٹ لاکر دیتا ہوں.....بچہ کہنے لگا.....بہلول! کیا ہم کھیلنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں؟ حضرت بہلولؒ فرماتے ہیں: میں بہت حیران ہوا اس لئے کہ میں تو یہ سمجھا چونکہ ایسے جواب کی توقع نہیں تھی اس لیے میں نے کہا.....بیٹا!......تو ہم کس چیز کے لیے پیدا ہوئے ہیں؟.....وہ کہنے لگا.....تو ہم تو اللہ کی عبادت کے لیے پیدا ہوئے ہیں.....میں نے کہا....تیری ابھی اتنی عمر ہے ان باتوں کو سوچنے کی؟.....وہ بچہ آگے سے کہنے لگا.....بہلول! مجھے دھوکا نہ دے۔ میں نے اپنی ماں کو دیکھا ہے۔...جب وہ چولہے میں آگ جلاتی ہے تو پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں ڈالتی ہیں اور پھر بڑی لکڑیاں.......مجھے (گستاخ) کو دوسرے کیلئے عبرت بنا دے۔ (واقعات کی دنیا ص**139**)

ایک کھجور کا وبال

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ رات کے وقت بیت المقدس میں تنہا لیٹے ہوئے تھے.....آدھی رات کے وقت مسجد کا دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا بزرگ مسجد میں داخل ہوا......اس کے ساتھ **40** آدمی اور بھی مسجد میں آئے......یہ سب محراب کے پاس نماز نفل پڑھتے رہے....

تھوڑی دیر بعد سب حلقہ بنا کر بیٹھ گئے.....ان کے پیر صدر مجلس تھے....ان میں سے ایک بولا....''حضرت مسجد میں کوئی ایسا شخص بھی موجود ہے.....جو ہم میں سے نہیں ہے.........'' پیر نے کہا.......''ہاں ہے! اور وہ ابراہیم بن ادہم ہے......جو چالیس روز سے لطف وذوق عبادت سے محروم ہے....'' یہ سنتے ہی آپ اس مجلس میں پہنچے اور پیر سے کہا....'' جو کچھ آپ نے فرمایا صحیح ہے....مگر یہ تو

فرمایئے کہ کس سبب سے میرا ذوق عبادت مجھ سے چھن گیا......'' پیر نے کہا....لوسنو! چالیس دن پہلے بصرہ کے ایک دکاندار سے تم نے کچھ کھجوریں خریدیں تھیں ....پلّے میں ڈالتے وقت ایک کھجور گر پڑتی ......تم نے سمجھا کہ یہ تمہاری کھجور ہے اور تم نے اسے کھالیا تھا...حالانکہ وہ دکاندار کی کھجور تھی.....وہی ایک کھجور تیرے ذوق عبادت چھن جانے کا باعث بن گئی.....'' یہ سن کر حضرت ابراہیم بن ادہم ؒ کا چہرہ خوف الٰہی سے زرد پڑ گیا....آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے....صبح ہوتے ہی آپ بصرہ کو روانہ ہوگئے.....بصرہ پہنچ کر آپ سیدھے اس دکاندار کے پاس پہنچے اور معذرت کرتے ہوئے معافی مانگ لی..... (تذکرۃ الاولیاء)

بغیر اجازت سیب کھانے کا غم

حضرت ابراہیم ابن ادہم ؒ نے ایک روز ایک باغ میں نہر کے اندر سیب بہتے ہوئے دیکھا اور یہ سمجھ کر کہ اس کی کیا قیمت ہو سکتی ہے..اٹھایا اور کھالیا.....کھا لینے کے بعد آپ متفکر ہوئے اور سوچنے لگے کہ کہیں یہ سیب ناجائز اور حرام نہ ہو.....خدا جانے یہ سیب کس کا تھا اور کیسا تھا؟ جو میں نے کھالیا.....قیامت کے روز اگر اس کی باز پرس ہوگئی تو کیا جواب دوں گا؟

اسی فکر میں باغ کے مالک کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا....ایک لونڈی باہر نکلی...حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ علیہ کہنے لگے ..''میں باغ کے مالک سے ملنا چاہتا ہوں.....''لونڈی نے بتایا.....''باغ کی مالک ایک عورت ہے.....''.حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا'' اس سے کہہ دو.....میں اس سے ملنا چاہتا ہوں......چنانچہ باغ کہ مالکیہ باہر نکلی اور حضرت ابراہیم سے سارا قصہ سن کر کہنے لگی ہوں اور بادشاہ کے حق کی میں ذمہ دار نہیں.....''بادشاہ بلخ میں تھا....حضرت ابراہیم آدھا حصہ بخشوانے کے لئے بلخ پہنچے اور بادشاہ سے بھی معاف کرا کے دم لیا.....اللہ کے مقبول بندے بڑے ہی متقی اور پرہیز گار ہوتے ہیں......وہ پرائی چیز پر کبھی قبضہ نہیں کرتے اور حرام ناجائز کے استعمال سے ہمیشہ بچتے ہیں....مگر آہ! آج کل تو یہ عالم ہے کہ.......

کہاں کا حلال اور کہاں کا حرام
جو صاحب کھلائے وہ چٹ کیجئے

یہ انار کھٹا ہے یا میٹھا

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ علیہ بلخ کے بادشاہ تھے......آپ نے آشارۂ غیبی کے تحت حکومت چھوڑ کر فقیری اختیار کر لی تھی.....آپ نے سوچا کہ خراسان میں تو رزق حلال کمانا ممکن نہیں ہے.....اس لئے کسی دوسرے شہر میں چلے جانا چاہیئے......یہ سوچ کر آپ خراسان سے عراق چلے آئے......یہاں بھی رزق کی تلاش میں آپ نے سارا شہر چھان مارا.....مگر آپ کو حلال روزی کہیں بھی میسر نہ آئی...چنانچہ آپ نے عراق کو چھوڑا اور طرطوس شہر میں آگئے......یہاں آپ نے دس درہم ماہانہ پر ایک باغ کی چوکیداری شروع کر دی ایک دن باغ کا مالک اپنے باغ کی سیر کو آیا.....اس نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ علیہ کو بلایا اور کہا...''اے ابراہیم! جاؤ اور میٹھے میٹھے انار توڑ کر لاؤ.......''حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ علیہ گئے اور بڑے بڑے انار توڑ کر لے آئے اور باغ کے مالک کو پیش کر دیئے لیکن جب اس نے اناروں کو کاٹا تو وہ کھٹے نکلے.....ماغ کے مالک نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ علیہ سے کہا...''میں نے تمہیں میٹھے انار لانے کو کہا تھا اور تم کھٹے انار اٹھالائے.....جاؤ اور انار توڑ کر لاؤ.....اب کی بار میٹھے انار لانا.....''حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ علیہ دوبارہ باغ میں گئے اور جو سب سے خوبصورت رنگ والے بڑے انار تھے.....وہ توڑ کر لے آئے.....باغ کے مالک نے اِن کو کاٹا تو وہ بھی کھٹے نکلے.....باغ کا مالک غصے سے بولا......''میں تمہیں میٹھے انار لانے کو کہتا ہوں اور تم کھٹے انار اٹھالاتے ہو.....میٹھے انار کیوں نہیں لے کر آتے؟''.....حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ علیہ نے جواب دیا.....''آپ نے مجھے میٹھے انار لانے کو کہا اور میں باغ کے سب سے بڑے اور خوبصورت رنگ والے انار لے آیا......اب اس کے کھٹے یا میٹھے ہونے کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے.....مجھے تو نہیں.....'' مالک نے حیرانی سے پوچھا.....''تم اتنا عرصہ اس باغ میں رہے....کیا تم نے انار کھا کر پتہ نہیں چلایا کہ کونسے پودے کے انار کھٹے ہیں اور کون سے پودے کے انار میٹھے ہیں؟''حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ علیہ نے جواب دیا.....''آپ نے مجھے باغوں کے پھلوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا تھا....انہیں چکھنے کا نہیں ......''باغ کا مالک فوراً بھانپ گیا.....کہنے لگا....''میرے بھائی! میں آپ سے زیادہ بحث نہیں

کرتا.....بس آپ یہ بتائیں کہ آپ ابراہیم بن ادہم تو نہیں؟''.....آپ نے فرمایا.....''جی ہاں!''اس کے ساتھ ہی آپ نے باغ کی چابی مالک کے حوالے کرتے ہوئے کہا.....''اب میں یہاں نہیں رہ سکتا.....لٰہذا مجھے اجازت دیں .....'' باغ کے مالک نے کہا...'' آپ جایئے مت .....میں آپ کی مزدوری دگنی کردیتا ہوں ....چابی لے لیں اور باغ کی حفاظت کریں....''باغ کے مالک نے بہت اصرار کیا.....مگر آپ نے انکار دیا اور فرمایا.....''اس سے پہلے تو مجھے میرے کام کی اجرت دیا کرتا تھا......اب تو مجھے میرے زہد و تقویٰ کی اجرت دینا چاہتا ہے.....'' یہ کہہ کر آپ وہاں سے چل دیئے.....کچھ عرصے کے بعد حضرت شقیق بلخیؒ نے آپ کو ملک شام میں دیکھا..انہوں نے آپ کو سلام کیا اور پوچھا.....''اے ابراہیم! کیا حال ہے؟'' آپ نے فرمایا.....میرے بھائی! کیا بتاؤں .....رزق حلال کی تلاش میں شہر شہر.....قریہ قریہ گھوم رہا ہوں .....کیونکہ معرفت الٰہی کا دروازہ فقط نیکیوں سے نہیں کھلتا.....اس کیلئے رزق حلال ضروری ہے.....'' (واقعات کی دنیا ص 420)

عظیم باپ عظیم بیٹا

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے والد غلام تھے،اپنے مالک کے باغ میں کام کرتے تھے،ایک مرتبہ مالک باغ میں آیا اور کہا ''میٹھا انار لایئے'' مبارک ایک درخت سے انار کا دانہ توڑ کر لائے،مالک نے چکھا تو کھٹا تھا،اسکی تیوری پر بل آئے،کہا''میں میٹھا انار مانگ رہا ہوں،تم کھٹا لائے ہو'' مبارک نے جا کر دوسرے درخت سے انار لایا،مالک نے کھا کر دیکھا تو وہ بھی کھٹا تھا،غصہ ہوئے،کہنے لگے ''میں نے تم سے میٹھا انار مانگا ہے اور تم جا کر کھٹا لے آئے ہو'' مبارک گئے اور ایک تیسرے درخت سے انار لے کر آئے،اتفاقاً وہ بھی کھٹا تھا،مالک کو غصہ بھی آیا اور تعجب بھی ہوا،پوچھا''تمہیں ابھی تک میٹھے کھٹے کی تمیز اور پہچان نہیں''...مبارک نے جواب میں فرمایا''میٹھے کھٹے کی پہچان کھا کر ہی ہوسکتا ہے اور میں نے اس باغ کے کسی درخت سے کبھی کوئی انار نہیں کھایا''.....مالک نے پوچھا'' کیوں؟''....اس لئے کہ آپ نے باغ سے کھانے کی اجازت نہیں دی ہے اور آپ کی اجازت کے بغیر میرے لئے کسی انار کا کھانا کیسے جائز ہو سکتا ہے''....یہ بات مالک کے دل میں گھر کر گئی اور تھی بھی یہ گھر کرنے والی بات! تحقیق کرنے پر معلوم

ہوا کہ واقعتاً مبارک نے کبھی کسی درخت سے کوئی انار نہیں کھایا،مالک اپنے غلام مبارک کی اس عظیم دیانت داری سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کرایا،اسی بیٹی سے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ پیدا ہوئے،حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کو اللہ جل شانہ نے علمائے اسلام میں جو مقام عطا فرمایا ہے،وہ محتاج تعارف نہیں۔(کتابوں کی درس گاہ میں ص **191** بحوالہ وفیات الأعیان ج:**3**،ص:**32**)

یقین کی برکات

ایک مولوی صاحب وعظ میں بسم اللہ کی فضیلتیں بیان فرما رہے تھے کہ بسم اللہ پڑھ کر جو کام کریں وہ پورا ہو جاتا ہے.....ایک جاہل گنوار نے سنا......اور کہا کہ یہ ترکیب تو اچھی ہاتھ آئی.....مجھے ہر روز کشتی کے پیسے دینے پڑتے ہیں.....اب سے بسم کہہ کر پار اتر جایا کریں گے.....روزمرہ پیسے تو نہ دینا پڑیں گے.....چنانچہ مدتوں وہ اسی طرح آتا جاتا رہا....اتفاق سے ایک روز مولوی صاحب کی دعوت کی.....اور گھر لے جانے کے واسطے ان کو ساتھ لیا......راستے میں وہی دریا ملا.....مولوی صاحب بولے کہ کیسے آؤں؟ اس نے کہا بسم پڑھ کر آ جایئے......میں ہمیشہ بسم اللہ ہی پڑھ کر اتر جاتا ہوں.....مولوی صاحب کی تو ہمت نہ ہوئی مگر اس نے ہاتھ پکڑا کر اپنے ساتھ ان کو بھی پار اتار دیا......یہ یقین ہی کی قوت تھی.....جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے یہ کام آسان کر دیا.....اسی وجہ سے بعض بزرگ تعویذ دیتے وقت کہہ دیتے ہیں.....کہ اس کو کھولنا مت ورنہ اثر نہیں ہوگا......وجہ اس کی یہی ہے.....کہ کھول کر دیکھنے سے وہی معمولی کلمہ سمجھ کر دیکھنے والے کا عقیدہ کمزور ہو جاتا ہے..... **(تسہیل المواعظ)**

متوکل عورت کی عاشقانہ موت

ایک عابد زاہد شخص سے روایت ہے کہ میں حج کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلا.....میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ بغیر توشہ اور سواری کے پیدل چل رہی ہے.....اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی حمد و ثناء کر رہی ہے....چنانچہ میں اس سے قریب ہوا اور کہا کہ اے اللہ کی بندی! تو کہاں جانے کا ارادہ رکھتی ہے؟....اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کے گھر بیت اللہ شریف جا رہی ہوں....میں نے کہا: تیرے ساتھ زادسفر اور سواری تو نہیں ہے؟ اس نے کہا: اگر تم میں سے کوئی شخص دعوت کا انتظام کرے اور لوگوں کو بلائے تو کیا اس کے مہمانوں

کے لیے یہ بات ہے کہ ہر شخص اپنا کھانا لے کر دعوت میں آئے.....میں نے کہا....نہیں....تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کی ضیافت اس سے زیادہ حق رکھتی ہے. چنانچہ وہ ہمارے ساتھ آئی، یہاں تک کہ ہم پتھریلی زمین میں اترے اور وہ کہتی تھی کہ میرے رب کا مکان کہاں ہے؟....اس سے کہا گیا کہ ابھی تو اس کو دیکھے گی....حتیٰ کہ وہ مسجد حرام میں داخل ہوئی.....اس سے کہا گیا کہ تیرے رب کا یہی گھر ہے....اس کے بعد وہ آئی اور اس نے اپنا سر آستانہ کعبہ پر رکھا اور یہ کہنے لگی کہ.....یہی میرے رب کا گھر ہے.....اور اس کلمہ کو بار بار کہتی تھی یہاں تک کہ اس کی آواز پست ہوگئی....اس کے بعد ہم نے اس کی طرف دیکھا تو وہ مردہ ہو چکی تھی.....اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے......(واقعات کی دنیا ص:38)

(حضرت حبیب عجمی رحمه الله علیه کی غیبی مدد)

ایک مرتبہ تاریکی میں حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے سوئی گر پڑی.....اسی وقت غیب سے آپ کا مکان منوّر ہوگیا....چنانچہ آپ نے آنکھیں بند کر کے فرمایا کہ میں بغیر چراغ کے سوئی تلاش کرنا نہیں چاہتا....... (واقعات کی دنیا ص39)

ایک بزرگ کا واقعہ

ایک زمانے میں ایک بزرگ (اللہ والا) تھا جو پہاڑوں میں رہتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ یہ بزرگ ایک دن پہاڑ سے نیچے آیا اور ایک مسجد گیا جہاں ظہر کی نماز کے لیے جماعت کھڑی تھی اس نے امام کے پیچھے نیت باندھی۔ جب ظہر کی نماز پوری ہوئی اور تمام لوگ مسجد سے نکل گیا۔ اس بزرگ نے امام صاحب سے کہا کہ ایک بات کہتا ہوں! ناراض تو نہ ہوں گے؟ امام صاحب نے کہا کہ نہیں بزرگ نے فرمایا کہ جب تم لوگوں کو جماعت کی امامت کر رہے تھے تو کیا آپ مسجد میں لوگوں کے ساتھ رہ رہے تھے؟ امام صاحب نے کہا کیا تعجب کی بات کر رہے ہو میں تو لوگوں کے ساتھ مسجد میں تھا اور میں باہر تو نہیں گیا تھا۔ بزرگ نے فرمایا کہ پہلے دو رکعتوں میں تو مسجد میں لوگوں کے ساتھ تھے لیکن جب تیسرا رکعت شروع کیا تو یہاں سے ملتان گیا وہاں فلاں دُکاندار سے فلاں چیز خرید لیا پھر مظفر آباد آئے اور وہ چیز اپنے گھر میں رکھی اور جب وہاں سے پھر مسجد میں آئے تو نماز ختم ہوا تھا اور سلام پھیر دیا۔

اصل میں امام صاحب فکر اور سوچ میں گیا تھا. یہ اس بزرگ کا کشف تھا کہ یہ معلومات اِن کو ہوتے تھے. امام حیران ہوا یہ کیا عجیب آدمی ہے. اخبار لا خیار کتاب میں یہ واقعہ علامہ عبدالحق صاحب نے لکھا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نماز میں ہوتا ہوں اور جھاد کے لیے لشکر تیار کرتا ہوں. اس طرح نماز میں خیالات کا آنا غیر اختیاری ہوتا ہے. اس کی پرواہ نہیں لیکن اچھا یہ ہے کہ انسان کا فکر نماز میں اللہ کی طرف ہو. اور انتہائی عاجزی کے ساتھ عبادت کریں. کیونکہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے.

اَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ. (صحیح مسلم کتاب الایمان 1۔/27)

ابوبکر بن فواک ؒ کا خوف آخرت سے رونا

ابودقاق ؒ فرماتے ہیں کہ ابوبکر بن فواک ؒ بیمار تھے۔ میں اِن کی عیادت کو گیا، مجھے دیکھ کر اِن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے فرمایا کہ گھبرائیے نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو شِفاء عافیت دیں گے۔ فرمانے لگے کہ کیا تم یہ سمجھے کہ میں موت کے خوف سے روتا ہوں۔ بات یہ نہیں مجھے مابعد الموت کا خوف ہے کہ وہاں کوئی عذاب نہ ہو۔ (خوف خدا کے سچے واقعات ص358)

واقعات اسلاف اور اکابر علماء دیوبند کے برداشت صبر و تحمل کے واقعات

امام بخاری رحمہ اللہ کی کمال برداشت

صبح صبح کشتی میں شور اُٹھا کہ میں لُٹ گیا... میں تباہ ہوگیا...لوگوں نے کہا...خیر تو ہے؟ کیا بات ہوئی کچھ بتاؤ تو سہی؟...مگر وہ آدمی بس چلائے جا رہا تھا...ایک ہی رٹ لگی تھی کہ میں لُٹ گیا...کشتی کے سبھی مسافر ایک ایک جگہ جمع ہو گئے...ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ کیا بات ہے؟...کسی کو کچھ معلوم ہوتا تو بتایا کہ کیا بات ہے؟...کشتی بہت بڑی تھی...اتنے مرد عورتوں میں ایک طرف بڑے عالم فاضل اللہ کے بندے بھی بیٹھے تھے...شور کی آوازیں اِنہوں نے بھی سنیں...رونے پیٹنے والے کو سمجھا بجھا کر جب بات پوچھی گئی تو اس نے کہا...غریب مسافر ہوں...ایک تھیلی میں زندگی بھر کا سرمایہ میں نے چھپا رکھا تھا...کسی ظالم

نے وہ تھیلی چرالی...سب کو یہ سن کر بہت افسوس ہوا... پوچھنے والوں نے یہ پوچھا کہ کتنا مال تھا تھیلی میں؟...اس نے بتایا... ہزار اشرفیاں تھیں...ایک ہزار اشرفیاں بہت بڑی رقم ہوئی...جس نے سنا اسے افسوس ہوا...کچھ لوگ مل کر مشورہ کرنے لگے...کشتی کے مالک کو بلایا...سارا ماجرا اسے سے کہہ سنایا...اس نے کہا اگر تھیلی کشتی میں ہے...تو پتہ چل جائے گا...میں سب مسافروں کی تلاشی لیتا ہوں...آناً فاناً یہ خبر ساری کشتی میں پھیل گئی...جہاز میں مرد...بوڑھے...عورتیں اور بچے بھی تھے...کڑی نگرانی میں تمام مسافروں کی تلاشی ہوئی...مگر کسی کے پاس سے گم شدہ تھیلی نہ نکلی۔

اب لوگ اس شخص پر اُلٹ پڑے طرح طرح کی باتیں ہوئیں اور ہوتے ہوتے سب کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص جھوٹا تھا۔جھوٹے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔سب اسے برا بھلا کہہ کر اپنی جگہ جا بیٹھے۔جھوٹا سٹ پٹا کر اپنی جگہ آبیٹھا۔جب تک سفر جاری رہا۔مسافر اسے پھٹکارتے رہے۔اصل میں ہوا یہ تھا کہ جب سفر شروع ہوا تو یہ جھوٹا پھراتا کشتی میں گشت کرتا...اس عالم فاضل اللہ کے بندے کے پاس بھی پہنچا تھا اور ان کے پاس اُٹھنے بیٹھنے سے اسے معلوم ہو گیا کہ اِن اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کے پاس ایک تھیلی میں ہزار اشرفیاں ہیں...اب اس فریبی کو ہر لمحہ یہ فکر کھانے لگی کہ کسی طرح ہزار اشرفیاں کی تھیلی لے اُڑے...

جب کوئی اور تدبیر نہ بن پائی تو اس نے یہ کھیل کھیلا کہ سب شریف لوگ پریشان ہو گئے تمام مسافروں کو تلاشی دینا پڑی تلاشی ان عالم کی بھی ہوئی لیکن کسی کے پاس سے وہ تھیلی نہ نکلی...اب دریا کا سفر ختم ہو اور کشتی کنارے لگی...تمام مسافر اُتر گئے تو اس جھوٹے نے علیحدگی میں اللہ کے بندے سے پوچھا...کیا آپ نے مجھ سے جھوٹ کہا تھا کہ آپ کے پاس ایک ہزار اشرفیاں ہیں؟...انہوں نے کہا... نہیں میں نے جھوٹ نہیں کہا تھا...میرے پاس واقعی ایک ہزار اشرفیاں تھیں...اس نے پوچھا...پھر وہ تھیلی کہاں گئی؟... انہوں نے جواب دیا...جب تو نے اپنی تھیلی گم ہو جانے کا ڈھونگ رچایا تو میں سمجھ گیا کہ تو نے میری ہتھیانے کے لیے یہ سب کھیل کھیلا ہے...تھیلی میرے پاس سے نکلتی تو سب کو یقین ہو جاتا کہ میں چور ہوں...اس لیے میں نے چپکے سے وہ تھیلی دریا میں ڈال دی ...جھوٹے نے

کہا...ہزار اشرفیاں آپ نے دریا میں ڈال دیں؟

جواب ملا... ہاں...اس نے کہا...تب تو آپ کا بڑا نقصان ہوا...جواب ملا...نیکی کا بدلہ برائی سے دینے والے ظالم دوست!میرے نزدیک اہمیت دولت کی نہیں لوگوں کے اس اعتماد کی ہے...جو حدیث نبوی کی خدمت کے لیے مجھے برقرار رکھنا ضروری ہے...اگر میں خائن مشہور ہو جاؤں تو میری بیان کردہ حدیثوں پر کون اعتماد کریگا؟...اب آپ یہ بھی سن لیں...یہ بزرگ کون تھے...یہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ تھے جن کی بخاری شریف دنیا بھر میں مستند مانی جاتی ہے۔ (برداشت کے حیرت انگیز واقعات ص242 بحوالہ یادگار واقعات)

محدث پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ حلم

یحییٰ بن اکثمؒ ایک محدث گزرے ہیں...آپ قاضی بھی تھے...جب اِن کا انتقال ہوا...تو ایک شخص نے اِن کو خواب میں دیکھا جب اِن سے پوچھا کہ آپ پر کیا گزری؟ تو اِنہوں نے فرمایا جب میری پیشی اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ہوئی تو مجھ سے فرمایا او گنہگار بوڑھے!تو نے فلاں فلاں گناہ کیا تھا...تجھے کون میرے عذاب سے بچائے گا؟ میں نے عرض کیا یا رب العالمین! مجھے آپ کی طرف سے ایک حدیث پہنچی ہے....اللہ تعالیٰ نے فرمایا کونسی حدیث پہنچی ہے؟

میں نے عرض کیا مجھ سے عبدالرزاق نے کہا...عبدلرزاق سے معمر نے کہا...معمر سے زھری نے کہا...زھری سے عروہ نے کہا...عروہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا...ان سے حضور اکرم ﷺ نے کہا...نبی کریم ﷺ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا...اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے فرمایا کہ جو شخص اسلام کی حالت میں بوڑھا ہوا۔اور میں اس کو اس کے اعمال کی وجہ سے عذاب دینے کا ارادہ بھی کروں...لیکن اس کے بوڑھاپے سے شرما کر اسے معاف کر دیتا ہوں...اور یا رب العالمین! آپ کو معلوم ہے...کہ میں اسلام میں بوڑھا ہو چکا ہوں...اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث بالکل صحیح آپ نے بتلادی...اس بوڑھاپے کی وجہ سے میں تجھے معاف کرتا ہوں...اور پھر مجھے جنت میں داخل فرمایا... (ابن خلکان)

حضرت عثمان حیری رحمتہ اللہ علیہ کا کمال حلم

ایک شخص نے مشہور صوفی عثمان حیری محدث کی دعوت کی۔ جب آپ اس کے مکان پر پہنچے تو اس نے کہا کہ حضرت! آپ کی دعوت نہیں ہے آپ واپس جایئے۔ چنانچہ آپ لوٹ گئے اور جب مکان پر پہنچے تو یہی شخص دوڑتا ہوگیا اور کہا کہ حضرت معاف کیجئے مجھ سے غلطی ہوگئی۔ آپ کی دعوت ہے۔ چلئے۔

چنانچہ حضرت موصوف پھر اس کے ساتھ اس کے گھر پر تشریف لائے لیکن یہاں آ کر اس نے پھر کہا کہ حضرت! آپ کی دعوت نہیں ہے آپ واپس چلے جایئے۔ اسی طرح چار مرتبہ اس شخص نے بلایا۔ پھر واپس کر دیا اور ہر مرتبہ آپ آتے رہے۔ مگر آپ کی پیشانی پر ذرا بل نہ آیا۔ آخری مرتبہ یہ شخص گڑگڑا کر معافی طلب کرنے لگا اور کہنے لگا کہ واللہ! میں آپ کے حلم واخلاق کا امتحان لے رہا تھا مگر خدا گواہ ہے کہ میں نے آپ کو حلم واخلاق اور تواضع وانکسار کا دریا پایا۔ جب بہت زیادہ اس نے آپ کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا کہ میرے حلم واخلاق کی تم کیا اتنی تعریف کرتے ہو؟ یہ حلم واخلاق تو کتے بھی پایا جاتا ہے کہ جب اس کو بلایا جائے تو آ جاتا ہے اور جب بھگایا جائے بھاگ جاتا ہے۔ (مستطرف)

نیکی کا خیال

ابوالحسن بوسنجی رحمہ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے۔ ایک مرتبہ وہ بیت الخلاء گئے اور وہیں سے اپنے ایک شاگرد کو آواز دی...اور اپنا کرتہ نکال کر کہا.....کہ یہ فلاں فقیر کو دے آؤ...شاگرد نے کہا...کہ آپ استنجے سے فراغت کا تو انتظار کر لیتے...کہنے لگے کہ مجھے اس کی ضرورت کا خیال آ کر یہ ارادہ ہوا کہ کرتہ اس کو دے دوں اور اپنے نفس پر اس کا اعتماد نہیں تھا...کہ وہ استنجے سے فراغت تک بدل نہ جائے... پاخانہ میں بولنا مکروہ ہے...لیکن صدقہ کرنے کے جذبہ اور اپنے نفس پر بدگمانی نے اس پر مجبور کر دیا...یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت تک کشفِ عورت ہی نہ ہوا ہو... (واقعات کی دنیا ص 150)

آہ جاتی فلک پہ رحم لانے کے لیے

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں بھی اسی طرح کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ دمشق میں ایک آدمی اپنا گدھا

سواری کے لیے اجرت پر دے کر گذر بسر کرتا تھا، ایک دن ایک شخص نے آکر کہا کہ فلاں جگہ جانا ہے، مجھے لے چلو، اس نے اس شخص کو بٹھا کر چلنا شروع کیا تو وہ ایک ویران راستہ سے جانے کے لیے کہنے لگا، گدھے کے مالک نے کہا کہ یہ راستہ مجھے نہیں معلوم، وہ شخص کہنے لگا ''مجھے معلوم ہے، یہ راستہ قریب پڑتا ہے'' جب اس راستے سے کچھ آگے بڑھے تو ایک خطرناک وادی آئی، وہ شخص گدھے سے اترا اور خنجر نکال کر سواری کے مالک کو اس نے قتل کرنے کا ارادہ کیا، اس بیچارے نے اللہ کا واسطہ دے کر کہا کہ گدھا اور اس پر جو کچھ ہے سب لے لو مجھے چھوڑ دو لیکن وہ نہیں مانا، کہا کہ وہ تو لینا ہی ہے مگر تم کو بھی قتل کروں گا، اس نے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت مانگی، کہا ''جلدی پڑھو'' سواری کے مالک کا بیان ہے کہ میں نماز کے لیے کھڑا ہوا تو خوف کی وجہ سے جو کچھ یاد تھا سب بھول گیا، قرآن کا ایک حرف بھی حافظہ میں نہیں رہا، اچانک میری زبان پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت جاری فرمائی ﴿**أمن يجيب المضطر إذا دعاه ويكشف السوء**﴾ (کوئی ہے جو پریشان حال لوگوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کی تکلیف کو دور کرتا ہے) اتنے میں ایک شہسوار آیا، اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا، وہ نیزہ اس نے اس ڈاکو کے سینے میں دے مارا اور وہ وہیں ڈھیر ہوگیا، میں نے شہسوار سے اس کا تعارف پوچھا تو وہ کہنے لگا ''میں اسی ذات کا بندہ ہوں جو پریشان حال کی دُعا سنتی اور مصیبت دور کرتی ہے''۔ (تفسیر ابن کثیر، ج:3 ص:371)

فیشن کی شناعت

مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری تحریر فرماتے ہیں: ''آج کل معاشرہ میں یہ چیز زیادہ مقبول ہو رہی ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کا لباس پہناتے ہیں اور نوجوان مرد وعورت اس سیلاب کے بہاؤ میں بہہ رہے ہیں، یہ طرز بھی یورپ اور امریکہ کے تابکاروں سے شروع ہوا ہے، ان کے نزدیک یہ فیشن اور فخر کی چیز ہے۔ ایک جگہ کا واقعہ ہے کہ کسی جگہ دعوت تھی، مرد اور عورت ایک ہی جگہ موجود تھے، ایک نوعمر کو دیکھا گیا کہ رواج کے مطابق میز پر کھانا لگا رہا ہے، کسی کی زبان سے یہ نکل گیا کہ ''لڑکا بڑا ہونہار ہے، سلیقہ مندی سے کام کر رہا ہے'' اس پر پیچھے سے آواز آئی کہ ''میاں کیا فرما رہے ہیں، یہ لڑکا نہیں، میری لڑکی ہے'' ان صاحب نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور ایک نظر ڈال کر کہا ''معاف کیجئے، مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اس کی والدہ

ہیں''اس نے فوراً جواب دیا کہ'' میاں ! آپ صحیح دیکھا کیجئے ، میں والدہ نہیں ،اس کا والد ہوں''۔
(ترقی ص:52،از مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری)

اِعتماد کا کرشمہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمتہ اللہ اپنی'' آپ بیتی'' میں لکھتے ہیں:''میں نے اپنے بچپن میں اپنے والد صاحب سے اور دوسرے لوگوں سے بھی سُنا کہ ضلع سہارنپور میں ''بہٹ'' سے آگے انگریزوں کی کچھ کوٹھیاں تھیں ،اس کے قرب وجوار میں بہت سی کوٹھیاں کاروباری تھیں جن میں ان انگریزوں کے کاروبار ہوتے تھے اور ان کے مسلمان ملازم کام کیا کرتے تھے اور وہ انگریز دہلی ،کلکتہ وغیرہ بڑے شہروں میں رہتے تھے،ایک دفعہ اس جنگل میں آگ لگی اور قریب قریب ساری کوتھیاں جل گئیں ،ایک کوٹھی کا ملازم اپنے انگریز آقا کے پاس دہلی بھاگا ہوا گیا اور جا کر واقعہ سنایا کہ''حضور!سب کی کوٹھیاں جل گئیں،آپ کی بھی جل گئی'' وہ انگریز کچھ لکھ رہا تھا،نہایت اطمینان سے لکھتا رہا،اس نے التفات بھی نہیں کیا۔ملازم نے دوبارہ زور سے کہا کہ''حضور سب جل گیا''اس نے دوسری دفعہ بھی لاپرواہی سے جواب دے دیا کہ میری کوٹھی نہیں جلی اور بے فکر لکھتا رہا،ملازم نے جب تیسری دفعہ کہا تو انگریز نے کہا کہ ''میں مسلمانوں کے طریقہ پر زکوۃ ادا کرتا ہوں اس لیے میرے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا'' وہ ملازم تو جواب دہی کے خوف کے مارے بھاگا ہوا گیا تھا کہ صاحب کہیں گے کہ ہمیں خبر بھی نہیں کی ،وہ انگریز کے اس لاپرواہی سے جواب سُن کر واپس آ گیا،آ کر دیکھا تو واقع میں سب کوٹھیاں جل چکی تھیں مگر اس انگریز کی کوٹھی باقی تھی۔ (کتابوں کی درس گاہ میں ص104 بحوالہ آپ بیتی:ج1ص88)

اسلاف اور اکابر علماءِ دیوبند کے اخلاص کی واقعات

اخلاص حاصل کرنے کا طریقہ

اخلاص یہ ہے کہ کوئی غرض نفسانی نہ ہو صرف رضاءِ حق مطلوب ہو اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی کام کرنا ہو تو پہلے یہ دیکھ لیجئے کہ میں یہ کام کیوں کرتا ہوں اگر کوئی بات فاسد نظر آئے تو

اسے قلب سے نکال ڈالے اور نیت خالص خدا کیلئے کرنی چاہئے۔ (ملفوظ حکیم الامت)

اخلاص کی طاقت

اسم اعظم کے ذریعہ اللہ کو اخلاص کے ساتھ جب بھی پکارا جائے تو فوراً دُعا قبول فرماتے ہیں۔ہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اس رب کو جب بھی جس نام سے بھی اخلاص اور جذبہ شوق ومحبت سے پکارا جائے تو وہ محسن حقیقی فوراً بندہ کی صدا اور دُعا پر متوجہ ہو جاتا ہے۔بقول خلوص دل سے جو کوئی پکارے ان کو ہر اک ہی ان کا اسم اعظم ہے۔ (اخلاص)

ایک عبرت آموز حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کا واقعہ ہے کہ وہ حدیث سناتے ہوئے بے ہوش ہوگئے۔تین مرتبہ بے ہوش ہوئے پھر وہ حدیث سنائی جو عبرت آموز ہے کہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں ایک عالم سخی اور ایک مجاہد کو پیش کیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا عمل کیا ہے؟ عالم کہے گا کہ میں نے علم دین حاصل کیا اور عالم تیار کئے۔سخی اپنے صدقہ کئے ہوئے اموال کو پیش کرے گا۔مجاہد اپنی جان کو قربانی اور اپنی شہادت کے بارے میں بتائے گا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ سب تم نے میری رضا کیلئے نہیں کیا تھا۔بلکہ شہرت حاصل کرنے اور اپنا سکہ جمانے کیلئے کیا تھا۔فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائے۔ (اخلاص:ص155)

تو ہمیں اخلاص پیدا کرنے اور ریاکاری سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

اخلاص نیت

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔کم ہی لوگ ایسے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرتے ہوں اکثر تو یہی چاہتے ہیں کہ ان کے اعمال لوگوں کے سامنے ظاہر ہوں جبکہ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے کہ میرا جو عمل ظاہر ہوگیا اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔چنانچہ یہ حضرات اپنے کو چھپاتے تھے اور آج کل لوگوں کے کپڑے ان کی شہرت کا سامان بن رہے ہیں۔حضرت ایوب سختیانی اپنا کُرتا اتنا لمبا بنواتے تھے

کہ ٹخنوں تک پہنچتا تھا اور فرماتے تھے کہ پہلے کُرتا لمبا رکھنے میں شہرت ہوتی تھی لیکن اب چھوٹا رکھنے میں زیادہ شہرت ہوتی ہے۔لہٰذا یہ خوب سمجھ لو کہ مخلوق سے نظر ہٹالینا، عمل کے ذریعے جاہ حاصل کرنے کا خیال مٹادینا، نیت کو درست رکھنا اور اپنے احوال کو چھپا کر رکھنا انہی چیزوں نے ان کو بلندی بخشی ہے جو بلند مرتبہ ہوئے ہیں۔چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کسی وقت جوتا ہاتھ میں لے کر ننگے پیر چلا کرتے تھے اور گری پڑی چیزوں کو اُٹھانے کے لیے نکلا کرتے تھے اور حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ تو ہمیشہ ننگے پیر اور تنہا چلتے تھے اور حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ پڑی ہوئی گٹھلیاں چنا کرتے تھے۔سرداری دل میں اسی وقت جگہ پاسکتی ہے جبکہ اس میں غفلت کا بسیرا ہو، مخلوق کی طرف نگاہ ہو اور خالق کو بھلا دیا جائے تو ایسے وقت میں آدمی اہل دنیا کے سامنے جاہ کا طلب ہوتا ہے۔ میں نے لوگوں کا ایک عجیب برتاؤ دیکھا حتیٰ کہ اس میں بعض مولوی صورت لوگ بھی شامل ہیں کہ اگر مجھ کو تنہا چلتا ہوا دیکھتے ہیں تو نکیر کرتے ہیں اگر میں کسی غریب سے ملاقات کو چلا جاؤں تو یہ ان کو ناگوار ہوتا ہے اور اگر میں تبسم کے ساتھ خوش مزاجی سے کسی سے ملاقات کرلوں تو ان کی نگاہوں سے گر جاتا ہوں تو میں نے سوچا کہ ہائے تعجب! کیا یہی حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحابؓ کا طریقہ تھا؟ اب تو جاہ اور سرداری کے لیے لوگوں کے احوال ناموس اور عزت بن چکے ہیں۔خدا کی قسم! تم لوگ خدا تعالیٰ کی نگاہوں سے گر چکے ہو۔اس لیے اس نے تم کو مخلوق کی نگاہوں سے بھی گرا دیا ہے، لہٰذا کتنے ایسے ہیں جو اپنی ناموس کی حفاظت کے لیے محنت و مشقت کرتے رہے لیکن مخلوق نے ان کی طرف اِلتفات نہیں کیا اور وہ اپنی مراد نہیں پاسکے جبکہ مقصود اصلی تو فوت ہو ہی گیا تھا۔

پس اے میرے بھائیو! نیتوں کی اصلاح کی طرف توجہ کرو مخلوق کے لیے زینت کا خیال چھوڑ دو اور زیادہ کوشش حق پر استقامت کی کرو کیونکہ اسی کے ذریعہ حضرات سلف بلندیوں پر چڑھے اور نیک بخت ہوئے اور اس سے بہت بچو جس میں آج کل لوگ مبتلا ہیں کیونکہ وہ حضرات سلف ک بیداری کے مقابلہ میں نیند اور بیکاری ہے۔ (مجالس جوزیہ)

دل سے اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھنا

دل سے ہر وقت دھیان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے سب حالات کی خبر ہے خواہ ظاہری حالت ہو یا دل کے خیالات اور ارادے ہوں اگر برا کام کرے گا یا دل میں برا خیال لائے گا تو شاید اللہ تعالیٰ دنیا میں یا آخرت میں سزا دیں اور عبادت کے وقت یہ خیال جمائے کہ اللہ تعالیٰ میری عبادت کو دیکھ رہے ہیں۔اس لئے اچھی طرح عبادت کرنی چاہیے۔طریقہ اس مراقبہ کا یہی ہے کہ ہر روز وقت مقرر کر کے تھوڑی دیر سوچے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے دل کو دیکھ رہے ہیں پھر ایک عرصے کے بعد چلتے پھرتے بھی یہی دھیان اور خیال جم جائے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس مراقبہ کی برکت سے اللہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ ہوگا۔ (اصلاح اخلاق)

اکابر کے اخلاص کی چند جھلکیاں

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔حضرت نانوتوی رحمہ اللہ مسجد میں تھے کسی نے غالباً ایک لاکھ اشرفیاں خدمت میں پیش کیں۔آپ نے فرمایا کہ مجھے ضرورت نہیں۔اس شخص نے کہا کہ آپ مساکین کو دے دیں۔آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو میرے ہاتھ سے دلوانا ہوتا تو وہ مجھے یہ مال دیتے۔اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے تم خود مساکین کو دو۔اس نے مسجد کے باہر حضرت کے جوتوں پر وہ تمام اشرفیاں ڈال دیں اور ایک طرف چھپ کر کھڑا ہو گیا۔اس نے سمجھا کہ حضرت جب باہر تشریف لائیں گے اور اشرفیاں اس طرح پڑی ہوئی دیکھیں گے تو وہ اس نعمت کو ضائع ہونے سے بچانے کی خاطر اٹھا کر لے جائیں گے۔حضرت جب مسجد سے باہر تشریف لائے تو اپنے جوتوں پر سے اشرفیاں ایسے جھاڑ دیں جیسے کوڑا جھاڑ دیا جائے اور جوتا پہن کر چلے گئے۔(اِخلاص)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا دوسرا واقعہ

آپ کو بریلی کے ایک رئیس نے غالباً چھ ہزار روپے پیش کئے کہ کسی نیک کام میں لگا دیجئے۔فرمایا کہ

لگانے کے بھی تم ہی اہل ہو تم ہی خرچ کر دو۔ اس نے عرض کیا کہ میں کیا اہل ہوتا۔ فرمایا میرے پاس اس کی دلیل ہے وہ یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ سمجھتے تو مجھے ہی دیتے۔

اخلاص میں نور ہوتا ہے

حکیم لامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ہاں ایک مہمان پنجاب سے حاضر ہوئے ان کا حضرت والا سے بیعت کا تعلق تھا۔ بعد مصافحہ کرنے کے عرض کیا کہ کچھ پکی ہوئی مچھلی اور روغنی روٹی بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ حضرت والا نے دیکھ کر فرمایا اس قدر زائد لانے کی کیا ضرورت تھی۔ تھوڑی لے آتے۔ عرض کیا کہ یہ تو تھوڑی ہی ہے۔ بطور مزاح فرمایا کہ اب یہ اعتراض ہے کہ تھوڑی کیوں لائے۔ زائد کیوں نہیں لائے یہاں پر تو دونوں شقوں پر اعتراض ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت والا نے فرمایا کہ ایسے ہدایا میں سے ضرور کھانا چاہئے اس میں ایک نور ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت حاجی صاحب کا معمول تھا کہ ایسی چیزوں میں سے ضرور کچھ تھوڑا بہت کھا لیتے تھے۔ حضرت کا رنگ تو عجیب تھا یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ حضرت لذائذ سے بچے ہوئے ہیں۔ آپ کھاتے تھے اور بہت قلیل۔ یہ بڑی مشکل بات ہے کہ کھاتے اور کم کھاتے اس سے یہ آسان ہے کہ بالکل نہ کھاتے۔ مگر حضرت کا یہ معمول تھا کہ کیسی ہی کوئی چیز آ گئی مثلاً انگور وغیرہ۔ بس ایک دانہ اٹھا کر نوش فرما لیا اور باقی کو تقسیم کرا دیا۔ یہ بہت ہی دقیق زہد تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایسی چیزوں کی نسبت یوں بھی فرمایا کرتے تھے کہ جو چیز جب فی اللہ کی وجہ سے آئے اس سے ضرور کھائے۔ اس میں نور ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ دوسرے بزرگ کی ملاقات کو چلئے راستہ میں خیال آیا کہ بزرگ کی خدمت میں جا رہا ہوں کچھ ہونا ضرور چاہئے پاس کچھ نہ تھا۔
اکثر ایسا ہوتا ہے کہ درختوں کی پتلی پتلی کچھ شاخیں ہو کر نیچے زمین پر خود گر جاتی ہیں۔ ان بزرگ نے خیال کیا کہ یہ ہی لے چلو۔ حضرت کے ہاں ایک وقت کی روٹی ہی پک جائے گی۔ لکڑیاں جمع کیں اور سر پر رکھ کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت یہ کچھ لکڑیاں لایا ہوں۔
فرمایا بہت اچھا اب ان بزرگ کی قدر دانی دیکھئے۔ خادم کو بلایا اور فرمایا کہ یہ لکڑیاں لیکر حفاظت سے رکھو !اور جب ہم مر جائیں ان لکڑیوں سے ہمارے غسل کا پانی گرم کیا جائے اس کی وجہ سے ہمیں اپنی نجات

کی امید ہے۔ ان کی برکت سے ان شاء اللہ ہماری بخشش ہو جائے گی۔ (ملفوظات ج 1)

حکم الامت رحمہ اللہ کا واقعہ

آپ کے والد صاحب نے ایک کارخانہ میں کچھ حصہ آپ کے نام کر دیا۔ آپ نے پوچھا کہ واقعتہ یہ حصہ مجھے دیدیا ہے یا کسی مصلحت سے میرے نام کیا ہے۔ اِنھوں نے فرمایا کہ کیا تو مصلحت ہی سے تھا مگر آپ کو ہبہ کر دیا۔ آپ نے کہا کہ اس سے مجھ پر حج فرض ہو گیا۔ اسے بیچ کر حج کروں گا۔ والد صاحب نے فرمایا کہ ابھی کی بہنوں کی شادی وغیرہ کے مصارف سامنے ہیں۔ اس لئے حج کیلئے آئندہ سال جائیں۔ حضرت نے والدہ صاحب سے عرض کیا کہ کیا آپ آئندہ سال تک میری حیات کی ضمانت لے سکئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ تو نہیں ہو سکتا تو حضرت نے فیصلہ سنا دیا کہ ابھی بیچ کر حج کیلئے جا رہا ہوں بیچا اور تشریف لے گئے۔ (اخلاص)

حکیم الامت رحمہ اللہ کا دوسرا واقعہ

آپ کی تصانیف سیکڑوں کی تعداد میں ہیں لیکن آپ نے اپنی کسی تصنیف کا حق طبع محفوظ نہیں کیا اگر صرف بہشتی زیور ہی کا حق طبع محفوظ کر لیتے تو کروڑوں کماتے۔ برکت کیلئے یہ تین مثالیں بتا دی ہیں۔ ورنہ آپ کے مقام استغناء کو دنیا جانتی ہے اور اس کے واقعات بے شمار ہیں۔ نہ لالچ دے سکیں ہرگز تجھے سکوں کی جھنکاریں ترے دست توکل میں تھیں استغنا کی تلواریں

حضرت مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ

حضرت مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ نے اپنا قصہ خود مجھ سے یوں بیان فرمایا کہ وہ ایک مدرسہ میں پڑھاتے تھے۔ تنخواہ بہت کم تھی اور اولاد بہت زیادہ۔ اس زمانے میں ایک مدرسہ سے دو سو روپے ماہانہ کی پیشکش آئی۔ آپ نے اپنے شیخ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی خدمت میں اپنی مشکلات لکھ کر دوسرے ادارہ میں جانے کی اجازت چاہی۔ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے جواب میں یوں تنبیہ فرمائی۔ دو سو روپے مولوی کی جوتی کی خاک کے برابر بھی نہیں جو کچھ مل رہا ہے اسی پر قناعت کر کے بیٹھے رہیں

۔اللہ تعالیٰ وسعت عطافرمائیں گے۔حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے شیخ کی ہدایت پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے رزق کے دروازے کھول دیئے۔آخر میں نوابوں جیسی بلکہ نوابوں سے بھی بڑھ کر زندگی گزاری۔ (محبت الٰہیہ)

اخلاص کی برکت

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر کسی عمل کی شکل وصورت بڑی ہو' لیکن اس میں اخلاص نہ ہو تو وہ تباہی کا ذریعہ بنے گا اور جھوٹا سا عمل ہو' بالکل معمولی سا ہو' مگر خلوص اور للّٰہیت ہو تو وہ عمل نجات کا ذریعہ بن جائیگا''۔ (جواہر حکمت)

عمل کی روح اخلاص

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عمل کا ڈھانچہ کام نہیں دیتا' جب تک عمل کے اندر جان نہ ہو روح نہ ہو اور عمل کی روح اخلاص اور خلوص ہے اس سے عمل کے اندر جان پیدا ہوتی ہے اگر جان نہ ہو تو مردہ لاش کتنی ہی موٹی تازی ہو پہلوانوں جیسی ہو وہ تو دفن کرنے کے قابل ہوتی ہے کارآمد نہیں ہوتی' کارآمد جب ہی ہوتی ہے جب اس کے اندر جان اور روح ہو اور وہ خلوص اور اخلاص ہے۔ (جواہر حکمت)

نجات کے چار اصول

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نجات کے چار اصول ہیں۔ایک علم دوسرا عمل' تیسرا اخلاص اور چوتھا اپنی آخرت کی فکر' یہ چار بنیادیں ہیں جس سے آدمیت بنتی ہے اور انسان کی انسانیت ترقی کرتی ہے۔گویا کہ جس طرح انسان کا بدن چار چیزوں سے مل کر بنتا ہے (آگ' پانی 'ہوا اور مٹی) اسی طرح انسان کی روح بھی چار چیزوں سے مل کر بنتی ہے' علم' عمل' اخلاص اور فکر۔اگر یہ آگ' پانی' ہوا اور مٹی نہ ہو' تو انسانی جسم ختم ہوجاتا ہے۔اسی طرح اگر یہ چار چیزیں نہ ہوں تو یہ روح ختم ہوجائے گی''۔''نہ علم میں نجات ہے نہ عمل محض میں نجات اور نہ اخلاص میں نجات ہے جب تک کہ اس

کے ساتھ فکر صحیح شامل نہ ہو کہ نہ غرور ہو اپنے اوپر اعتماد اور بھروسہ ہو نہ اپنی عبادت اور عمل پر کوئی غرہ ہو بلکہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہو کہ میں نے کچھ نہیں کیا۔یہ انہی کا دیا ہوا ہے اگر وہ چھین لے تو میں کیا کروں۔یہ فکر جس کو دامن گیر ہوگی اس کا اخلاص بھی کارآمد ہوگا اس کا عمل بھی کارآمد ہوگا اور اس کا علم بھی کارآمد ہوگا۔'' (اخلاص:ص 61)

اخلاص کا انعام

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے لکھنو بازار میں ایک غریب درزی کی دکان تھی جو ہر جنازے کیلئے دکان بند کرتے تھے۔لوگوں نے کہا کہ اس سے آپ کے کاروبار کو نقصان ہوگا کہنے لگا کہ علماء سے سنا ہے کہ جو کسی مسلمان کے جنازے پر جاتا ہے کل اس کے جنازے پر ان شاء اللہ لوگوں کا ہجوم ہوگا۔میں غریب ہوں میرے جنازے پر کون آئے گا۔ایک تو مسلمان کا حق بھی ہے اور دوسرا یہ کہ اللہ پاک بھی راضی ہو جائیں گے۔اللہ پاک کی شان دیکھیں کہ 1902ء میں مولانا عبدالحئی لکھنوی کا انتقال ہوا۔ریڈیو پر بتلایا گیا اخبارات میں جنازے کے اشتہارات آگئے۔لاکھوں کا مجمع تھا۔جب جنازہ گاہ میں ان کا جنازہ ختم ہوا تو جنازہ گاہ میں ایک دوسرا جنازہ داخل ہوا۔اعلان ہوا کہ ایک اور عاجز مسلمان کا جنازہ بھی پڑھ کر جائیں۔یہ دوسرا جنازہ اس درزی کا تھا جو مولانا کے جنازہ سے بڑھ کر نکلا۔دونوں جنازوں کے لوگ اس میں شامل ہوگئے اور پہلے جنازے سے جو لوگ رہ گئے تھے وہ بھی شامل ہوگئے۔اللہ پاک نے اس درزی کی بات پوری کر کے اس کی لاج رکھی۔سچ کہا کہ اخلاص بہت بڑی نعمت ہے۔ (کاروان زندگی)

عمل خالص مغفرت کا ذریعہ

زبیدہ خاتون ایک نیک ملکہ تھی۔اس نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق خدا کو بہت فائدہ پہنچایا اپنی وفات کے بعد وہ کسی کو خواب میں نظر آئی۔اس نے پوچھا کہ زبیدہ خاتون! آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ زبیدہ خاتون نے جواب دیا کہ اللہ رب العزت نے بخشش فرمادی۔خواب دیکھنے والے نے کہا کہ آپ نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق کو فائدہ پہنچایا آپ کی بخشش تو ہونی ہی تھی۔زبیدہ خاتون نے کہا نہیں نہیں جب

نہر زبیدہ والا عمل پیش ہوا تو پروردگار عالم نے فرمایا کہ یہ کام تو تم نے خزانے کے پیسوں سے کروایا۔اگر خزانہ نہ ہوتا تو نہر بھی نہ بنتی۔

مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے میرے لئے کیا عمل کیا۔زبیدہ نے کہا کہ میں گھبرا گئی کہ اب کیا بنے گا مگر اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمائی۔ مجھے کہا گیا کہ تمہارا ایک عمل ہمیں پسند آ گیا۔ایک مرتبہ تو بھوک کی حالت میں دسترخوان پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی کہ اتنے میں اللہ اکبر کے الفاظ سے اذان کی آواز سنائی دی۔تمہارے ہاتھ میں لقمہ تھا اور سر سے دوپٹہ سرکا ہوا تھا تم نے لقمے کو واپس رکھا پہلے دوپٹے کو ٹھیک کیا پھر لقمہ کھایا تم نے لقمہ کھانے میں تاخیر میرے نام کے ادب کی وجہ سے کی۔چلو ہم نے تمہاری مغفرت فرما دی۔ (محاسن اسلام: جون 2020 بحوالہ نماز کے اسرار و رموز)

ایک بزرگ کا حیرت انگیز واقعہ

اخلاص کے نتائج و ثمرات بھی بڑے عجیب و غریب ہوتے ہیں ایک بزرگ تھے۔انہوں نے اللہ سے عہد کیا کہ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پیلاؤں گا۔ایک دن بھوکے تھے ایک باغ کی طرف گئے اور پھل کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن جلدی سے ہاتھ روک دیا کہ مالک کی اجازت نہیں ہے۔اس باغ میں چوروں کی کمین گاہ بھی تھی۔پولیس آئی' کوئی اور تو پکڑا نہیں گیا۔بزرگ صاحب کو پکڑے گئے اور فیصلہ ہوا کہ دونوں ہاتھ کاٹے جائیں۔جب ایک ہاتھ کاٹا گیا اور دوسرا ہاتھ کٹنے والا ہی تھا کہ ایک آدمی کھوڑے پر سوار چیختا چلاتا آیا اور کہا یہ چور نہیں بلکہ فلاں نام کے اللہ کے ولی ہیں۔لوگوں نے معافی طلب کی انہوں نے کہا کہ غلطی میری ہے۔میں نے ایک ہاتھ پھل کی طرف بڑھایا تھا وہ کٹ گیا اور وہ اس کٹے ہوئے ہاتھ پر کپڑا باندھے رکھتے تھے لیکن ان کو خوشی تھی اور شکر ادا کرتے تھے کہ اس ہاتھ کے کٹ جانے سے لوگ مجھے چور سمجھیں گے۔بزرگ نہیں سمجھیں گے تو مخلوق سے جان چھوٹے گی۔

یہ ٹوکریوں کا کام کرتے تھے اور ٹوکریاں دونوں ہاتھ سے بنتی ہیں۔اور ان کا ایک ہاتھ نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور شان کہ جب یہ بزرگ ٹوکریاں بناتے تو ہاتھ بالکل ٹھیک ہو جاتا اور بعد میں کٹا ہوا بن جاتا۔ایک آدمی کو تجسس ہوا! کہ یہ کس طرح ٹوکریاں بناتے ہیں؟ خلوت کے وقت گھر میں

جا گھسا' دیکھا کہ ہاتھ صحیح ہے اس نے مشہور کر دیا کہ یہ تو عجیب بندہ ہے! اندر اس کا ہاتھ صحیح ہوتا ہے یہ بزرگ بڑے پریشان ہوئے اور اللہ سے شکایت کی۔الہام ہوا کہ مجھے پسند نہیں تھا کہ لوگ میرے خالص بندے کو چور سمجھیں۔ (اخلاص)

علی بن حسین رحمہ اللہ کا رات کے وقت صدقہ کرنا

علی بن حسین اندھیری رات میں روٹیاں پکوا کر خود اپنی پیٹھ پر اٹھا کر مساکین کو دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ رات کے وقت صدقہ کرنا اللہ کے غضب کو مٹاتا ہے۔(حلیۃ الاولیاء) اور اہل مدینہ کے لوگوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ انکا کھانا وغیرہ کہاں سے آتا ہے۔جب علی بن حسین نے وفات پائی تو لوگوں نے انکو رات کے وقت کھانا دینے والا نہیں پایا۔انکی وفات کے بعد انکی پیٹھ پر وہ نشانات موجود تھے جو بوجھ اٹھانے کی وجہ سے پڑ گئے تھے اور یہ تقریباً سو گھروں کا چکر لگایا کرتے تھے۔

عمل اپنے گھر والوں سے چھپا کر کرنا

حضرت داود بن ابی ہند نے چالیس سال روزے رکھے لیکن انکے اہل و عیال کو معلوم نہیں تھا یہ صبح کے وقت نکالتے غریب مساکین کی خدمت کرتے اور شام کو واپس آ کر انکے ساتھ روزہ افطار کرتے۔ (حلیۃ لاولیاء)

مرید کا اخلاص

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

مرید نے پیر سے خواب بیان کیا۔دیکھتا ہوں کہ میری انگلیاں پاخانہ میں بھری ہوئی ہیں اور آپ کی انگلیاں شہد میں۔پیر جی نے کہا ہاں ٹھیک تو ہے اس میں شک ہی کیا ہے ہم ایسے ہی ہیں اور تو ایسا ہی ہے۔مرید نے کہا کہ ابھی خواب پورا نہیں ہوا یہ بھی دیکھا کہ میں تمہاری انگلیاں چاٹ رہا ہوں اور تم میری انگلیاں چاٹ رہے ہو۔پیر بہت خفا ہوئے اس حکایت کا وہی حاصل ہے کہ مرید تو پیر سے دین حاصل کرنا چاہتا ہے کہ وہ مشابہ شہد کے ہے اور پیر مرید سے دنیا حاصل کرنا چاہتا ہے کہ وہ مشابہ پاخانہ کے

ہے۔ (امثال عبرت)

امام غزالی رحمہ اللہ کا اخلاص

ایک وزیر نظام الملک تھا جو کہ بہت دیندار تھا۔اس نے ارادہ کیا کہ میں دینی علم کا ایک مدرسہ بناؤں تا کہ تعلیم عام ہو۔ چنانچہ اس نے لاکھوں روپیہ اپنی طرف خرچ کر کے ایک بہت بڑی عمارت بنائی اور شیخ تقی الدین ابن دقیق ؒ کو جو وقت کے بہت بڑے محدث فقیہ اللہ والے اور عارف عالم تھے ان کو صدر مدرسہ بنایا اور بڑے بڑے علماء کو مدرس مقرر کیا۔ غرض طلباء آنے لگے۔

ایک دفعہ نظام الملک کے کانوں میں خبر یہ پہنچی کہ عام طور سے طلباء کی نیتیں فاسد ہیں اور وہ دینی علم کو دنیا کمانے کے لئے حاصل کر رہے ہیں جس کے بارے میں احادیث میں آیا ہے کہ وہ علم وبال ہے جس کو دنیا کے حصول کے لئے ذریعہ بنایا جائے تو اس نے ارادہ کرلیا کہ مدرسہ ختم کروں گا اس کے بعد اس نے خیال کیا کہ ہر ممکن ہے یہ خبریں غلط ہوں، بہتر یہ ہے کہ خود بھی تحقیق کرلوں۔

ایک دن اس نے عام لباس پہن کر مدرسہ میں گھومنا شروع کیا۔ سینکڑوں طلباء مطالعہ اور تکرار میں مصروف تھے۔ نظام الملک نے طلباء سے دریافت کرنا شروع کیا کہ تم علم کیوں حاصل کرتے ہو؟ ایک طالب علم کا کہنا تھا کہ میں اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ میں وزارت کے عہدے پر پہنچ جاؤں۔ دوسرے نے کہا قاضی کے عہدے کے لئے۔ تیسرے نے کہا میرا مقصد شہرت حاصل کرنا ہے۔ غرض عام طور پر طلباء نے جو مقصد بیان کئے وہ فاسد ہی تھے یہ سن کر نظام الملک نے ارادہ کرلیا کہ اب میں مدرسہ ختم کردوں گا۔ میں لاکھوں روپے صرف کروں اور نیتیں فاسد ہوں تو علم بھی فاسد بن جائے گا جو فساد کا ذریعہ بن جائے گا پھر اچانک ایک طالب علم کو دیکھا کہ ایک ٹمٹماتے ہوئے چراغ کے سامنے مطالعہ میں مصروف ہے نظام الملک نے اس سے پوچھا کہ تو کس لئے پڑھ رہا ہے؟ اس طالب علم نے نگاہ تک اٹھا کر نہیں دیکھا۔ وزیر نے پھر کہا بھائی ایک آدمی آپ کے پاس کھڑا ہے اور کچھ پوچھنا چاہتا ہے کہ تم کون ہو؟ اس پر اس طالب علم نے کہا کہ میں جو گھر بار چھوڑ کر آیا ہوں تو کتاب دیکھنے کے لئے آیا ہوں مجھے اتنی فرصت کہاں کہ میں آپ سے گفتگو کروں۔

یہ سن کر نظام الملک کے دل میں اس کی بڑی عزت پیدا ہوئی اور کہا کہ میں آپ سے مختصر سوال کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ آپ اتنی محنت کیوں کر رہے ہیں؟ طالب علم نے جواب دیا کہ میں نے اپنے باپ اور خاندانی روایات سے یہ معلوم کیا ہے کہ ہمارا کوئی خالق اور رب ہے اور ظاہر بات ہے کہ اتنا بڑا محسن کوئی نہیں کہ جس نے زندگی بغیر کسی محنت اور قیمت کے عطا کردی اور جس نے زندہ رہنے کے سامان مہیا کئے ہیں ہر آن اس کے احسانات ہیں اور وہ بے شمار ہیں اس لئے ہم پر شکر گزاری واجب ہے اور احسانات کا ماننا بھی ضروری ہے۔ میں اس لئے پڑھ رہا ہوں تا کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے احسان اور شکر یہ کا حق کس طرح ادا کروں۔ وزیر نے اس طالب علم کی پیٹھ پر محبت سے ہاتھ پھیرا اور کہا کہ میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ اس مدرسہ کو ختم کروں گا اس لئے کہ عام طور پر طلباء کے مقاصد غلط ہیں ایک آپ ہیں کہ جس سے دل خوش ہوا کہ آپ آخرت کے لئے پڑھ رہے ہیں دنیا کے لئے نہیں۔ اس لئے اپ میں مدرسہ کو جاری رکھوں گا اور لاکھوں روپیہ خرچ کروں گا۔ یہ طالب علم امام غزالی تھے جن کے اخلاص کی وجہ سے ایک عالیشان مدرسہ ختم ہونے سے روک گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائیں۔ آمین (ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان)

اخلاص کا اثر

بڑے بڑے مقررین اور جادو بیان خطیب تقریریں کرتے ہیں وقتی طور پر بڑے بڑے اجتماع ان کی تقریروں کو سنتے بھی ہیں اکثر تقریریں ختم ہونے کے ساتھ ہی فضاء میں تحلیل ہو جاتی ہیں اور بعض اللہ کے نیک بندے نہ تقریر کرنا جانتے ہیں نہ ان کو خطابت کے انداز آتے ہیں۔ سیدھی سادھی مختصر بات کہتے ہیں اور وہ دلوں میں اتر کر ہزاروں انسانوں کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے۔ اخلاص عمل کے راستہ میں نام ونمود۔ جذبہ شہرت اظہار علم مالی منفعت انداز کر دے تو یہ فوائد مع زوائد کے اللہ تعالیٰ خود بخود حاصل کرا دیتے ہیں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دنیا کو ٹھوکر مار دیتے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا کو ان کے قدموں میں تابع بنا کر ڈال دیتے ہیں۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کی دولت عطا فرمائے اور ہم سے اپنے دین کی خدمت اخلاص کے ساتھ لے۔ (اخلاص: ص 107)

شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ کا کلمہ اخلاص

محمد بن احمد ابی سہل سرخسی شمس الائمہ سرخسی کے نام سے مشہور ہیں بعہد خلیفہ القادر باللہ **400**ھ میں پیدا ہوئے۔ بڑے حق گو اور حریت پسند تھے کلمۂ حق کہنے میں کسی کا خوف نہ کرتے تھے۔ بادشاہ کو اس کے بعض نقائص سے آگاہ کیا۔ اسے بتایا کہ رعب وداب اور طاقت کے زور سے رعایا خاموش تو ہو جاتی ہے مگر مطیع نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے دلوں پر حکومت ہو سکتی ہے۔ رعایا کا دل صرف اسی طریق سے قابو کیا جا سکتا ہے کہ سختیاں دور کی جائیں۔ ان کر فریاد اور چیخ وپکار سنی جائے اور ہر طرح افراد رعایا کی دلجوئی کی جائے۔ بادشاہ ایسی آزادانہ گفتگو سننے کے بہت کم عادی ہوتے ہیں اس نے ناراض ہو کر شہر روز چند میں ایک پرانے کنوئیں کے اندر قید کر دیا۔ آپ عرصہ تک وہاں قید رہے اور آپ کے شاگرد کنوئیں پر آ کر آپ سے سبق پڑھتے رہے اور آپ جو کچھ کنوئیں کے اندر سے کہتے وہ اسے لکھتے جاتے۔ محبوسی کی حالت ہی میں چار پانچ ضخیم کتابیں تیار ہو گئیں۔ آخر رہا ہوئے اور فرغانہ پہنچے۔ امیر فرغانہ نے بڑی عزت کی۔ آپ کے تمام شاگرد بھی اسی جگہ آ گئے اور یہاں بھی درس فقہ وحدیث جاری ہو گیا۔ آپ کی وفات بقول بعض **490**ھ اور بقول بعض **500**ھ میں یہ زمانہ المستظہر باللہ کا تھا۔ (اخلاص: ص**184**)

باب (5)... امام ابوحنیفہؒ کی ذہانت، برداشت اور صبر وتحمل کے دلچسپ واقعات

نام ونسب اور ولادت

نام نعمان، کنیت ابوحنیفہ، لقب امامِ اعظم اور والد کا نام ثابت تھا۔ امامِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت **80**ھ میں ہوئی۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پوتے اسماعیل کہتے ہیں: میرے پردادا، ثابت زمانۂ طفولیت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے اور ان کے خاندان کے لیے برکت کی دُعا کی تھی۔ (البدایۃ النھایۃ) جائے پیدائش کوفہ ہے جو اُس زمانے میں ایک بہت بڑا علمی مرکز تھا۔ (مقدمۃ نصب الرایۃ) امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آتا کہ آپ تحصیل علم کے لیے متعدد بار کوفہ گئے۔ (فتح الباری)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ابتداء میں ریشم کی تجارت سے وابستہ تھے، ایک دن امام شعبی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو علم حاصل کرنے کی ترغیب دی، امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بات میرے دل کو لگ گئی اور میں نے علم حاصل کرنا شروع کیا۔ (موافق)۔ یہاں تک کہ کوفہ کا کوئی محدِّث ایسا نہیں تھا جس سے آپ نے علم حاصل نہ کیا ہو۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار ہزار (۴۰۰۰) اساتذہ سے علم حاصل کیا (شرح سفر السعادۃ)، مگر خصوصی طور پر حضرت حماد رحمہ اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کیا۔

تابعیت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ

جمہور محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی تھے۔ خطیب بغدادی، علامہ ابن جوزی، علامہ مزنی، امام دار قطنی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی ہونے کو تسلیم کرتے ہیں۔ (مقدمۃ أوجز المسالک)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بار بار دیکھا ہے (الخیرات الحسان)۔ البتہ اس میں حضرات محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتنے صحابہ کی زیارت کی ہے؟ بقول علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ، امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ صحابہ سے ملاقات کی ہے۔ (تنسیق النظام)

زہد وتقویٰ اور دیانت

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبادت خاص کر تہجد اور قیام اللیل خبرِ متواتر کے ساتھ ثابت ہے''۔ **(سیرا علام النبلاء)**

اسد بن عمر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ''ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اکثر ایک رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھ لیتے تھے، گھر میں اِن کا رونا باہر سنائی دیتا تھا، جس سے ان کے پڑوسی اس پر ترس کھاتے اور جس جگہ سے گرفتار کر کے بغداد بھیجے گئے اس جگہ

سات ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا''۔(الاشباہ والنظائر)

قاسم بن معن رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں''ایک دفعہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ساری رات تہجد میں یہ آیت ﴿بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر﴾ پڑھتے رہے اور روتے اور گڑگڑاتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ **(سیرا علام النبلاء)**

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ زہد وتقویٰ اور علم میں اس مقام پر ہیں کہ کوئی اس مقام کو نہیں پہنچ سکتا''۔ **(مقدمة او جز المسالك)**

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پوری رات قیام اللیل میں گزارتے تھے اور ایک ہی رکعت میں قرآن مجید ختم فرماتے تھے''۔ **(مقدمة او جز المسالك)**

علی بن حفص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''حضرت حفص امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے شریک تجارت تھے، ایک دفعہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک کپڑے کے بارے میں بتایا کہ اس میں فلاں عیب ہے،فروخت کرتے وقت اس کو مشتری پر ظاہر کرنا لیکن حفص فروخت کرتے وقت بتانا بھول گئے،امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب اس کا علم ہوگیا تو اس تجارت سے حاصل شدہ سارا مال خیرات کردیا''۔

(تبييض الصحيفه)

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''ایک دفعہ لوٹ مار کی کچھ بکریاں کوفہ آگئیں اور کوفہ کی بکریوں سے اِن کا اختلاط ہوگیا (مل گئیں) امام صاحب نے معلوم کیا کہ بکریاں زیادہ سے زیادہ کتنے عرصے تک زندہ رہتی ہیں لوگوں نے کہا کہ سات سال تو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے سات سال تک بکری کا گوشت ترک کردیا۔'' **(مقدمة او جز المسالك)**

ابوالمؤید خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ میں نے اما حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا۔ایک دن میں نے ان کو دھوپ میں ایک آدمی کے دروازے کے پاس بیٹھے دیکھا تو میں نے عرض کیا: کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ سایہ میں ہوجائیں، تو فرمایا:''اس گھر والے پر میری کچھ رقم قرض ہے، میں پسند نہیں کرتا کہ اس گھر کی دیوار کے سایہ میں

بیٹھوں''۔ یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کون سی پرہیزگاری اس سے زیادہ ہوسکتی ہے؟ (تذکرۃ النعمان)

علی بن یزید الصدائی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ رمضان میں **60** دفعہ قرآن مجید ختم کرتے تھے''۔

(تبييض الصحيفه)

ابو یحیٰ الحمانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''میں نے ابن المبارک کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا: اے ابوعبداللہ! یہ امام ابوحنیفہؒ غیبت سے کتنا دور رہتے ہیں کہ اپنے دشمن کی غیبت بھی نہیں کرتے تو انہوں نے فرمایا:''اللہ کی قسم ابوحنیفہؒ زیادہ عقلمند ہیں اپنی نیکیوں پر ایسی چیز مسلط نہیں کرتے جو ان کو ختم کردے''۔ **(تبييض الصحيفه)**

سہل بن مزاحم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''میں جب ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا تو ان کے چہرے سے رونے کے آثار ظاہر ہوتے تھے''۔ **(تبييض الصحيفه)**

شیخ بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں سب سے زیادہ متقی اور سب سے زیادہ علم رکھنے والے سب سے زیادہ عبادت گزار، سب سے زیادہ اکرام کرنے والے اور دینی معاملات میں سب سے زیادہ احتیاط کرنے والے تھے اور اس بات سے زیادہ دور رہتے تھے کہ دین میں اپنی طرف سے کوئی کہہ دیں۔ **(مقدمة او جز المسالك)**

وفات اور تدفین

بروزِ جمعہ ماہِ رجب **150**ھ کو امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا سانحۂ ارتحال پیش آیا۔وجہ یہ ہوئی کہ محمد النفس الذکیہ نے مدینہ منورہ میں اور ان کے بھائی عبداللہ نے کوفہ میں منصور کے خلاف اعلان بغاوت کیا اور امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید کی۔اس کی پاداش میں منصور امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو جیل میں بند کروا کر کوڑے لگوائے اور پھر جیل میں ہی آپ کو زہر دیا گیا اور آپ سجدہ کی حالت میں اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔(الخیرات الحسان)

حسن بن عمارہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کے اساتذہ میں سے ہیں،آپ کو غسل دیا اور غسل دیتے ہوئے یہ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جس نے تیس سال افطار نہ کیا اور نہ چالیس سال تک رات کو آرام کیا۔پہلی مرتبہ کی نمازِ جنازہ میں چالیس ہزار(۴۰،۰۰۰) آدمی شریک ہوئے۔(سیرۃ النعمان)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا صبر وتحمل

امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مخالف تھا۔اس کو پتہ چلا کہ آپ کے والد کی وفات ہوگئی۔والدہ بوڑھی تھیں۔نوے سال کے قریب عمر ہوگئی۔وہ ایک دن آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ شرع شریف میں حکم ہے کہ تم بیواؤں کا نکاح کردو۔

تمہاری ولداہ چونکہ بیوہ ہوچکی ہیں میں نے سنا ہے کہ بڑی خوبصورت ہیں' حسینہ وجمیلہ ہیں۔تو میں چاہتا ہوں کہ میں ان کے ساتھ نکاح کروں۔حضرت رحمہ اللہ نے سنا تو بھانپ گئے۔فرمانے لگے' بھئی! میری والدہ عاقلہ بالغہ ہیں اور اس عمر کی عورت کو شرعی طور پر اپنا فیصلہ خود کرنے کا اختیار ہوتا ہے' میں انکے سامنے جاکر بات کردیتا ہوں۔اس نے کہا' بہت اچھا۔حضرت رحمہ اللہ نے اپنے گھر کی جانے کیلئے دو قدم اٹھائے تو کیا دیکھا کہ اس آدمی کے پیٹ کے اندر کوئی درد اٹھا۔اسی درد کے اندر وہ بندہ گرا اور وہیں پر اسکی موت آگئی۔امام اعظم رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوحنیفہؒ کے صبر نے ایک بندے کی جان لے لی (انمول موتی اول)

تھپڑ کا جواب

کسی بدنصیب نے غیظ وغضب اور شدت بغض وعداوت میں آکر حضرت ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو طمانچہ مارا تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حد درجہ تلطف وانکساری سے فرمایا بھائی! میں بھی تمہیں طمانچہ مار سکتا ہوں لیکن مارتا نہیں...میں خلیفہ سے تمہاری شکایت کرسکتا ہوں لیکن نہیں کرتا..سحر گاہی کے وقت تیرے ظلم پر خداتعالیٰ کے آگے فریاد کرسکتا ہوں...لیکن نہیں کرتا اور قیامت کے روز تمہارے ساتھ خصومت اور مقدمہ کرکے انصاف حاصل کرسکتا ہوں..مگر یہ بھی نہیں کرتا...بلکہ اگر مجھے قیامت کے روز رستگاری حاصل ہوئی اور میری سفارش قبول ہوئی تو تیرے بغیر جنت میں قدم بھی نہ رکھوں گا... (حدائق الحنفیہ)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عفو وکرم کا عجیب واقعہ

ایک روز ظہر کی نماز کے بعد گھر تشریف لے گئے...بالاخانے پر آپ کا گھر تھا...جاکر آرام کرنے کیلئے بستر پر لیٹ گئے...اتنے میں کسی نے دروازے پر نیچے دستک دی.....آپ اندازہ کیجئے جو شخص ساری رات کا جاگا ہوا ہو....اور سارا دن مصروف رہا ہو...اس وقت اس کی کیا کیفیت ہوگی...ایسے وقت کوئی آجائے تو انسان کو کتنا ناگوار ہوتا ہے کہ یہ شخص بے وقت آگیا....لیکن امام صاحب اٹھے...زینے سے نیچے اترے....دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک صاحب کھڑے ہیں...امام صاحب نے اس سے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟

اس نے کہا کہ ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے...دیکھنے اول تو امام صاحب جب مسائل بتانے کیلئے بیٹھے تھے...وہاں آکر تو مسئلہ پوچھا نہیں اب بے وقت پریشان کرنے کیلئے یہاں آگئے...لیکن امام صاحب نے اس کو کچھ نہیں کہا...بلکہ فرمایا کہ اچھا بھائی...کیا مسئلہ معلوم کرنا ہے؟

اس نے کہا کہ میں کیا بتاؤں....جب میں آرہا تھا تو اس وقت مجھے یاد تھا کہ کیا مسئلہ معلوم کرنا ہے....لیکن اب بھول گیا...یاد نہیں رہا کہ کیا مسئلہ پوچھنا تھا...امام صاحب نے فرمایا کہ اچھا جب یاد آجائے تو پھر پوچھ لینا..آپ نے اس کو برا بھلا نہیں کہا...نہ اس کو ڈانٹا ڈپٹا.. بلکہ خاموشی سے واپس اوپر چلے گئے...ابھی جاکر بستر پر لیٹے ہی تھے کہ دوبارہ دروازہ پر دستک ہوئی...آپ پھر اٹھ کر نیچے تشریف لائے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہی شخص کھڑا ہے...آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟

اس نے کہا کہ حضرت! وہ مسئلہ مجھے یاد آگیا تھا...آپ نے فرمایا پوچھ لو...اس نے کہا کہ ابھی تک تو یاد تھا مگر جب آپ آدھی سیڑھی تک پہنچے تو میں وہ مسئلہ بھول گیا...اگر ایک عام آدمی ہوتا تو اس وقت تک اس کے اشتعال کا کیا عالم ہوتا امام صاحب اپنے نفس کو مٹا چکے تھے..امام صاحب نے فرمایا اچھا بھائی جب یاد آجائے پوچھ لینا....یہ کہہ کر آپ واپس چلے گئے.....اور جاکر بستر پر لیٹ گئے...ابھی لیٹے ہی تھے کہ دوبارہ پھر دروازے پر دستک ہوئی...آپ پر نیچے تشریف لائے...دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہی شخص کھڑا ہے...اس شخص نے کہا کہ حضرت! وہ مسئلہ یاد آگیا...امام صاحب نے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے؟

اس نے کہا کہ یہ مسئلہ معلوم کرنا ہے۔ کہ انسان کی نجاست (پاخانہ) کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے یا میٹھا ہوتا ہے؟ (العیاذ باللہ یہ بھی مسئلہ ہے)

اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا...اور وہ اب تک ضبط بھی کر رہا ہوتا...تو اب اس سوال کے بعد اس کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو جاتا...لیکن امام صاحب نے بہت اطمینان جواب دیا کہ اگر انسان کی نجاست تازہ ہو تو اس میں کچھ مٹھاس ہوتی ہے اور اگر سوکھ جائے تو کڑواہٹ پیدا ہوتی ہے. پھر وہ کہنے لگا کہ کیا آپ نے چکھ کر دیکھا ہے؟ (العیاذ باللہ) حضرت ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر چیز کا علم چکھ کر حاصل نہیں کیا جاتا... بلکہ بعض چیزوں کا علم عقل سے حاصل کیا جاتا ہے...اور عقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تازہ نجاست پر مکھی بیٹھتی ہے خشک پر نہیں بیٹھتی...اس سے پتہ چلا کہ دونوں میں فرق ہے ورنہ مکھی دونوں پر بیٹھتی...جب امام صاحب نے یہ جواب دے دیا تو اس شخص نے کہا...امام صاحب! میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں...مجھے معاف کیجئے گا کہ میں نے آپ کو بہت ستایا...لیکن آج آپ نے مجھے ہرادیا...امام صاحب نے فرمایا کہ میں نے کیسے ہرادیا؟ اس شخص نے کہا کہ ایک دوست سے میری بحث ہو رہی تھی...میرا کہنا یہ تھا کہ حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ علماء کے اندر سب سے زیادہ بردبار ہیں ...اور وہ غصہ نہ کرنے والے بزرگ ہیں اور میرے دوست کا یہ کہنا تھا کہ سب سے بردبار اور غصہ نہ کرنے والے بزرگ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ہیں اور ہم دونوں کے درمیان بحث ہوگئی...اور اب ہم نے جانچنے کیلئے یہ طریقہ سوچا تھا کہ میں اس وقت آپ کے گھر پر آجاؤں جو آپ کے آرام کا وقت ہوتا ہے اور اس طرح دو تین مرتبہ آپ کو اوپر نیچے دوڑاؤں اور پھر آپ سے ایسا بے ہودہ سوال کروں اور یہ دیکھوں کہ آپ غصہ ہوتے ہیں یا نہیں؟

میں نے کہا کہ اگر غصہ ہو گئے تو میں جیت جاؤں گا اور اگر غصہ نہ ہوئے تو جیت گئے...لیکن آج آپ نے مجھے ہرادیا...اور واقعہ یہ ہے کہ میں نے اس روئے زمین پر ایسا حلیم انسان جس کو غصہ چھو کر بھی نہ گزرا ہو...آپ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں دیکھا...اس اندازہ لگایئے کہ آپ کا کیا مقام تھا...اس پر ملائکہ کو رشک نہ آئے تو کس پر آئے....انہوں نے اپنے نفس کو بالکل مٹا ہی دیا تھا....(اصلاحی خطبات ج 8)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا عجیب اجتہاد

امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے ایک عالم نے دریافت کیا کہ آپ کو کبھی اپنے کسی اجتہاد پر افسوس اور پشیمانی بھی ہوئی ہے فرمایا کہ ہاں ایک مرتبہ لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ ایک حاملہ عورت مرگئی ہے اور اس کے پیٹ بچہ حرکت کر رہا ہے کیا کرنا چاہئے؟

میں نے ان سے کہا...عورت کا شکم چاک کر کے بچہ کو نکال دیا جائے لیکن بعد میں مجھے اپنے اجتہاد پر افسوس ہوا کیونکہ بچے کے زندہ نکلنے کا تو مجھے علم نہیں....تاہم ایک مردہ عورت کو تکلیف دینے کے فتوی پر مجھے افسوس رہا.... پوچھنے والے عالم نے کہا کہ یہ اجتہاد تو قابل افسوس نہیں بلکہ اس میں تو اللہ کا فضل شامل رہا....کیونکہ آپ کے اس اجتہاد کی برکت سے زندہ نکل کر اس مرتبہ کو پہنچنے والا وہ بچہ میں ہی ہوں..... (حدائق الحنفیہ)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا عجیب مصلحانہ انداز

کوفہ میں ایک شخص تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہودی کہتا تھا اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وجاہت تو سارے کوفہ میں تھی ہر دشمن اور دوست عزت کرتا تھا اور جو بڑا آدمی صاحب اخلاق بھی ہو اور صاحب علم وفضل بھی ہو تو تمام طبقے کے لوگ اس کا احترام کیا کرتے وہ اپنے اخلاق اور اپنے اعمال کی بنا پر سب کے نزدیک محترم ہوتا ہے تو حضرت امام صاحب رحمہ اللہ اس شخص کے پاس گئے اس نے پوچھا کیسے تشریف آوری ہوئی؟ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہنے لگے ایک رشتے کا پیغام لے کر آیا ہوں...جناب کی صاحبزادی کے رشتے کا پیغام لے کر آیا ہوں...وہ بہت خوش ہوا...لڑکے کے بارے میں بتایا کہ لڑکا بہت اچھا ہے...برسر روزگار ہے...علامہ ہے...وغیرہ وغیرہ اور دنیا میں جو وجاہت کی چیزیں رائج ہیں ساری گنوادیں...وہ آدمی کہنے لگا بہت اچھا! منظور ہے...حضرت فرمانے لگے کہ بھئی میں نے اس کے ہنر بتادیئے ہیں تھوڑے سے عیب بھی بتادینے چاہئیں تاکہ دھوکہ نہ ہو...تھوڑا سا اس میں عیب بھی ہے کہ وہ لڑکا یہودی ہے...یہ سن کر اس کو تو آگ لگ گئی....چہرہ سرخ ہو گیا...کہنے لگا کہ اتنے بڑے امام ہو کر آپ مجھ سے مذاق کرنے کیلئے آئے ہیں؟ وہ بھی میری بیٹی کے معاملے میں! حضرت امام صاحب برافروختہ

نہیں ہوئے.... بلکہ نہایت متانت سے فرمانے لگے کیوں کیا بات ہے؟ یہ برافروختہ ہونے کی چیز ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی کو دو بیٹیاں دی تھیں اب اس شخص کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اس نے ہاتھ جوڑے اور کہا آئندہ میں توبہ کرتا ہوں حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا بس یہی مسئلہ سمجھانے کے لئے آیا تھا... تیری بیٹی کے لئے اگر میں یہودی کا رشتہ لاؤں تو تو مجھے قتل کرنے پر آمادہ ہوجائے اور اگر رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے شوہر کو کوئی یہودی کہہ دے تو وہ واجب القتل نہیں؟

(عجیب وغریب واقعات: ص25)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک اور عجیب واقعہ

ایک شخص مال دفن کر کے جگہ بھول گیا .... اپنی مشکل کے حل کیلئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس پہنچا.... آپ نے فرمایا: یہ کوئی فقہی مسئلہ تو نہیں کہ میں تمہیں کوئی حیلہ بتا دوں .... اچھا تم آج ساری روت نماز میں گزارنا.... چوتھائی رات ہی نماز میں گزری تھی کہ اسے جگہ یاد آگئی اور مال نکال لایا.... صبح امام صاحب سے ذکر کیا تو فرمایا: کہ میں نے یہ اس خیال کہا تھا کہ شیطان تمہیں رات بھر عبادت کی مہلت نہیں دے گا اور جگہ یاد دلا دے گا لیکن تمہیں چاہئے تھا کہ باقی رات شکر کے طور پر نماز پڑھتے...

(عجیب وغریب واقعات: ص26)

”ایک رومی سے مناظرہ“

بغداد میں ایک رومی آیا اور اس نے خلیفہ سے آکر عرض کیا کہ میرے یہ تین سوال اگر آپ کی سلطنت میں کوئی موجود ہو تو بلایئے۔ خلیفہ نے اعلان کروایا۔ سب علماء جمع ہوئے۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تشریف لائے۔ رومی منبر پر چڑھا اور اس نے سوال کیے:

1۔ بتاؤ اللہ سے پہلے کون تھا؟

2۔ بتاؤ اللہ کا رخ کدھر ہے؟

3۔ بتاؤ اس وقت اللہ کیا کر رہا ہے؟

یہ سن کر سب خاموش ہوگئے۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آگے بڑھے اور کہا: میں جواب دوں گا لیکن شرط یہ

ہے کہ آپ منبر سے نیچے اتریں۔ رومی منبر سے نیچے آگیا۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ منبر پر جا بیٹھے اور سوال دہرانے کو فرمایا۔ رومی نے سوالات کا اعادہ کیا تو امام صاحبؒ نے فرمایا گنتی شمار کرو رومی گننا شروع کیا امام صاحبؒ روکا اور کہا: ایک سے پہلے گنو۔ رومی نے کہا: ایک سے پہلے کوئی گنتی نہیں ہے تو امام صاحبؒ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ سے پہلے بھی کون نہیں ہے۔ اور دوسرے سوال کا جواب یوں دیا کہ امام صاحبؒ نے ایک شمع روشن کی اور فرمایا: اس کا رخ کدھر کو ہے؟ رومی نے کہا سب طرف کو۔ امام صاحبؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا رخ بھی سب طرف کو ہے۔ اور تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اوپر چڑھا دیا۔ رومی یہ سن کر شرمندہ ہوا اور واپس چلا گیا۔ (تذکرۃ النعمان، لاشباہ والنظائر)

”قراءۃ خلف الامام پر مناظرہ“

ایک مرتبہ امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں کچھ حضرات آئے اور انہوں نے کہا: ہم آپ سے قراءۃ خلف الامام پر مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: تم سب سے ایک ساتھ کس طرح مناظرہ ہوسکتا ہے؟ تم اپنے میں سے سب سے زیادہ عالم منتخب کرلو۔ انہوں نے ایک آدمی کو منتخب کرلیا۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے پھر پوچھا: اگر یہ ہار گئے تو آپ کی ہار شمار ہوگی۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ تب امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: مناظرہ ختم۔ اس وجہ سے کہ ہم میں امام کو اسی لیے تو منتخب کرتے ہیں۔ حدیث میں موجود ہے: ”**مَنْ کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة**“ جس کا امام موجود ہو تو امام کی قراءۃ اس کی قراءۃ ہوتی ہے۔ (تقریر ترمذی)

”خوارج کے ساتھ مناظرہ“

ایک دفعہ تقریباً ستر (70) خارجی امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر آچڑھے اور تلوار نکال کر کھڑے ہوگئے اور کہا: آپ کو قتل ہی کریں گے اس وجہ سے کہ آپ مرتکبِ کبیرہ کو کافر نہیں کہتے۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پہلے تلوار نیاموں میں کرلو اس کے بعد سوال کرو، اس کے بعد جو دل میں آئے کرنا۔ اِنہوں نے کہا: ہم تو ان کو (تلواروں کو) آپ کے خون سے رنگین کریں گے، ایسا کرنے کو ہم ستر (70) سال جہاد فی سبیل اللہ سے افضل سمجھتے ہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اچھا کہو

! کیا کہتے ہو؟ تو خارجیوں نے کہا: اس جگہ باہر دو جنازے ہیں۔ جن میں ایک مرد کا ہے اور دوسرا عورت کا۔ مرد شراب پی کر اسی حالت میں مرگیا۔ عورت حاملہ تھی اس نے خودکشی کر لی لہٰذا اب فرمائیں کیا کہتے ہیں؟ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ! یہ یہودی تھے، نصرانی تھے یا مجوسی؟ خارجیوں نے کہا: ان میں سے کچھ بھی نہیں تھے تو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا تو پھر کس ملت سے تھے؟ خارجیوں نے کہا: وہ اس ملت سے تھے جو یہ کہتے ہیں: **اشھد ان لاالہ الااللہ واشھد ان محمدا رسول للہ**۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا: یہ کلمہ ایمان کا کون سا جزء ہے؟ نصف یا تہائی یا چوتھائی؟ خارجیوں نے کہا: یہ تو کل ایمان ہے اس لیے کہ ایمان کے اجزاء نہیں ہوتے؟ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب تم ہی بتاؤ یہ دونوں جنازے کس کے ہوئے مسلمان کے یا کافر کے؟ خارجیوں نے کہا: اچھا اس کو رہنے دیں دوسری بات بتائیں کہ یہ دونوں جنتی ہیں یا دوزخی؟ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کے بارے میں تو وہی کہوں گا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں سے زیادہ مجرم کے بارے میں فرمایا تھا: **﴿فمن تبعنی فانه منی ومَن عَصانی فَانك غفور رحیم﴾** (کہ جس نے میری اتباع کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی پس اے اللہ تو غفور ورحیم ہے۔) اور وہ کہوں گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا: **﴿ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك أنت العزيز الحكيم﴾** (کہ اگر آپ ان کو عذاب دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر بخش دیں تو آپ غالب اور حکمت والے ہیں۔) اور وہ کہوں گا جو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا: **﴿وَمَا علمی بما کانوا یعملون اِن حسابهم الا علی ربی﴾** (کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ مجھ پر نہیں ان کا حساب تو اللہ تعالیٰ پر ہے وہ جو چاہے کرے۔) یہ سن کر خارجیوں نے تلواروں کو نیاموں میں کر لیا اور تائب ہوئے اور عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کو اختیار کر لیا۔ (امام اعظم ابوحنیفہؒ کی ذہانت کے دلچسپ واقعات: ص28)

''امام باقر رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات''

ایک دفعہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ وہاں امام باقر رحمہ اللہ تعالیٰ سے

ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا: آپ وہی ابوحنیفہ ہیں جنہوں نے میرے نانا کے دین کو بدل دیا ہے؟ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ آپ کو غلط خبر پہنچی ہے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ تشریف رکھیں تب میں اپنی صفائی پیش کروں۔ امام باقر رحمہ اللہ تعالیٰ بیٹھ گئے اور امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: عورت کمزور ہے یا مرد؟ انہوں نے کہا: عورت۔ پھر پوچھا: اچھا بتائیے کہ میراث میں عورت کا حصہ کتنا ہے اور مرد کا کتنا؟ امام باقر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: مرد کے دو اور عورت کا ایک۔ تب امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر میں قیاس سے کام لیتا تو عورت (ضعیف) کے دو حصے مقرر کرتا۔ پھر پوچھا: نماز افضل ہے یا روزہ؟ جواب دیا: نماز۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر میں قیاس سے کام لیتا تو پیشاب سے غسل کو واجب قرار دیتا اور نطفہ سے وضو کو فرض قرار دیتا۔ مگر میں ایسا نہیں کرتا ہوں۔ تب امام باقر رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحسین فرمائی اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ (امام اعظم ابوحنیفہؒ کی ذہانت کے دلچسپ واقعات: ص29)

''طلاق کی قسم''

ایک آدمی امام صاحب رحمہ اللہ کے پاس آیا اور عرض کیا: میں اجنبی ہوں اور میں نے قسم کھائی ہے کہ ''اگر میں غسل جنابت کروں تو میری بیوی پر تین طلاق''۔ اب کیا کروں؟ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور ایک نہر کے پل پر لائے اور اسے نیچے دھکا دیا اور اس کو باہر نکلوایا اور فرمایا: جا! اب تو پاک ہو گیا اور تیری بیوی پر تین طلاقیں نہیں پڑیں۔ (تذکرۃ النعمان)

''طلاق معلق اور امام اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ''

امام اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ شکل وصورت کے اعتبار سے تو اچھے نہ تھے مگر ان کی بیوی نہایت حسین وجمیل تھیں۔ اسی وجہ سے دونوں میں جھگڑا رہتا تھا۔ ایک دفعہ عشاء کے بعد دونوں میں جھگڑا شروع ہوا اور شدت اختیار کر گیا۔ ادھر عورت نے بھی شدت اختیار کر لی اور بولنا بند کر لیا۔ امام اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی: ''اگر آج کی رات تو مجھ سے نہ بولی تو تجھ پر طلاق بائنہ''۔ امام اعمش رحمہ اللہ علیہ نے کہنے کو تو کہہ دیا لیکن اس کے بعد بہت پریشان ہوئے کیونکہ چھوٹے چھوٹے بچے تھے، ادھر عورت در پے

آزار تھی سوائے اس کے کوئی تدبیر نہ آئی کہ امام صاحب رحمہ تعالیٰ سے جا کر کوئی صورت دریافت کریں۔ لہٰذا امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر گئے اور صورتِ حال سامنے رکھی۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فکر کی کوئی بات نہیں ہے، آج صبح کی اذان صبح صادق سے پہلے پڑھوا دوں گا۔ چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اس محلّہ کی مسجد کے موذن کے پاس پہنچے اور فرمایا: آج صبح کی اذان صبح سے پہلے پڑھ دینا، وہ تیار ہو گیا اور صبح صادق سے پہلے اذان دے دی تو عورت کو خوشی ہوئی اور بولی: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے آج تجھ بوڑھے بد اخلاق سے میرا دامن پاک ہوا۔

فائدہ: جب مؤذن نے اعلان کیا کہ وقت سے پہلے اذان ہو گئی ہے اور کوئی بھی فجر کی نماز نہ پڑھے تو امام اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیوی نے کہا: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا حیلہ مجھ پر بھی چل گیا۔

(امام اعظم ابوحنیفہؒ کی ذہانت کے دلچسپ واقعات: ص 31)

''پانی کے پیالے کا قصہ''

اسی میں یہ واقعہ بھی ہے کہ امام صاحبؒ سے ایک آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا۔ جس کے ہاتھ میں پانی کا پیالہ تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں اس پانی کو پی لوں یا گرا دوں یا رکھ دوں یا کسی انسان کو دے دوں تو تجھے طلاق۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس میں کپڑا ڈال دیا جائے وہ اسے جذب کر لے گا۔ (تذکرۃ النعمان)

''امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی عجیب ذہانت''

مناقب زرنجری میں ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ ''اگر میں انڈہ کھاؤں تو میری بیوی کو طلاق''۔ اتفاق سے اس کی بیوی آستین میں انڈہ رکھ کر لائی۔ اس نے کہا کہ ''جو کچھ تیری آستین میں ہے اسے اگر میں نہ کھاؤں تو تجھے طلاق''۔ اس کو معلوم نہ تھا کہ آستین میں انڈہ ہی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ کہ کس طرح یہ آدمی اپنی قسم سے بری ہو اور حانث نہ ہو؟ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: انڈے مرغی کے نیچے رکھے جائیں۔ جب بچے نکل آئیں تو ان کو ذبح کر کے بھون کر کھائے یا پکا کر شوربا پی لے تو حانث نہ ہوگا۔ اس طرح جو کچھ آستین میں تھا اسے کھا لیا۔ خول اور چھلکے کا اعتبار نہیں کہ یہ کھائے

نہیں جائے۔ (تذکرۃ النعمان)

''نہ حانث ہوگا اور نہ طلاق واقع ہوگی''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ پوچھا گیا: آدمی کی بیوی سیڑھی پر چڑھی اس کے شوہر نے کہا اگر تو چڑھی تو تجھ کو تین طلاق اور اتری تب تین طلاق اب کیا تدبیر کی جائے کہ قسم نہ ٹوٹے؟ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیوی نہ چڑھے اور نہ اترے بلکہ کچھ مرد اس کو مع سیڑھی کے زمین پر رکھ دیں، قسم نہ ٹوٹے گی۔ اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ لوگوں نے معلوم کیا کہ مردوں کے اتارنے کے علاوہ بھی کوئی تدبیر ہو سکتی ہے؟ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں عورتیں اس کو سیڑھی سے اٹھا رکھ دیں اور وہ اترنے کا ارادہ نہ کرے اس طرح مرد حانث نہیں ہوگا اور طلاق بھی واقع نہ ہوگی۔ (تذکرۃ النعمان)

''میاں بیوی میں تکرار اور قصۂ طلاق''

وکیع بن جراح رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حفاظِ حدیث میں سے ایک آدمی میرا ہمسایہ تھا۔ وہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہا کرتا تا تھا۔ ایک دن میاں بیوی میں تکرار ہو گئی۔ میاں نے کہا کہ ''اج رات اگر تو مجھ سے طلاق کا سوال نہ کروں تو میرے غلام آزاد''۔ بات ختم ہو گئی۔ انجام سامنے آیا تو بہت پریشان ہوئے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے۔ ابن ابی لیلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس گئے، مسئلہ حل نہیں ہوا۔ مجبوراً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیوی سے کہا: طلاق کا سوال کرو چنانچہ اس نے سوال کیا۔ اب میاں سے کہا کہ کہو ''**أنت طالق ان شئت**'' (تم کو طلاق اگر تم چاہو) پھر بیوی سے کہا: کہو: ''میں نہیں چاہتی''۔ اس نے کہا دیا تو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لو! تم دونوں کی قسم پوری ہو گئی۔ کوئی بھی حانث نہیں ہوا۔ کسی کی قسم نہیں ٹوٹی۔ پھر محدث بزرگوار سے فرمایا کہ جس نے تمہیں علم سکھایا، اس کی برائی کرنے سے توبہ کر لو، انہوں نے توبہ کی۔ اس کے بعد تو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہر نماز کے بعد دُعا کرتے رہے۔ (تذکرۃ النعمان)

''چرایا گیا سامان بھی مل گیا اور بیوی بھی باقی رہی''

قاضی ابوالقاسم بن کاس رحمہ اللہ نے محمد بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے درایت کی ہے کہ ایک آدمی کے گھر میں چور آئے اور سارا سامان لوٹ لیا۔ وہ چور محلّہ ہی کے تھے۔ جاتے ہوئے اس آدمی سے قسم لی کہ ''اگر میں کسی کو بتاؤں تو میری بیوی پر تین طلاق''۔ صبح کو چور سامان بیچنے گئے تو وہ آدمی ان کو سامان بیچتے دیکھ رہا تھا مگر قسم کی وجہ سے کسی کو بتا نہیں سکتا تھا۔ پریشان ہو کر امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا: اپنے محلّہ کے امام، مؤذن اور حالات کی تحقیق کرنے والوں کو بلاؤ۔ چنانچہ اس نے سب کو بلایا۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سب سے فرمایا کہ کیا آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اس کا مال اسے مل جائے؟ ان لوگوں نے عرض کیا: ہاں۔ تب امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشورہ دیا کہ تمام بدکردار اور متہم لوگوں کو مسجد یا کسی گھر میں جمع کرلو۔ پھر ایک ایک کو نکالو اور اس آدمی سے معلوم کرو کہ چور یہ ہے؟ اگر چور نہ ہو تو یہ کہہ دے کہ نہیں اور اگر چور ہو تو چپ ہو جائے اور آپ اس کو پکڑ لیں۔ ان لوگوں نے اس پر عمل کیا اور اللہ کے فضل سے اس کا سارا مال اسے واپس مل گیا۔ (تذکرۃ النعمان)

''قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کی چھ غلطیوں کی نشد ہی''

ابو یعقوب یوسف بن احمد مکی رحمہ اللہ تعالیٰ سمیت کئی دوسرے لوگوں نے حسن بن زیاد لؤلؤی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ حسن بن زیادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: میرے گھر کے قریب ایک پاگل عورت رہتی تھی جس کا نام ''ام عمران'' تھا ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا اس سے کچھ کہا۔ پاگل عورت نے کہا: **یـا ابـن الـزانیین** (اے دو زنا کرنے والوں کے بیٹے)۔ اتفاق سے قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ سن رہے تھے۔ انہوں نے حکم دیا کہ اس کو پکڑ لاؤ۔ قاضی نے اس کو مسجد میں داخل کر وکر دو حدیں لگوائیں۔ ایک ماں کو تہمت لگانے کی وجہ سے دوسری باپ کو تہمت لگانے کہ وجہ سے۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوا تو فرمایا: اس حد لگانے میں قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ نے چھ غلطیاں کی ہیں۔
پہلی یہ کہ وہ مجنونہ تھی اور مجنونہ پر حد نہیں۔ دوسری مسجد میں حد لگوائی اور حد دو مسجد میں نہیں لگائی جاتیں۔

تیسری اسے کھڑا کر کے حد لگوائی جب کہ عورتیں پر حد بٹھا کر لگائی جاتی ہے۔ چوتھی اس پر دو حدیں لگوائی جب کہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی پوری قوم پر تہمت لگائے تو بھی ایک ہی حد ہے۔ پانچویں یہ کہ حد لگاتے وقت اس آدمی کے ماں باپ موجود نہیں تھے حالانکہ ان کا حاضر ہونا ضروری تھا کیونکہ انہی کی طلب لگ سکتی تھی۔ چھٹی یہ کہ دونوں حدوں کو جمع کر دیا حالانکہ جس پر دو حدیں واجب ہوں جب تک پہلی خشک نہ ہو جائے دوسری نہیں لگا سکتے یہ فتویٰ قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ گیا۔ انہوں نے امیر شکایت کی۔ امیر نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو فتویٰ دینے سے روک دیا۔ اس کے بعد امیرِ کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ کو کچھ مسائل پیش آئے۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ مسائل پوچھتے گئے۔ آپ نے ان کے جوابات دیے جو امیر کو بہت پسند آئے۔ اس کے بعد اس نے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اجازت دے دی اور امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مسندِ درس پر دوبارہ رونق افروز ہوئے۔ (تذکرۃ النعمان)

سید زادہ کے جنازہ میں ان کے والدین کی قسم اور امام صاحبؒ کی قابلِ داد ذہانت

شریک رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ سفیان ثوریؒ، ابن شبرمہؒ، ابن ابی لیلیٰؒ، ابو حنیفہؒ، ابوالاحوصؒ، مندلؒ اور حبانؒ بھی تھے۔ جنازہ میں کوفہ کے بڑے بڑے لوگ موجود تھے، سب ساتھ چل رہے تھے کہ اچانک جنازہ رک گیا۔ لوگوں نے معلومات کیں کہ کیا ہوا؟ معلوم ہوا کہ اس لڑکے کی ماں بیتاب ہو کر نکل پڑی۔ جنازہ پر اپنا کپڑا ڈال دیا اور اپنا سر کھول دیا، عورت ہاشمی اور شریفہ تھی۔ اس میت کے باپ نے چلّا کر کہا: واپس جاؤ مگر اس نے واپس ہونے سے انکار کر دیا۔ باپ نے قسم کھالی کہ ''لوٹ جا، ورنہ تجھے طلاق''۔ جب کہ ماں نے بھی قسم کھالی کہ ''اگر میں نماز جنازہ سے پہلے لوٹوں تو میرے سارے غلام آزاد''۔ الغرض ایک دوسرے کے ساتھ مشغول کلام ہو گئے، اب کیا ہوگا؟ کوئی جواب دینے والا نہیں تھا۔ میت کے باپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو آواز دی کہ میری مدد کرو۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آئے اور عورت سے معلوم کیا کہ قسم کس طرح کھائی تھی؟ اس نے بتلا دیا۔ باپ سے پوچھا: تم نے کس طرح قسم کھائی؟ اس نے بھی بتایا۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے باپ کو حکم دیا کہ نماز جنازہ پڑھاؤ۔ جو لوگ آگے نکل گئے تھے واپس ہوئے۔ باپ کے

پیچھے صف لگی۔نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قبر کی طرف لے جاؤ اور اس کی ماں سے کہا کہ اب تم گھر چلی جاؤ۔قسم پوری ہوگئی اور باپ سے کہا کہ تمہاری بھی قسم پوری ہوگئی۔اس پر ابنِ شبرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہنے لگے:''عورتیں آپ جیسا پیدا کرنے سے عاجز ہیں،علمی نکات بیان کرنے میں آپ کو نہ کوئی مشقت ہوتی ہے اور نہ پریشانی''۔ (تذکرۃ النعمان)

ایک عجیب وغریب تدبیر

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لیث بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتا تھا پھر مجھے آپ کو دیکھنے آپ کی تمنا ہوئی۔اچانک میں نے دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے پاس بھیڑ لگائے ہوئے ہیں۔ادھر متوجہ ہوا تو ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ اے ابوحنیفہؒ! میں سمجھ گیا کہ یہ وہی ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔اس آدمی نے کہا کہ میں مالدار آدمی ہوں۔میرا ایک لڑکا ہے۔میں اس کی شادی کرنا چاہتا ہوں اور بہت سا مال خرچ کرتا ہوں مگر وہ لڑکا اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور میرا مال برباد ہوجاتا ہے۔اس کی کوئی تدبیر ہے؟امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فوراً فرمایا اس کو غلاموں کے بازار میں لے جاؤ۔جب وہ کسی باندی کو دیکھنے لگے تو تم اس باندی کو اپنے لیے خرید کر اس کا آزاد کرنا جائز نہیں ہوگا۔لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: خدا کی قسم ان کا صحیح اور برجستہ جواب دینا مجھے پسند آیا۔ (تذکرۃ النعمان)

''امام بویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کو تادیب''

ایک دفعہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ شدید بیمار ہوئے اور بچنے کی کوئی امید باقی نہ رہی۔امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا" **لئن مات هذا الغلام لم يخلق على وجه لأرض مثله** ''اگر ان کا انتقال ہوگیا تو زمین پر ان کا کوئی جانشین ان جیسا نہ پایا جائے گا۔یعنی امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کمالات کو سراہا۔کچھ دنوں بعد امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ اچھے ہوگئے تو انہوں نے اپنی مجلس درس علیحدہ قائم کرلی۔امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے ایک شخص کو سکھا کر بھیجا کہ یہ سوال کرنا کہ ایک آدمی نے دھوبی کو کپڑا

دھونے کیلئے دیا، جب وہ مانگنے آیا دھوبی نے کپڑا دینے کا انکار کردیا۔پھر اس کے بعد دھوبی نے کپڑا واپس لوٹا دیا تو کیا دھوبی کی اجرت واجب ہوگئی یا نہیں؟ اگر امام ابو یوسفؒ کہیں ''واجب ہوگئی'' تو کہہ دینا غلط اور اگر کہیں''نہیں واجب ہوئی'' تب بھی کہہ دینا غلط۔چنانچہ یہ آدمی گیا اور اس نے اسی طرح سے کہا جیسا کہ اس کو بتایا گیا تھا فعل تب امام یوسف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ گھبرا گئے اور اپنے اس فعل پر متنبہ ہوکر امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کو تو یہاں دھوبی والا مسئلہ کھینچ لایا ہے پھر امام صاحبؒ نے جواب دیا: اگر دھوبی نے کپڑا دھونے سے پہلے انکار کردیا تھا تب وہ غاصب ہے اور غاصب کی اجرت نہیں ہوتی اور اگر کپڑا دھونے کے بعد انکار کیا تھا تو اجرت واجب ہوگئی تھی مگر جب وہ کپڑا لے کر آیا تو اس سے غصب کا جرم ساقط ہوگیا اور اجرت بدستور رہی۔ (الاشباہ والنظائر)

''دیوار گرنے کا قصہ اور ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کا اقرارِ خطأ''

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے دوایت ہے کہ ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ میں اپنی دیوار میں جنگلہ کھولنا چاہتا ہوں۔امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو چاہو کھول لو لیکن پڑوسی کے گھر میں تانک جھانک نہ کرنا۔جب وہ کھڑکی کھولنے لگا تو اس کا پڑوسی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی۔انہوں نے اس کی کھڑکی کھولنے سے منع کردیا۔اب وہ بھاگا ہوا امام صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا۔امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا جاؤ اب دروازہ کھول لو۔وہ دروازہ کھولنے لگا تو اس پڑوسی اس کو لے کر ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آیا انہوں نے اسے منع کردیا۔وہ پھر امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آیا اور صورت حال بتائی۔امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا تمہاری کُل دیوار کی قیمت کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: تین اشرفیاں میرے ذمہ ہیں۔جا اور ساری دیوار گرادے۔وہ آیا اور دیوار گرانے لگا، پڑوسی نے منع کیا اور اس کو لے کر ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے شکایت کی۔ابن ابی لیلیٰ رحمہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ اپنی دیوار گراتا ہے اور تم چاہتے ہو کہ میں اس کو روک دوں۔ چنانچہ اس آدمی سے فرمایا کہ جا گرا دے اور جو تیرا جی چاہے کر۔ پڑوسی نے کہا: آپ نے مجھے کیوں پریشان کیا اور ایک جنگلہ کھولنے سے منع کر دیا۔ کھڑکی کا کھولنا میرے لیے آسان تھا اب یہ ساری دیوار گرا دے گا۔ ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ آدمی ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری غلطی بتلاتا ہے۔ اب جب میری غلطی واضح ہو گئی تو میں کیا کروں۔ (تذکرۃ النعمان)

باب (6)... واقعات، والدین کی قدر کیجئے

والدین کی اطاعت کے متعلق آیات مبارکہ

اولاد سے متعلق والدین کے حقوق

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا﴾ (سورہ بنی اسرائیل: 23،24،25)

ترجمہ: ''اگر وہ (یعنی ماں باپ) تیرے سامنے (یعنی تیری زندگی میں) بڑھاپے کو پہنچ جائیں، چاہے ایک ان میں سے پہنچے یا دونوں، (اور بڑھاپے کی بعض باتیں جوانوں کو گراں ہونے لگتی ہیں اور اس وجہ سے ان کی کوئی بات تجھے گراں ہونے لگے) تب بھی ان سے کبھی ''ہوں'' بھی مت کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دُعا کرتے رہنا کہ اے ہمارے پروردگار! تو ان پر رحمت کر جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے (اور صرف ظاہر داری ہی نہیں بل کہ دل سے ان کا احترام کرنا) تمہارا رب تمہارے دل کی بات خوب جانتا ہے اگر تم سعادت مند ہو (اور غلطی سے کوئی بات خلاف ادب سرزد ہو جائے اور تم توبہ کرنے والے کی خطائیں بڑی کثرت سے معاف کرنے والا ہے۔''

ماں باپ کے حقوق میں سے کہ ایسی تواضع عاجزی اور ادائے خدمت کرے کہ وہ راضی ہو جائیں۔ جائز کاموں میں ان کی اطاعت کرے...... بے ادبی نہ کرے...... تکبر سے پیش نہ آئے، اگر چہ وہ کافر ہی ہوں۔ اپنی آواز کو ان کی آواز سے بلند نہ کرے...... ان کو نام لے کر نہ پکارے...... کسی کام میں ان سے پہل نہ کرے۔

فائدہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا گیا ہے کہ اگر وہ بوڑھے ہو جائیں اور تمہیں ان کا پیشاب پاخانہ دھونا پڑ جائے، تو کبھی اُف بھی نہ کرو جیسا کہ وہ بچپن میں تمہارا پیشاب پاخانہ دھوتے رہے ہیں۔ **(الدُّرُّ الْمَنْثُوْر 5/ 224)**

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر بے ادبی میں اُف کہنے سے کوئی ادنیٰ درجہ ہوتا، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی حرام فرما دیتے۔ اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں کلمۂ اُف سے نیچے بھی کوئی درجہ ماں باپ کے تکلیف دینے کا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اُس کو بھی حرام فرما دیتے۔ **(الدُّرُّ الْمَنْثُوْر 5/ 224)**

﴿وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾

اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا: ''ان کو اماں، ابا'' کر کے خطاب کرے ان کا نام نہ لے۔

(الدُّرُّ الْمَنْثُوْر 5/ 225)

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ ''**قَوْلًا كَرِيْمًا**'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: یعنی ماں باپ سے خوب ادب سے بات کرنا.... اچھی باتیں کرنا... لب ولہجہ میں نرمی اور الفاظ میں توقیر و تکریم کا خیال رکھنا..... یہ سب **قَوْلًا كَرِيْمًا** میں داخل ہے۔''

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے **قَوْلًا كَرِيْمًا** کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: جب ماں باپ تجھے بلائیں تو کہنا کہ میں حاضر ہوں اور تعمیل ارشاد کیلئے موجود ہوں''۔ حضرت قتادہؒ نے **قَوْلًا كَرِيْمًا** کی تفسیر میں فرمایا: نرم لب ولہجہ اور خوش گوار انداز میں بات کرو۔''

(والدین کی اطاعت ونافرمانی کے متعلق احادیث)

(اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:اللہ کی رضا مندی ماں باپ کی رضا مندی میں ہے،اور اللہ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔'' **(الجامع لشُعبِ الایمان، رقم الحدیث:7446،10 / 246)**

فائدہ: یعنی ماں باپ کو راضی رکھا تو اللہ پاک بھی راضی ہے اور ماں باپ کو ناراض کیا تو اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوگا، کیوں کہ اللہ جلّ شانہٗ نے ماں باپ کو ناراض کیا تو اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوگا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کو راضی رکھنے کا حکم فرمایا ہے، جب ماں باپ کو ناراض رکھا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرنی ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوئی۔

ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد وارد ہے۔''اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔'' (مستدرک حاکم ،رقم الحدیث:**7329،262/4**) وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے،اللہ تعالیٰ نے فرمایا:اے موسیٰ اپنے والدین کی عزت کرو، بے شک جو اپنے والدین کی عزت کرتا ہے۔(1) میں اس کی عمر بڑھا دیتا ہوں ۔(2) اور اس کو ایسا بیٹا عطا کرتا ہوں جو اس کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔'' اور جو اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہے، میں اس کی عمر گھٹا دیتا ہوں، اور اس کو ایسا بیٹا دیتا ہوں جو اس کی نافرمانی کرتا ہے۔'' **(نُزھَۃُ النّاظِرین: ص 186،نقلاً برُّ الوالدین:ص34)**

واضح رہے کہ یہ اُسی صورت میں ہے جب کہ ماں باپ کسی ایسے امر کے نہ کرنے سے ناراض ہوں جو خلافِ شرع نہ ہو، اگر خلاف شرع کسی کام کا حکم دیں تو ان کی فرماں برداری جائز نہیں ہے، اگر اس پر وہ ناراض ہو جائیں تو ناراض ہونے کی پرواہ نہ کرے، کیوں کہ اُن کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوں گے بل کہ راضی ہوں گے،خوف سمجھ لیں۔(حقوق الوالدین:ص**14**)

ہاں ان کی بے ادبی نہ کرے،خود اپنے دین پر پکّا رہے، اُن کے ساتھ گناہوں میں شریک نہ ہوں، اُن

سے خود بحث مباحثہ کرنے کے بجائے والد صاحب کے دوستوں کے ذریعہ والد صاحب کو اور خالہ کے ذریعہ والدہ صاحبہ کو سمجھائے۔

(والدین جنت یا جہنم کا ذریعہ ہیں)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! والدین کا ان کی اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دونوں تیری جنت یا تیری جہنم ہیں۔'' (ابن ماجہ)

فائدہ: مطلب یہ کہ ماں باپ کی خدمت اور ان کے ساتھ سلوک کا برتاؤ کرتے رہو، زندگی بھر ان کے آرام وراحت کا دھیان رکھو، جان ومال سے ان کی فرماں برداری میں لگے رہو، تمہارا یہ عمل جنت میں جانے کا سبب بنے گا اور اگر تم نے اِن نافرمانی کی، ان کو ستایا، دُکھ دیا، تو تمہارے لئے وہ دوزخ کے داخلہ کا سبب بنیں گے۔ (حقوق الوالدین:ص**40**)

(والدین کے ادب کی چند صورتیں)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے ساتھ ایک بڑے میاں تھے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تیرے ساتھ یہ کون ہیں؟ عرض کیا کہ یہ میرے والد ہیں، فرمایا: (باپ کے اکرام واحترام کا خیال رکھ) ہرگز اُن کا نام لے کر مت بلانا، اور ان کی وجہ سے (کسی کو) گالی مت دینا۔'' **(الدُّرُّ المَنثُور:5 / 225)**

فائدہ: ماں باپ کا احترام واکرام دل سے بھی کرے اور زبان سے بھی، عمل سے بھی اور برتاؤ سے بھی، اس حدیث پاک میں اکرام واحترام کی چند جزئیات ارشاد فرمائی ہیں:

(1) باپ کے آگے مت چلنا۔

(2) جب کسی جگہ بیٹھنا ہو تو باپ سے پہلے مت بیٹھنا۔

(3) باپ کا نام لے کر مت پکارنا۔

(4) فرمایا: کہ باپ کی وجہ سے کسی کو گالی مت دینا، مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص

تمہارے باپ کو کوئی ناگوار بات کہہ دے، تو اس کو یا اُس کے باپ کو گالی مت دینا، کیوں کہ اُس کے جواب میں وہ پھر تمہارے باپ کو گالی دے گا، اور اس طرح سے تم اپنے باپ کو گالی دلانے کا سبب بن جاؤ گے۔ واضح رہے کہ یہ نصیحتیں باپ ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں والدہ کے حق میں بھی ان کا خیال رکھنا لازم ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ باپ کے آگے مت چلنا، اس سے وہ صورت مستثنیٰ ہے جس میں باپ کی خدمت کی وجہ سے آگے چلنا پڑے، مثلاً راستہ دکھانا ہو یا اور کوئی ضرورت درپیش ہو۔ (حقوق الوالدین: 50)

جنت والدہ کے قدموں میں

حضرت سعید بن مسیَّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہاڑ پر تھے، جب ہم ایک وادی پر سے گزرے تو میں نے ایک نوجوان کو دیکھا اور اس کی جوانی مجھ کو بہت اچھی لگی۔

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! کتنی اچھی جوانی ہے اگر یہ جوانی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگتی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! شاید وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہو اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔" پھر نواجون آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا اہل وعیال میں سے تمہارا کوئی ہے؟ اس نوجوان نے کہا جی ہاں! میری والدہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی (خدمت کو) لازم پکڑو اس کے قدموں کے پاس جنت ہے۔ **(کَنْزُ الْعُمَّال 4/ 257، کتاب الجہاد، رقم الحدیث: 11756)**"

رفاعہ بن ایاس رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ الحارس العکلی کو میں نے دیکھا کہ وہ اپنی والدہ کے جنازے میں رو رہے ہیں تو ان سے کہا گیا کہ کیوں رو رہے ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: "کیوں نہ روؤں مجھ پر جنت کے دروازے میں سے ایک دروازہ بند کر دیا گیا۔"

(بِرُّ الْوَالِدَیْن: ص 38)

رفاعہ بن ایاس رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہی روایت ہے کہ ایاس بن معاویہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا تو رونے لگے

کسی نے کہا کیوں روتے ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: "میرے لئے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے تھے اب اِن میں سے ایک بند ہو گیا۔ (والدین کی قدر کیجئے ص 47)

فائدہ: کس قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے والدین زندہ ہیں، گویا جنت کے دونوں دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔

والدین اولاد کے لئے جنت یا جہنم کے دروازے ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنے والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار ہے (یعنی حکمِ شریعت کے مطابق اِن کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے) تو اس کی اس حال میں صبح ہوئی کہ اس کے لئے جنت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں، اور اگر ماں باپ میں سے ایک موجود ہو، اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتے ہوئے صبح کی ہو تو اس کی اس حال میں صبح ہوتی ہے کہ اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھلے ہوتے ہے، اور جس شخص کی اس حال میں صبح ہوئی کہ وہ اپنے والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے (یعنی ماں باپ کے حقوق واجبہ کی ادائیگی نہیں کرتا) تو اس کے لئے اس حال میں صبح ہوئی کہ اس کے لئے دوزخ کے دروازے کھلے ہوئے ہوتے ہیں، اور اگر ماں باپ میں سے ایک موجود ہو، اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے صبح کی ہو تو اس کی اس حال میں صبح ہوتی ہے کہ اس کے لئے دوزخ کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے، ایک شخص نے سوال کیا اگر چہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو (تب بھی یہی حکم ہے) اس کے جواب میں حضور ﷺ نے (تین بار فرمایا) اگر چہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو، اگر چہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو، اگر چہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو۔"

(الجامع لشُعبِ الایْمان، رقم الحدیث: 7538، 10/ 308)

فائدہ: اس حدیث پاک میں ماں باپ کی خدمت اور فرماں برداری اور حسنِ سلوک کی فضیلت پوری اہمیت کے ساتھ بتائی ہے، اور ماں باپ کے ستائے اور اُن کی نافرمانی کا وبال خوب واضح کر کے بیان فرمایا ہے، یہ جو آخر میں فرمایا کہ ماں باپ اگر چہ ظلم کریں تب بھی ان کی نافرمانی اور ایذا رسانی کی وجہ

سے دوزخ کے دروازے کھلے رہیں گے،اس کا مطلب یہ نہیں کہ ماں باپ کو ظلم کرنے کی اجازت دے دی،ماں باپ ظلم کریں تو ظلم کا وبال ان پر پڑے گا اوران سے اس کا مواخذہ ہوگا۔اولاد کو چاہیئے کہ وہ یہ دیکھے کہ میری ذمہ داری کیا ہے،اگر ماں باپ اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتے تو وہ جانیں،درحقیقت اجتماعی زندگی گزارنے کے لئے یہ بہت بڑی وصیت ہے اور بہت کام کی نصیحت ہے کہ ہر شخص اپنی ذمہ داری پوری کرنے کی فکر کریم یہ نہ دیکھے کہ دوسرے نے میرے ساتھ کیا کیا ہے،اگر ہر فریق اور ہر چھوٹا بڑا اس پر عمل کرلے تو ان شاءاللہ سب کی زندگی آرام سے گزرے۔**وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ**۔ (حقوق الوالدین:ص**67**)

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا درجہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ سب کاموں میں اللہ تعالیٰ کو کون سا کام زیادہ پیارا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا،(جو اس کا وقت مستحب ہے) میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب اعمال سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، میں عرض کیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا،(سوال وجواب نقل کرکے) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (میرے سوالات کے جوابات میں) نبی کریم ﷺ نے مجھ سے یہ باتیں بیان فرمائیں،اور اگر میں اور زیادہ دریافت کرتا تو آپ ﷺ برابر جواب دیتے رہتے۔'' **(بخاری، کتاب الأدبؒ، باب قوله ووصّينا الانسان:882/2)**

فائدہ: اس حدیث پاک میں یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل وقت پر نماز پڑھنا ہے،اور اس کے بعد سب سے زیادہ محبوب عمل یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرے،پھر تیسرے نمبر پر جہاد فی سبیل اللہ کو فرمایا۔

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول

ہیں (اسی طرح) پانچ نمازیں پڑھتا ہوں،اپنے مال کی زکوۃ ادا کرتا ہوں اور رمضان کے روزے رکھتا ہوں۔(مجھے اس ایمان واعمال پر کیا ملے گا؟) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اسی پر مرا (یعنی تمام زندگی ایمان کی حالت میں نماز زکوۃ،روزے ادا کرتا رہا اور پھر انہی ایمان واعمال پر انتقال ہوا) تو وہ شخص قیامت کے دن انبیاء،صدیقین اور شہداء کے ساتھ اس طرح (نبی کریم ﷺ نے دو انگلیاں کھڑی کرکے دکھائیں) ہوگا جب تک والدین کی نافرمانی نہ کرے۔**(الترغیب والترھیب:224/3)**

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ان سے والدین کے ساتھ نیکی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا جس چیز کے تم مالک ہو وہ ان پر خرچ کردو اور ان کی اطاعت کرو جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو''۔**(بِرُّ الوالدین:ص40)**

والدین کی خدمت پر انعام کا عجیب واقعہ

ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں میں ایک مرتبہ کشتی میں سوار تھا کسی کی کوئی چیز کھوگئی جیسے اور لوگ ایک دوسرے سے دریافت کررہے تھے میں نے بھی ایک حبشی غلام سے پوچھا تو اس نے دریا کر طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے دریا کی مچھلیو! میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ ہر مچھلی منہ میں جو ہر لئے نکلی آئے.....اس کا کلام ابھی تمام نہ ہوا تھا کہ تمام مچھلیاں نکل آئیں اور ہر مچھلی کے منہ میں ایک جوہر تھا....مچھلیوں کا نمودار ہونا تھا کہ اس نے ایک جست لگائی اور پانی پر چلنے ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں....میں نے دریافت کیا اے شخص تو کیا عمل کرتا ہے؟ اس نے کہا اللہ کی اطاعت اور والدین کی خدمت، یہ کہتا ہوا غائب ہوگیا... (والدین کے حقوق)

ایک شخص کے تین بیٹے تھے.....جب وہ بیمار ہوئے تو بڑے بیٹے نے اپنے چھوٹے دونوں بھائیوں سے کہا باپ کی خدمت میرے سپرد کردو اور تمام میراث تم آپس میں تقسیم کرلو بھائی اس تقسیم پر راضی ہوگئے اور یہ باپ کی خدمت کرنے لگا جب اس کا باپ مرگیا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اس سے کہتا ہے کہ فلاں مقام پر جا اور وہاں سے ایک دینار لے لے اس نے پوچھا اس میں کچھ برکت بھی ہے؟ اس نے کہا نہیں،تو یہ اس مقام پر نہیں پہنچا اور دینار نہیں لیا....دوسری شب پھر خواب میں دیکھا کہ

وہی شخص کہتا ہے کہ فلاں جگہ سے دس دینار لے لے اس نے پوچھا کہ اس میں برکت ہے یا نہیں.....اس نے کہا نہیں، یہ سن کر اس نے پھر التفات نہ کیا اور دس دینار نہیں لئے....تیسری شب پھر اس نے خواب دیکھا کہ وہی شخص کہتا ہے کہ فلاں جگہ سے ایک دینار لے لے اس میں برکت ہے، جب صبح ہوئی یہ اس موقع پر گیا اور دینار لے لیا اور اس سے ایک مچھلی خریدی جب اس کو کاٹا تو اس کے پیٹ سے دو موتی نکلے....اس نے ان دونوں کو بادشاہ کے ہاتھ ساٹھ ہزار روپے میں فروخت کر دیا اسکے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے ”**ھذا لخدمتك لابيك**“

کہ تو نے اپنے باپ کی خدمت کی تھی یہ اسکا بدلہ ہے.... (عجیب وغریب واقعات: ص124)

خدمت ہو تو ایسی ہو

مامون نے کہا کہ میں نے فضل بن یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے والد کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنے والا نہیں دیکھا۔ان کا نیک اعمال میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ان کے والد صاحب گرم پانی کے علاوہ وضو نہیں کیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ دونوں جیل میں تھے تو جیلر (یعنی جیل کے نگران) نے ٹھنڈی رات میں لکڑیاں لے جانے سے منع کر دیا۔جب ان کے والد یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ سو گئے تو فضل نے وہ برتن جس میں پانی گرم کیا جاتا تھا، لیا اور اس کو رات بھر چراغ کی آنچ پر اٹھائے رکھا، چراغ کی آنچ کی گرمی سے وہ پانی اس قدر گرم ہو گیا کہ وضو کرنے کے قابل ہو گیا، والد محترم نے جب صبح وضو کیا تو پوچھا: بیٹا پانی کیسے گرم ہے رات لکڑیاں تو نہیں سکی تھیں؟

بیٹے نے ماجرا سنایا کہ رات بھر برتن کو چراغ پر لے کر کھڑا رہا اور صبح تک پانی گرم ہو گیا۔ (**فضل بِرُّ الوالدین، ص:16**)

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک رزق وعمر بڑھنے کا ذریعہ ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے اور اس کا رزق بڑھائے، اس کو چاہیئے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ سلوک کرے، اور (رشتہ داروں) کے ساتھ صلۂ رحمی قائم کرے۔“

(الجامع لشعبِ الایمان، رقم الحدیث: 7471، 10 / 264)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے سے اور اُن کی خدمت میں لگے رہنے سے عمر دراز رزق بڑھتا ہے۔

موت کا فرشتہ روح قبض کئے بغیر لوٹ گیا

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت صفہ میں تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے گزشتہ رات ایک عجیب بات دیکھی، میں نے اپنی اُمت کے ایک شخص کو دیکھا کہ موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے کے لئے آیا، اچانک اس (شخص) کا اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا اس (موت کے فرشتہ) کے سامنے آ گیا، چناں چہ اس (حسنِ سلوک) نے موت کے فرشتہ کو (روح قبض کئے بغیر) واپس لوٹا دیا۔“

(عُمْدَةُ الْقَارِيْ، کتاب الأدب)

والدین کی دُعا سے مال اور اولاد میں زیادتی ہوتی ہے۔“ اسی طرح شیخ عبداللہ سراج الدین صاحب اپنی کتاب ”**الدعاء فضائلہ**

آدابہ“ میں لکھتے ہیں: والدین کے لئے کثرت سے دعا کرنا رزق کی آسانی کے اسباب میں سے ہے۔“

دلیل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کرتے ہیں: جب بندہ اپنے والدین کے لئے دُعا کرنا چھوڑ دے تو بلا شبہ اس کا رزق اس سے منقطع ہو جاتا ہے۔“ **(کَنْزُ الْعمّال، کتاب النِّکاح، الْبابُ الثّامن: 201/16، رقم: 45548)**

‘اس لئے اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کے ساتھ ساتھ، ان کے لئے خوب کثرت سے دُعائیں بھی کرتے رہنا چاہیئے۔

والدین کے سامنے ہنسنے اور ان کو ہنسانے کی فضیلت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا تخت پر سو جانا والدین کے ساتھ حسنِ سلوک ہے اس طرح کہ تو اُن کو ہنساتا ہو اور وہ تجھے ہنساتے ہوں (اور) اس کام

سے افضل ہے کہ تو فی سبیل اللہ تلوار سے جہاد کرے۔‘‘

(الجامع لشُعبِ الایْمان، رقم الحدیث:7452،10/ 251)

فــــائـــــدہ: ماں باپ کی نظروں کے سامنے خوش وخرم رہنا اور ان کو خوش وخرم رکھنا، ان کے سامنے مسکرانا، ہنسنا اور ان سے ایسی باتیں کرنا جن سے ان کا دل خوش ہو اور ہنسی مسکراہٹ آجائے یہ سب ثواب ہے اور یہ بھی ایک طرح کی خدمت ہے، اور جہاد سے افضل ہے، مفت میں اتنا بڑا ثواب لینے والے کہاں ہیں؟ (حقوق لوالدین:ص 57)

والدین کی خدمت نفلی حج اور عمرہ کے برابر ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت ہوا اور عرض کیا کہ میں جہاد کرنے کی خواہش رکھتا ہوں اور اس پر قادر نہیں (ممکن ہے کہ یہ صاحب بہت کمزور ہوں یا بعض اعضاء صحیح سالم نہ ہوں جس کی وجہ سے یہ کہا کہ جہاد پر قادر نہیں) ان کی بات سن کر نبی کریم ﷺ نے سوال فرمایا کہ کیا تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟

عرض کیا والدہ زندہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: بس تو اپنی والدہ (کی خدمت اور فرماں برداری) کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر، جب تو اس پر عمل کرے گا تو تو حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا اور جہاد کرنے والا ہوگا، پس تیری ماں تجھے بلائے تو (اس کی فرماں برداری کے بارے میں) اللہ سے ڈرنا (یعنی نافرمانی مت کرنا) اور والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کا برتاؤ کرنا۔‘‘

(الجامع لشُعبِ الایْمان، رقم الحدیث:7451،10/250)

والدین کی خدمت نفلی جہاد سے افضل ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور جہاد میں شریک ہونے کی اجازت مانگی، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! زندہ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں میں جہاد کر (یعنی ان کی خدمت میں جو محنت

اور کوشش اور مال خرچ کرے گا یہ بھی ایک طرح جہاد ہوگا)۔‘‘

(بخاری، کتاب الْجهادِ، باب الجهادِ بِإِذْنِ الْاَبَوَيْن: 421/1)

والدین کو مختصر وقت میں چار قرآن کریم کا ثواب پہنچایئے

’’فجر کی نماز کے بعد روزانہ 12 / مرتبہ ’’**قُلْ هُوَاللّٰہ**‘‘ پڑھ کر ان کا ایصالِ ثواب کرنے کا معمول بنالیا جائے، چاہے والدین زندہ ہوں یا وفات پاچکے ہوں، اس لئے کہ ایصال ثواب زندہ کے لئے بھی ہوسکتا ہے جیسے مردہ کے لئے ہوسکتا ہے، یہ تو ایک ہدیہ ہے اور ہدیہ جیسے انسان زندہ کو دے سکتا ہے مردہ کو بھی دے سکتا ہے، ایسے ہدیہ میں مردہ اور زندہ دونوں برابر ہیں۔

اور اگر وفات پاچکے ہوں تو پھر تو یہ معمول ہونا چاہئے، بارہ مرتبہ ’’**قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ**‘‘ پڑھ کر یوں کہہ دیا کرے:

’’یا اللہ! میرے والد اور میری والدہ کو اس کا ثواب پہنچا دیجئے۔‘‘

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو آدمی فجر کی نماز کے بعد بارہ مرتبہ ’’**قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ الخ**‘‘ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے چار مرتبہ قرآن شریف ختم کرنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ **(کنز العمال، کتاب الاذکار: رقم الحدیث: 273، 1 / 298)**

لٰہذا اگر کوئی شخص بارہ مرتبہ ’’**قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ الخ**‘‘ پڑھ کر والدین کو ثواب پہنچائے گا تو والدین کی خدمت میں چار قرآن کریم پڑھنے کا ثواب پہنچے گا۔‘‘ (اصلاحی بیانات: 85/4)

والدین کے ادب واطاعت کے ثمرات

ایک نوجوان اپنے والدین کا بڑا ادب کرتا تھا اور ہر وقت ان کی خدمت میں مشغول رہتا تھا.... جب والدین کافی عمر رسیدہ ہوگئے تو اس کے بھائیوں نے مشورہ کیا کہ کیوں نہ اپنی جائیداد کو والدین کی زندگی میں ہی تقسیم کرلیا جائے تا کہ بعد میں کوئی جھگڑا نہ کھڑا ہو...اس نوجوان نے کہا کہ آپ جائیداد کو آپس میں تقسیم کرلیں اور اس کے بدلے مجھے اپنے والدین کی خدمت کا کام سپرد کردیں.... دوسرے بھائیوں نے برضا ورغبت یہ کام اس کے سپرد کردیا.... یہ نوجوان سارا دن محنت مزدوری کرتا پھر گھر آ کر بقیہ وقت

اپنے والدین کی خدمت اور بیوی بچوں کی دیکھ بھال میں گزارتا...وقت گزرتا رہا حتیٰ کہ اس کے والدین نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا... ایک مرتبہ یہ نوجوان رات کو سو رہا تھا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا اسے کہہ رہا ہے، اے نوجوان! تم نے اپنے والدین کا ادب کیا، ان کو راضی وخوش رکھا، اس کے بدلے تمہیں انعام دیا جائے گا...جاؤ فلاں چٹان کے نیچے ایک دینار پڑا ہے وہ اٹھالو...اس میں تمہارے لئے برکت رکھ دی گئی ہے....

یہ نوجوان صبح کے وقت بیدار ہوا تو اس نے چٹان کے نیچے جا کر دیکھا تو اسے ایک دینار پڑا ہوا مل گیا...اس نے دینار اٹھالیا اور خوشی خوشی گھر کی طرف روانہ ہوا....راستے میں ایک مچھلی فروش کی دکان کے قریب سے گزرتے ہوئے اسے خیال آیا کہ اس دینار کے بدلے میں ایک بڑی مچھلی خرید لی جائے تا کہ بیوی بچے آج اس کے کباب بنا کر کھائیں... چنانچہ اس نے دینار کے بدلے ایک بڑی مچھلی خرید لی...جب گھر واپس آیا تو اس کی بیوی نے مچھلی کو پکانے کیلئے کاٹنا شروع کیا...پیٹ چاک کیا تو اس میں سے ایک قیمتی ہیرا نکلا...نوجوان اس ہیرے کو دیکھ کر خوشی سے پھولا نہ سمایا...جب بازار جا کر اس ہیرے کو بیچا تو اس کی اتنی قیمت ملی کہ اس کی ساری زندگی کا خرچہ پورا ہو گیا۔

(ادب کے حیرت انگیز واقعات: ص132 بحوالہ بکھرے موتی)

والدہ کی دُعا کی وجہ سے بینائی کا لوٹنا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی سوانح حیات میں اس بات کا تذکرہ ملتا ہے کہ بچپن میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں چلی گئیں تھی یعنی روشنی ختم ہوگئی تھی۔ان کی ماں ان کے لئے دُعا کرتی رہتی تھیں! اے اللہ! میرے بیٹے کی آنکھوں کی روشنی کو لوٹا دے۔

(هَدْيُ السَّارِيْ مُقَدّمَةُ فتح الْباري: ص662)

ایک مرتبہ ان کی ماں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا وہ فرما رہے ہیں: تیری دُعاؤں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی آنکھیں لوٹا دیں، جب صبح ہوئی دیکھا کہ وہ واقعتاً اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھیں لوٹا دی تھیں۔"

جب ماں کی دعائیں بچوں کو لگتی تھیں تو پھر کوئی محمد بن قاسم بنتا تھا، کوئی سلطان محمود غزنویؒ بنتا تھا، کوئی بایزد بسطامیؒ بنتا تھا، کوئی جنید بغدادیؒ بنتا تھا، کوئی بہاؤالدین نقشبندی بنتا تھا رحمہم اللہ تعالیٰ، یہ ماں کی دعائیں ہوتی تھیں جو بچوں کو سعادت مند بنا دیتی تھیں۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ماں ہی ہے کہ جب کبھی ہاتھ اٹھا دیا کرتی ہے تو اس کی دُعا سیدھی عرش پہ جاتی ہے، آسمان کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اور اس دُعا کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا اور دُعا کو پروردگار کے حضور پہنچا دیا جاتا ہے۔ (والدین کی قدر کیجئے ص:240)

﴿بایزید بُسطامی رحمہ اللہ علیہ کے چند واقعات﴾

والدہ کی دعاؤں کے طفیل اونچے مراتب مل گئے

حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے: مجھے اللہ تعالیٰ نے جو بھی مراتب عطا کئے وہ میری والدہ کی دعاؤں کے صدقے عطا کئے۔کسی نے پوچھا کہ وہ کیسے؟

فرمایا: لڑکپن میں ایک مرتبہ والدہ نے پانی مانگا، جب میں لے کر گیا تو والدہ سو چکی تھیں۔میں پیالہ ہاتھ میں لے کر ساری رات کھڑا رہا، سردی اتنی شدید تھی کہ جسم کپکپا رہا تھا۔ جب والدہ کی آنکھ کھلی اور انہوں نے مجھے یوں کھڑے انتظار کرتے دیکھا، تو خوش ہو کر بہت دعائیں دیں۔ان دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ولایت کے دروازے کھول دیئے۔ (باادب بانصیب: ص100)

لہٰذا ہمیں بھی اپنے مسائل ومشکلات میں والدین سے دُعا کروانی چاہئے، لیکن اس بات کا دھیان رہے کہ والدین کی دعاؤں میں سے قبولیت سے قریب وہ دُعا ہوگی جو اُن کی خدمت کر کے حاصل کی گئی ہو۔

ماں کی عظیم قربانی سے ایک یتیم بچہ بایزید بُسطامی بن گیا (مطالعہ ضرور کریں)

ایک ایسا واقعہ جس کو پڑھ کر آپ اپنے آنسو نہیں روک سکیں گے

حضرت بایزید بُسطامی رحمہ اللہ ایک بڑے اللہ والے بزرگ گزرے ہیں۔آپ کے والد کا آپ کے بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا....آپ کی والدہ نے لوگوں کے گھروں میں کام کاج کر کے اپنا.....اور یتیم بچے

کا پیٹ پالنا شروع کیا....جب یہ بڑا ہونے لگا تو....ماں نے لوگوں سے مشورہ کیا....انہوں نے بتایا کہ ایک بہت بڑا مدرسہ ہے...وہاں ایک بڑی شیخ ہیں....وہاں جو بچے پڑھتے ہیں...وہ اللہ کے ولی بن جاتے ہیں....ہمارا مشورہ یہ ہے کہ تم اپنے بچے کو وہاں داخل کرادو...بیوہ ماں اپنے یتیم بچے کو لیکر اس مدرسہ میں پہنچی....

وہاں کے شیخ سے ملاقات کی....تعارف کرایا کہ حضرت میں ایک غریب بیوہ عورت ہوں..محنت مزدوری کر کے گزر بسر کرتی ہوں..اس یتیم بچے کو ساتھ لائی ہوں...یہ گلیوں میں کھیلنے لگا...مجھے ڈر ہے کہ یہ کہیں بگڑ نہ جائے....میری تمنا یہ ہے...اور میرے مرحوم شوہر کی بھی یہی تمنا تھی کہ میرا بچہ عالم ربانی بنے....دین کا خادم بنے اور اسلام کا جھنڈا دُنیا میں پھیلائے....آپ اس بچے کو اپنے پاس رکھ لیجئے...اور اس کو ایسا عالم بنا دیجئے کہ یہ نائب رسول بن جائے اور اللہ کو پسند آجائے...وہ بزرگ بہت متاثر ہوئے اور فرمایا کہ تم اس بچے کو چھوڑ جاؤ.میں جو کچھ کرسکا وہ کروں گا...مگر صرف یہی نہیں جاتے جاتے....اس للہ کی بندی نے ایک درخواست اور کی کہ حضرت! یہ بچہ پہلی مرتبہ گھر سے نکل رہا ہے....اس کو میری یاد بھی بہت آئے گی...مجھے یاد کر کے روئے گا....گھر آنے کی اجازت مانگے گا...مگر یہ گھر آئے گا تو اس کا دھیان بٹ جائے گا....اور یہ وہ نہیں بن پائے گا....جو میں اسے بنانا چاہتی ہوں....اس لیے اس کو میرے پاس تب ہی بھیجئے گا...جب یہ عالم بن جائے...وہ بزرگ حیران رہ گئے کہ اس بیوہ عورت کی کیا ہمت اور کیا تمنائیں ہیں۔

بچے کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ شروع ہوگیا...بچے نے کچھ مہینوں تک صبر سے کام لیا...بالآخر بچے نے آ کر اُستاد سے کہا کہ مجھے اپنی امی کی بہت یاد آرہی ہے...مجھے ایک دن کی چھٹی دے دیجئے...میں گھر چلا جاؤں...اب اُستاد بہت پریشان کی چھٹی دیتے ہیں تو اس کی ولدہ سے کیا ہوا وعدہ ٹوٹتا ہے...اور اگر چھٹی نہیں دیتی تو اس معصوم بچے کا دل ٹوٹتا ہے۔ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے کہ اللہ اس مسئلہ کا حل فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی...دل میں ایک ترکیب آگئی.. اور فرمایا کہ میں تمہیں سبق دیتا ہوں...جب تم اسے یاد کر کے شام تک سنادو گے تو میں تمہیں چھٹی دیدوں گا...بچہ خوش

ہوگیا...اُستاد نے سبق دیا اور جان بوجھ کر اتنا زیادہ سبق دیدیا کہ وہ شام تک یاد ہی نہ ہوسکا۔ جب بچے نے سبق کو دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ سبق تو شام تک یاد نہیں ہو سکے گا۔اب بچہ حیران کہ میں کیا کروں...ایک ترکیب ذہن میں آئی...اس نے کتاب کو ادب کے ساتھ رکھا...اور اللہ سے دُعا کرنی شروع کی...کہ یااللہ! میں نے یہی سنا ہے کہ آپ ہی سب کچھ کرسکتے ہیں...اے اللہ! آج مجھ یتیم بچے کی دُعا قبول کر کے اپنی قدرت کو استعمال کر دیجئے...آج شام تک یہ سبق یاد کروا دیجئے...اے! اللہ آپ جانتے ہیں کہ میں اپنی امی کی یاد میں کتنا تڑپ رہا ہوں...اے اللہ! میرے ٹوٹے دل کو سکون دیدیجئے...خوب یقین کہ ساتھ دعا کی اور پھر سبق یاد کرنے شام تک اسے سبق یاد ہوگیا۔اُستاد نے کو یقین تھا کہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ اتنا سبق بچہ ایک دن میں یاد کرلے...بچے نے سبق سنانا شروع کیا اور پورا سبق سنادیا...اُستاد سمجھ گئے کہ اس بچے کا معاملہ کچھ اور ہے...اب اُستاد نے گھر جانے کی اجازت دی اور دُعاؤں کے ساتھ رُخصت کردیا۔ بچہ خوش خوش گھر کی طرف روانہ ہوگیا...ہنستا کھیلتا جارہا ہے کہ میں یوں امی سے ملوں گا...آواز دوں گا...پھر چھپ جاؤں گا...پھر امی سے لپٹ جاؤں گا...پھر امی مجھے کھانا کھلائیں گی، مجھے امی اپنے پاس سلائیں گی...انہی خیالوں میں وہ معصوم بچہ گھر کی طرف رواں دواں ہے...گھر پہنچا تو گھر کا دروازہ بند تھا...آواز دی لیکن جواب نہیں ملا...پھر آواز دی اندر سے آواز آئی کہ کون ہے؟ بچے نے باہر سے جواب دیا امی میں آپ کا بچہ بایزید ہوں...اندر سے جواب آیا کون بایزید...میرا بچہ بایزد تو گھر تب آئے گا...جب وہ اللہ کا ولی بن جائے گا...بس وہ بچہ وہیں کھڑے کھڑے روتا رہا۔وہ سمجھ گیا کہ میری امی نہیں چاہتیں...کہ میں ابھی اِن سے ملوں...یوں روتے روتے وہ واپس مدرسہ چلا آیا...پھر بچے کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔دل کے کانوں سے سنئے کہ اگلے 16 سال تک یہ بچہ اپنی ماں کے پاس نہیں گیا...اس عرصہ میں بچہ نے چھٹی بھی نہیں مانگی...پھر کیا ہوا...کاش! آج ہم میں سے کوئی ہمت کرے۔تاریخ میں لکھا ہے کہ بایزد بسطامی رحمہ اللہ کی عمر جب تقریباً 22 سال کی ہوگئی...تو ایک مرتبہ خواب میں اُستاد کو بوقت تہجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی...اور حضور ﷺ نے فرمایا جو بایزید نوجوان تمہارے پاس زیر تربیت ہے اس کو ولایت

کبریٰ کا جھنڈا دے دیا گیا...اللہ کے ہاں فیصلہ ہوگیا کہ اس کے ذریعے دُنیا میں دین کا کام ہوگا...جاؤ اس کو خوشخبری سنادو اور اسے روانہ کرو...استاد صاحب اُٹھے....شاگرد سے فرمایا: اِدھر آؤ...سینے سے لگایا اور فرمایا تمہاری ماں کی قربانی رنگ لائی ہے...اور تمہارا مجاہدہ اللہ کے ہاں قبول ہوگیا..جاؤ اللہ کے دین کی خدمت کرو...پھر اپنا عمامہ اُتار کر شاگرد کے سر پر باندھا...یوں اُستاد نے دعاؤں کے ساتھ روانہ کردیا۔ وہی راستہ وہی گھر تھا...انہی گلیوں میں پھرتے ہوئے وہ گھر پہنچے...دیکھا کہ دروازہ بند تھا...آواز دی تو ماں دوڑتی ہوئی آئی اور بچے کو سینے سے لگالیا وہ نوجوان مسنون لباس سے آراستہ تھا...ماں نے بلائیاں لیں...بچہ ماں کے قدموں میں گرنے لگا تو ماں نے جلدی سے اُٹھالیا اور اپنے کلیجے سے لگالیا اور بستر پر بٹھایا کہ تھوڑی دیر میں تمہیں گرم گرم کھانا کھلاؤں گی... پہلے اللہ کا شکر تو ادا کرلوں... پرانا بوریا بچھایا اور ماں نے دو رکعت نماز کی نیت باندھی...پھر دُعا کی اے اللہ! مجھ بیوہ کا شکر قبول کرلیجئے، آپ نے میری دُعا قبول کرلی...میرے مرحوم شوہر کی تمنا پوری کردی...سلام ہو بایزید بسطامی پر اور سلام ہو (اور ایک شریف طالب کی طرف سے کئی کئی بار سلام سلام ہو...) ان کی جلیل القدر ماں پر...اس عظیم بیوہ عورت کی عظمت و ہمت کو دیکھئے۔

(ماہنامہ محاسنِ اسلام، مئی 2021ء ص36)

ہر سال عجیب، ہر جواب لاجواب

حضرت بایزید بسطامی کا ایک پادری سے مکالمہ

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ ایک نامور بزرگ اور ولی اللہ گذرے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے ولایت میں ایک بلند مقام عطا فرمایا تھا.....ان کا یہ واقعہ اپنے اندر بڑے عجائب رکھتا ہے اور دینی معلومات کا ایک وافر معلوماتی سلسلہ ہے....فرماتے ہیں: ایک دن میں اپنی مراقبہ میں اپنی خلوت وراحت سے لذت حاصل کررہا تھا نیز اپنی فکر میں مستغرق اور ذکر سے اُنسیت حاصل کررہا تھا.....اچانک میرے گوشۂ دل میں آواز آئی کہ: اے بایزید! دیرسمعان جاؤ! اور وہاں کے راہبوں کے ساتھ ان کی عید وقربانی میں شریک ہو! ہمیں وہاں ایک عظیم معاملہ درپیش ہے۔ حضرت بایزید

بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس آواز کو وسوسہ خیال کر کے اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہی، اور میں نے (جی میں) کہا کہ میں اس وسوسہ کو خاطر میں نہیں لاتا۔

جب رات ہوئی تو ہاتف غیبی (فرشتہ بیند میں آیا اور وہی بات دہرائی (کہ بایزید تم دیرسمعان جاؤ) میں بیدار ہوتو بے قرار ہوکر لرزنے، کانپنے لگا، مجھ پر اس کلام کا! اتنا اثر تھا کہ مفلوج آدمی سے تو کھڑا ہوجائے۔......حضرت بایزید فرماتے ہیں کہ میں صبح سویرے اٹھا.....اور مشیت ایزدی کے پورا کرنے لگ گیا۔ میں راہبوں کا بھیس بدلہ اور ان کے ساتھ دیرسمعان چلا آیا۔ جب ان راہبوں کا بڑا پادری آیا اور سب اس کے گرد اکٹھے ہوئے اور خاموش ہوکر اس کا کلام سننے کی طرف متوجہ ہوئے تو پادری کے لیے کھڑا ہونا مشکل ہوگیا اور قوت گویائی نہ رہی گویا اس کے منہ میں لگام ڈال دی گئی ہے۔ سارے راہب اس کی طرف متوجہ ہوکر بولے: عالیجاہ! کیا بات پیش آگئی ہے کہ آپ کچھ کلام نہیں فرما رہے؟ ہم آپ کے کلام سے فیض یاب ہوتے اور آپ کے علم اقتداء کرتے ہیں۔ پادری بولا کہ مجھے کلام کرنے اور تقریر کا آغاز کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے سوائے اس کے........کہ تمہارے درمیان ایک (**رجل محمدی**) حضرت محمد ﷺ پر صحیح ایمان لانے والا شخص موجود ہے میں اس کا امتحان لیتا ہوں اور اس سے علم الادیان سے متعلق چند مسائل دریافت کرتا ہوں اگر اس نے ان کا جواب دے دیا اور اچھی طرح بیان کر دیا تو ہم اسے چھوڑ دیں گے، ورنہ مار ڈالیں گے، ضابطہ بھی ہے کہ امتحان کے وقت آدمی کی یا عزت ہوتی ہے یا وہ ذلیل ورسوا ہوجاتا ہے۔ وہ سارے پادری بولے ٹھیک ہے جناب کی جو رائے ہو اس کے مطابق عمل کریں، ہم تو استفادے کی عرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ وہ بڑا پادری کھڑا ہوا اور یوں پکارا کہ: اے رجل محمدی! تجھے محمد (ﷺ) کا واسطہ، تو اپنی جگہ پڑ کھڑا ہوجا، تاکہ نگاہیں تجھے دیکھ سکیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کرنے لگے۔ پادری نے آپ کی طرف متوجہ ہوکر کہا: اے رجل محمدی! میرا ارادہ ہے کہ میں تجھ سے کچھ سوالات کروں، اگر تو ان کے جوابات نہ دے سکا تو.....ہم تجھے قتل کردیں گے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں تمام باتوں کے صحیح صحیح جواب دے دوں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ

گے؟ تمام بولے ہاں! ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ: **اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الشَّاهِدُ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ:** اے اللہ! جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں تو اس پر گواہ رہنا۔

پادری کے عجیب وغریب سوالات
حضرت بایزید رحمہ اللہ علیہ کے جوابات

س.....آپ ہمیں ایسا ایک بتلایئے جس کا دوسرا نہیں۔

ج.....وہ اللہ واحد وقہار ہے۔

س.....اور ایسے دو جن کا تیسرا نہیں۔

ج.....وہ رات اور دن ہیں، اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ اور ہم نے بنائیں رات اور دن دو نشانیاں (سورۃ بنی اسرائیل:**12**)

س.....ایسے تین جن کا چوتھا نہیں۔

ج.....وہ عرش، عرسی اور قلم ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا۔

س.....اور ایسے چار جن کا پانچواں نہیں۔

ج.....وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چاروں کتابیں تورات، زبور، انجیل اور قرآن پاک ہیں۔

س.....اور ایسے پانچ جن کا چھٹا نہیں۔

ج..... پانچ نمازیں ہیں جن کا ہر مسلمان مرد عورت عورت پڑھنا فرض ہے۔

س.....اور ایسے چھ جن کا ساتواں نہیں۔

ج.....وہ چھ دن ہیں جن کا اللہ پاک نے اپنے کلام میں ذکر فرمایا ہے۔" **وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ**" ہم نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ کے بیچ میں ہے چھ دن میں۔ (سورۃ ق:**38**)

س.....اور ایسے سات جن کا آٹھواں نہیں۔

ج.....وہ ساتوں آسمان ہیں۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا" وہی ہے جس نے بنائے سات آسمان تہہ بہ تہہ۔ (سورۃ الملک:**3**)

س.....اور ایسے آٹھ جن کا نوواں نہیں۔

ج.....وہ عرش الٰہی کو اٹھانے والے آٹھ فرشتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔"

"**وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ**" اور اٹھائے ہوئے ہوں گے تیرے رب کا عرش، اس روز آٹھ فرشتے۔ (سورۃ الحاقہ:**17**)

س.....اور ایسے نو جن کا دسواں نہیں۔

ج.....وہ نو شخص ہیں جو شہر میں فساد پھیلاتے تھے، ارشاد باری ہے: **وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ.** اور اس شہر میں نو شخص تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔ (سورۃ النمل:**48**)

س.....اور عشرہ کاملہ کے بارے بتلائے؟

ج.....عشرہ کاملہ سے مراد وہ دس دن ہیں جن میں متمتع حج کرنے والا، ہدی نہ ہونے کی صورت میں روزہ رکھتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: **فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ.** پس روزے رکھے تین، حج کے دنوں میں اور سات روزے اس وقت جب تم واپس لوٹو، یہ پورے دس دن ہوئے۔ (سورۃ بقرہ:**194**)

س.....اور ہمیں گیارہ کے بارے میں بتلائے؟

ج.....گیار برادران یوسف علیہ السلام ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے جناب یوسف علیہ السلام کی جانب سے حکایۃً فرمایا ہے، **اِنِّی رایت احد عشر کوکبا**۔ میں نے دیکھا (خواب میں) گیارہ ستاروں (یعنی بھائیوں) کو۔

س.....اور ہمیں بارہ کے بارے میں خبر دیجئے۔

ج.....ان سے مراد بارہ مہینے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ**

اللہِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللہِ. بلاشبہ اللہ کے یہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہیں۔اللہ کی کتاب میں۔(سورۃ توبہ:26)

س.....اور تیرہ کے بارے میں بتلائے ان سے کیا مراد ہے؟

ج....اس مراد حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب ہے،فرماتے ہیں۔"**اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَباً وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سَاجِدِيْنَ.** بیشک میں نے دیکھا ہے۔(خواب میں) گیارہ ستاروں کواور سورج اور چاندکو، میں نے دیکھا انہیں کہ یہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ (سورۃ یوسف:4)

س......اوران چودہ کے بارے میں بتلایئے جنہوں نے اللہ جل جلالہ سے کلام کیا۔

ج.....وہ چودہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا وہ ساتوں آسمان اور زمینیں ہیں،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعاً اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ".

پھر فرمایا: آسمان اور زمین سے کہ، چلے آؤ خوشی سے"بولے آئے ہم خوشی سے" (سورۃ حٰم سجدہ:11)

س.....اور بتلائے کہ وہ کون سی قوم تھی جس نے جھوٹ بولا اور جنت میں گئی اور کون سے قوم ہے جس نے سچ بولا اور جہنم میں پہنچی؟

ج.....یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی تھے۔جنہوں یہ کہا تھا۔"**اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ.**

ابا جان! ہم مقابلے میں دوڑنے لگے اور یوسف علیہ السلام کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑا اسے بھیڑیا کھا گیا۔(سورۃ یوسف:17

یہ بات انہوں نے نے چھوٹ کہی تھی لیکن پھر بھی جنت میں گئے (کیونکہ توبہ کرلی) اور وہ قوم جس نے سچ بولا پھر بھی جہنم میں گئی تو وہ یہود ونصارٰی ہیں۔جنہوں نے یہ کہا:"**وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ".**

یہودی کہتے ہیں کہ نصارٰی کسی راہ پر نہیں ہیں اور نصارٰی کہتے ہیں کہ یہودی درست راہ پر نہیں ہیں۔

(سورۃ بقرۃ:113)

اِنہوں نے یہ بات تو سچ کہی ہے لیکن پھر بھی جہنم میں گئے.....اس لیے کہ یہ نبی آخرالزماں ﷺ پر ایمان نہیں لائے۔

س.....اور بتلائے کہ انسانی جسم میں اس کا نام کے رہنے کی جگہ کہاں ہے؟

ج.....جواب یہ ہے کہ انسانی جسم میں اس کا نام رہنے کی جگہ کان ہیں۔

س....**وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا** سے کیا مراد ہے؟

ج.....**وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا (سورۃ ذرایات:1)** سے مراد چاروں ہوائیں ہیں۔

س.....**حَامِلَاتِ وِقْرًا**........سے کیا مراد ہے؟

ج....**حَامِلَاتِ وِقْرًا** : سے مراد بادل ہیں، چناچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"**وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ.**"

اور بادل جو کہ مسخر ہے آسمان وزمین کے درمیان۔ (سورۃ بقرہ:164)

س......**جَارِيَاتِ يُسْرًا**......سے کیا مراد ہے؟

ج.....**جَارِيَاتِ يُسْرًا**۔سے مراد دریاؤں میں چلنے والی کشتیاں ہیں۔

(سورۃ ذاریات:3)

س....اور **مُقَسِّمَاتِ اَمْرًا** کے بارے میں بتلایئے ان سے مراد ہے؟

ج.....**مُقَسِّمَاتِ اَمْرًا** اسے مراد فرشتے ہیں نصف شعبان سے اگلے نصف تک مخلوق کی روزی تقسیم کرنے پر مقرر ہیں۔

س.....اور وہ چیز بتلایئے جو بغیر روح کے سانس لیتی ہے۔

ج......وہ صبح ہے،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔"**وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ.**"اور قسم ہے صبح کی جب وہ سانس لیتی ہے۔

(سورۃ التکویر:18)

س.....اور وہ قبر جو اپنے اندر آدمی کو لیے پھرتی رہی۔

ج.....ایسی قبر جو اپنے اندر آدمی کو لیے پھرتی رہی سو وہ مچھلی ہے، جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا تھا اور ان کو دریا میں لیتے پھرتی تھی۔

س.....اور ایسا پانی بتلائیے جو نہ زمین سے نکلا اور نہ آسمان سے برسا۔

ج.....اس سے مراد گھوڑے کا وہ پسینہ ہے۔ جو بلقیس نے شیشی میں ڈال کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ان کا امتحان لینے کیلئے بھیجا تھا۔

س.....اور ان چار کے بارے میں بتلائیے جو نہ باپ کی پیٹھ سے نکلے اور نہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔

ج.....وہ چار یہ ہیں....

(1) حضرت آدم علیہ السلام جو بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے۔ (2) حضرت اماں ہوا سلام اللہ علیہا جو حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں۔

(3) حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جو پہاڑ سے پیدا کی گئی۔

(4) وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں آنے والا مینڈھ جنت سے بھیجا گیا۔

س....اور بتلائیے زمین پر سب سے پہلے خون کونسا بہایا گیا۔

ج.....وہ ہابیل کا خون ہے جسے اس کے بھائی قابیل نے قتل کر دیا تھا۔

س.....اور وہ چیز بتلائیے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پھر خرید لیا۔

ج.....وہ مومن کا نفس (جان) ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ " اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ" بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے خریدا ہے اہل ایمان سے ان کے جانوں اور مالوں کو اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔ (سورۃ توبہ:111)

س.....اور وہ چیز بتلائیے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا پھر اس کو برا بتلایا۔

ج.....وہ گدھے کی آواز ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ"۔ بلاشبہ سب سے بُری آواز گدھے کی ہے۔ (سورۃ لقمان:19)

س.....اور وہ چیز بتلائیے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور بڑا بتلایا۔

ج.....وہ عورتوں کا مکر اور جلا کی ہے۔ ارشاد ہے" اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ۔ البتہ تمہارا مکر وفریب بڑا ہے۔ (سورۃ یوسف:28)

س...اور وہ چیز بتلائیے جس کو اللہ نے پیدا کیا اور اس کے بارے میں خود ہی سوال کیا۔

ج.....یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی ہے، ارشاد باری ہے۔" وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ"۔ یہ کیا ہے تمہارے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ علیہ السلام عرض کیا کہ یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں، اس سے بکریوں کے لیے۔

س.....بتلائیے عورتوں میں سے افضل عورتیں کون سی ہیں۔

ج....عورتوں میں سب سے افضل حضرت حوا سلام اللہ علیہا (ام البشر)، حضرت آسیہ سلام اللہ علیہا، حضرت مریم سلام اللہ علیہا، حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

س....دریاؤں میں سب سے افضل دریا کون سے ہیں؟

ج.....سب سے افضل دریا سیحون، جیحون، دجلہ، فرات اور نیل ہیں۔

س..... پہاڑوں میں سب سے افضل پہاڑ کون سا ہے؟

ج..... پہاڑوں میں سب سے افضل پہاڑ طور ہے۔

س.....چوپایوں سے سب سے افضل چوپایہ کون سا ہے۔

ج.....سب سے افضل گھوڑا ہے۔

س.....مہینوں میں سب سے افضل مہینہ کون سا ہے؟

ج.....مہینوں میں سب سے افضل رمضان المبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔" شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ" رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ (سورۃ بقرہ:185)

س.....اور راتوں میں سے سب سے افضل رات کون سی ہے؟

ج.....راتوں میں سب سے افضل لیلۃ القدر ہے۔اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں ’’ **لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ** ‘‘ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (سورۃ القدر:3)

س.....اور بتایئے کہ طامّہ کسے کہتے ہیں؟

ج.....طامہ قیامت کے دن کو کہتے ہیں۔

س...اور ایسا درخت بتلایئے جس میں بارہ ٹہنیاں اور ہر ٹہنی پر تیس پتے اور ہر پتے پر پانچ پھول دو دھوپ میں کھلتے ہیں اور تین سایہ میں؟

ج.....ایسا درخت سال ہے۔بارہ ٹہنیوں سے مراد بارہ مہینے ہیں اور تیس (30) پتوں سے مراد مہینے کے تیس دن ہیں اور ہر پتے پر پانچ پھول سے مراد پانچوں فرض نمازیں ہیں جو رات دن میں پڑھی جاتی ہیں جن میں سے وہ،ظہر اور عصر دھوپ اور تین (فجر،مغرب،عشاء) سایہ (میں پڑھی جاتی ہے)

س.....اور وہ چیز کونسی ہے جس نے بیت اللہ کا طواف کیا،حج کیا،حالانکہ اس پر نہ حج فرض تھا اور نہ اس میں روح۔

ج.....اس سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے۔(جو طوفان کے دوران خانہ کعبہ کے گرد گھومتی رہی۔)

س.....بتلایئے اللہ نے کتنے نبی بھیجے

ج.....اللہ تعالیٰ نے (کم وپیش) ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے۔

س.....اور ان میں کتنے رسول بنایا۔

ج.....تین سو تیرہ کو رسول بنایا۔

س.....ایسی چیزیں بتلایئے کہ جن کا ذائقہ اور رنگ مختلف اور ان سب کی اصل ایک ہے۔

ج.....ایسی چار چیزیں.....آنکھ،ناک،کان اور منہ ہیں۔آنکھوں کا پانی کھاری،منہ

کا پانی میٹھا،ناک کا پانی کھٹا اور کان کا پانی کڑوا ہوتا ہے۔

س.....نقیر،قطمیر اور فتیل کے بارے میں بتلایئے۔

ج.....نقیر کھجور کی گٹھلی کی پشت پر جو نقطہ ہے اس کو،اور قطمیر کھجور کی گٹھلی کے اوپر جو باریک چھلکا ہوتا ہے اسے اور فتیل کھجور کی گٹھلی کے شگاف کی باریک بتی کو کہتے ہیں۔

س.....اور بتلایئے سبد اور لبد کیا چیز ہوتی ہے؟

ج.....بھیڑ دنبہ اور بکری کے بالوں کو کہتے ہیں۔

س.....اور بتلایئے طم اور رم سے کیا مراد ہے؟

ج.....طم اور رم سے مراد ہمارے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کی مخلوق ہے۔

س.....اور بتلایئے کہ کتا جب آواز کرتا ہے تو کیا کہتا ہے؟

ج.....کتا کہتا ’’**ویل لأهل النار من غضب الجبار**‘‘ اللہ جبار کے غصہ کی وجہ سے دوزخیوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔

س.....اور جب گدھا بولتا ہے تو کیا کہتا ہے۔

ج.....گدھا جب شیطان کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے’’ **لعن الله العشار وهو المكاس** ‘‘ناحق چونگی محصول لینے والے پر خدا کی پھٹکار ہو۔

س.....بیل کیا بولتا ہے؟

ج..... **سبحان الله وبحمده**

س.....گھوڑا ہنہناتے وقت کیا بولتا ہے؟

ج.....**سبحان حافظی اذا لا تقت الا بتال و اشتغلت الرجال بالرجال**

س.....اونٹ کیا کہتا ہے؟

ج.....**حسبی الله وکفی بالله وکیلا**

س.....مور کیا گاتا ہے؟

ج......**کما تدین تدان**

س......تیتر کیا بولتا ہے؟

ج...... **الرحمن علی العرش الستوٰی**

س......بلبل چہچہاتے وقت کیا گاتی ہے؟

ج.....**فسحبان الله حین تمسون وحین تصبحون**

س.....مینڈک اپنی تسبیح میں کیا کہتا ہے؟

ج.....**سبحان المعبود فی البراری والقفار. سبحان الملك الجبار**

س.....ناقوس کیا آواز آتی ہے۔

ج......**سبحان الله حقا حقا انظر یا ابن ادم فی هذه الدنیا شرقا وغربا ما تر ی فیها یبقیٰ**

(اللہ پاک ہے وہ سچ اور حق سے ابن آدم! اس دنیا میں بنظر عبرت مشرق ومغرب کی طرف دیکھ، تجھے اس میں کوئی بھی باقی نظر نہیں آئے گا۔)

س.....ایسی قوم بتلایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی جانب وحی فرمائی حالانکہ نہ وہ انسان ہے ،نہ جنات، نہ فرشتے۔

ج.....وہ شہد کی مکھی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' **وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتاً وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ**" اور حکم دیا آپ کے رب نے شہد کی مکھی کو بنائے پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں پودے، بیلیں چڑھائی جاتی ہیں۔ (**سورۃ النحل :68**)

س.....اور بتلایئے جب دن آتا ہے تو رات کہاں چلی جاتی ہے؟ اور جب رات آتی ہے تو دن کہاں رہتا ہے؟

ج.....اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، یہ راز نہ کسی نبی ورسول پر کھلا اور نہ کوئی مقرب سے

مقرب فرشتہ اس پر مطلع ہوا۔

(ان تمام سوالوں کا جواب دینے کے بعد)

حضرت بایزد بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: اچھا اب میری ایک بات کا جواب دو۔

یہ بتلاؤ کہ آسمانوں اور جنت کی کنجی کیا ہے؟

بڑا پادری اس پر خاموش رہا۔

مجمع میں سے آواز آئی: کہ تم نے اتنی باتیں پوچھیں اور انہوں نے ان سب کا جواب دیا، اے پادری! انہوں نے تم سے صرف ایک بات کا جواب دینے سے عاجز نہیں لیکن مجھے خطرہ ہے کہ اگر میں نے ان کی بات کا جواب دے دیا تو تم میری موافقت نہیں کروگے۔

وہ بولے ہم آپ کی موافقت کیوں نہیں کریں گے جبکہ آپ ہمارے بڑے ہیں۔ آپ نے جب بھی کچھ کہا ہم نے سنا اور آپ کی موافقت کی۔ پادری نے کہا: کہ لو پھر سنو آسمانوں اور جنت کی کنجی ہے۔

لا اله الا الله محمد رسول الله

جب انہوں نے یہ بات سنی تو سب کے سب مسلمان ہوگے اور گرجے کو گرا کر اس کی جگہ مسجد بنائی اور سب نے اپنی اپنی زُنّاریں توڑ ڈالیں۔ اس موقع پر حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو غیب سے آواز آئی: اے بایزید! تم نے ہماری رضا کی خاطر ایک زنار باندھی تھی ہم نے تمہاری خاطر پانچ سو زناریں تڑوادیں۔ (ہر واقعہ بے مثال: ص58 تا70)

بایزد بسطامیؒ کو شادی کی ترغیب

آپ نے اب تک شادی نہ کی تھی خواب میں دیکھا کہ نہایت ایک عالیشان عمارت ہے جس میں اولیاء اللہ آتے جاتے ہیں مگر جب وہ خود اندر جانے کا قصد کرتے ہیں تو دروازہ بند پاتے ہیں۔ تحقیق بند کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ ہے دل میں سوچنے لگے کہ اللہ پاک نے مجھے بہت سے انعامات سے نوازا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ مجھے اس دربار میں جانے کی اجازت نہیں سوچ ہی رہنے تھے کہ حضرت سید عالم ﷺ نے عمارت کے ایک حصہ سے سر مبارک نکال کر فرمایا یہاں صرف اسکو باز یابی ہوسکتی ہے

جو میری سنت کو ادا کرے انکھ کھلی تو حضرت بایزد آبدیدہ ہو گئے فرمایا حکم نبوی ﷺ سے چارہ نہیں اور ضعیف العمری کے باوجود نکاح کی سنت اداء کی۔

(ماہانہ محاسن اسلام، جولائی: 2022ء بحوالہ دینی دستر خوان)

بایزد بسطامیؒ کے موت کا واقعہ

جب یہ قبر میں دفن کیا تو فرشتوں نے اس سے پوچھا کہ تو نے کیا کیا تو اس نے سوچ کر کہا کہ میں نے تہجد بھی کیا لوگوں کو بھی مسلمان کیا وغیرہ نیک اعمال کئے ایسا نہ ہو کہ یہ قبول نہ ہوا، تو اس نے کہا کہ میں نے اللہ کو ایک مانا ہے تو فرشتوں نے کہا کہ آپ نے اللہ کو ایک کیسا مانا ہے، ایک مرتبہ آپ کے پیٹ میں درد ہوا تو آپ سے لوگوں نے کہا کہ یہ درد کیوں ہے تو آپ نے کہا کہ میں نے دودھ پیا تھا اس لئے درد ہو گیا آپ نے اس طرح نہیں کہا کہ اللہ نے پیٹ پر درد کیا ہے۔ بلکہ آپ نے کہا کہ دودھ کی وجہ سے درد ہوا ہے تو یہ لا جواب ہوا تو فرشتوں نے کہا کہ اے بایزد آپ نے ہمدردی کیا تھا ایک مرتبہ راستہ میں بلی کے بچے کو سردی لگا ہوا تھا اور آپ نے اپنے کُرتے میں لیا اور جب گرام ہوئے پھر آپ نے چھوڑا سورج نکلتے وقت تک۔ تو یہ عمل اللہ کو پسند آیا اور اللہ نے اپ کی مغفرت کر دیں۔ (بیانات علماء دیوبند)

والد کی دُعا کا اثر

وکیلِ احناف، مناظر اہلسنت حضرت مولانا صفدر امین اوکاڑوی رحمہ اللہ علیہ ایک عظیم علمی سرمایہ تھے ......دین اسلام کی تعلیمات کا بڑی گہرائی سے مطالعہ رکھتے تھے.....ذہانت وفطانت اور حاضر جوابی کا اللہ تعالیٰ نے خاص ملکہ انہیں ودیعت فرمایا تھا۔ ان کی زندگانی کا ایک انمول واقعہ انہی کی زبانی ملاحظہ فرمایئے......حضرت رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے والد صاحب نے اپنے شیخ حضرت اقدس سید شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ وعدہ کیا کہ میں اپنے بیٹے امین کو عالم بناؤں گا۔ والد صاحب چونکہ باغبانی کرتے تھے اس لیے جب کام پر جاتے تو مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔ میں بھی والد صاحب کا ہاتھ بٹاتا۔

چونکہ پیر صاحب کے پاس مجھے عالم بنانے کا وعدہ بھی تھا تو میں نے تہجد کے وقت سنا کہ والد صاحب رو رو کر دُعا کر رہے ہیں: ''اے اللہ! اس کو بغیر پڑھے علم عطا کر دے۔'' ساتھ ہی ساتھ مجھے پڑھنے پر بھی

لگایا لیکن میں شوق سے پڑھتا نہیں تھا۔ اس عرصہ ہی ساتھ مجھے پڑھنے پر بھی لگایا لیکن میں شوق سے پڑھتا نہیں تھا۔

اس عرصہ میں ایک دفعہ میں نے والد صاحب کے کمرے سے رات کے وقت رونے کی آواز سنی ....اٹھ کر کمرے کی طرف گیا دیکھا تو دروازہ بند ہے اور والد صاحب رو رو کر دعا مانگ رہے ہیں ....اور یوں کہہ رہے ہیں: اے اللہ! جے امین اوداں نہیں پڑھدا تاں اینوں لنگڑا کر دے جدوں کسے کم جوگا نہیں رہے گا تے آپے ای پڑھے گا۔ حضرت نے فرمایا: جب میں نے یہ دعا سنی تو میری چیخ نکل گئی۔ والد صاحب باہر آئے، پوچھا کیا ہوا بیٹا؟ فرماتے ہیں: میں والد صاحب کے ساتھ چمٹ گیا اور میں نے ان قبولیت کے لمحات میں وعدہ کیا کہ ابا جی! اب میں پڑھوں گا۔ میں رو بھی رہا تھا اور یہ بھی کہہ رہا تھا کہ اب میں پڑھوں گا۔

اور والد صاحب مجھے چوم رہے تھے اور دُعا کر رہے اے اللہ! امین نوں عالم باعمل بنا دے.....امین نوں مجاہد عالم بنا دے......اے اللہ! امین نوں اپنے دین لئی قبول کر لے... اے اللہ! امین نوں اپنے دین دا امین بنا دے۔ حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے شوق سے پڑھنا شروع کیا اور الحمد للہ والد صاحب کی دعائیں ساتھ تھیں .اس لیے دن بدن شوق بڑھتا گیا۔ (ہر واقعہ بے مثال: ص56)

والدین کی نافرمانی پر عبرت ناک واقعات

ایک سانس کا بھی حق ادا نہیں ہوا

ایک شخص اپنی والدہ کو کمر پر اُٹھائے ہوئے طواف کرا رہا تھا، اس نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا: کیا میں نے اس طرح خدمت کر کے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک سانس کا حق بھی ادا نہیں ہوا۔'' (تفسیر ابن کثیر: 370/2)

والدہ کی بدُعا سے بچنا چاہیئے

جریج عابد کے واقعہ کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے، ہمارے دوست مولانا محمد زکریا اقبال صاحب نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے، ہمارے دوست مولانا محمد زکریا اقبال صاحب نے اپنی کتاب قصص الحدیث میں اس کا خلاصہ بیان فرمایا، لکھتے ہیں: مجموعہ روایات کو سامنے رکھا جائے تو پورے واقعہ تفصیلی خلاصہ کچھ اس طرح بنتا ہے:

’’رسول کریم ﷺ نے فرمایا: نومولود (پیدائشی) بچوں میں سے صرف تین ایسے گزرے ہیں جنہوں نے نومولود ہونے کی حالت میں گہوارہ (گود) میں گفتگو کی ہے، ایک تو حضرت عیسیٰ بن مریم **علیہما الصلوٰۃ والسّلام** تھے جنہوں نے اپنی والدہ حضرت مریم **علیہا الصلوٰۃ والسّلام** کے حق میں گواہی دی تھی۔ دوسرا وہ بچہ تھا جس نے جریج عابد کے حق میں گواہی دی تھی۔

جریج بنی اسرائیل میں ایک بڑا عابد وزاہد شخص تھا۔ آبادی سے باہر اس نے اپنا ایک صومعہ بنا رکھا تھا (صومعہ اس زمانہ کی ایک مخصوص عمارت ہوتی تھی جو خاص عبادت گاہ کے طور پر ہی استعمال ہوتی تھی اور زمین سے بلند ہوتی تھی، اوراوپری سطح اسکی تنگ ہوتی تھی یعنی نیچے سے اوپر کی طرف جاتے ہوئے بتدریج عمارت کی چوڑائی کم ہوتی چلی جاتی تھی)۔

جریج عابد اس صومعہ میں ہمہ وقت عبادت وبندگی میں مشغول رہتا تھا۔ ایک روز اس کی والدہ اس کے پاس آئیں تو دیکھا کہ وہ نماز میں مشغول ہے۔ رسول اللہ نے جریج کی ماں کی ہیئت عملاً بیان کی اور فرمایا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھوں پر سایہ کر لیا (کیوں کہ جب کسی اونچی چیز کی طرف دیکھنا ہو تو عموماً لوگ سورج کی شعاعوں سے بچنے کے لئے آنکھوں پر ہاتھوں کو چھجا بنا لیتے ہیں تو اس کی والدہ نے بھی آنکھوں پر ہاتھ کا چھجا بنا کر) اسے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ نماز میں مشغول تھا۔

ماں نے کہا کہ جریج! میں تیری ماں ہوں مجھ سے بات کر! جریج کے سامنے اس کی نماز تھی (غالباً اسے نماز میں وہ حلاوت مل رہی ہوگی کہ کسی دوسری طرف متوجہ ہونا اسے گراں گزر رہا ہوگا) اس نے دل میں کہا: اے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے، دوسری طرف نماز (کیسے اختیار کروں؟) آخر اس نے نماز کو

ہی اختیار کیا۔ ماں واپس ہوگئی۔

دوسرے دن پھر ماں واپس آئی اور (حسبِ معمول اسے نماز میں مشغول دیکھا) اور کہا: اے جریج! میں تیری ماں ہوں، مجھ سے بات کر! اس نے پھر (دل میں) کہا اے اللہ! ایک جانب میری ماں ہے دوسری جانب میری نماز ہے (کیا کروں؟) آخر نماز کو ہی اختیار کیا، ماں (ناکام) واپس لوٹ گئی۔

تیسرے روز پھر واپس آئی تو جریج پھر نماز میں مشغول تھا۔ اس نے کہا: اے جریج! (میں تیری ماں ہوں) اس نے دل میں کہا: اے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے تو دوسری طرف نماز، کسے اختیار کروں ؟ آخر نماز کو ہی اختیار کیا۔

متواتر تین روز تک ماں، بیٹے کی ملاقات اور اس سے گفتگو میں ناکامی سے جھنجلا گئی اور مارے غصہ کے جریج کو بدُعا دی اور کہا: اے اللہ! یہ جریج میرا بیٹا ہے اور میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں مگر اس نے (عملاً) مجھ سے بات کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

’’اے اللہ! اسے اس وقت تک موت نہ دیجیئے جب تک کہ یہ بدکار، بازاری عورتیں کا منہ نہ دیکھ لے۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (ماں نے صرف عورتوں کا منہ دیکھنے کی بددعا دی تھی) اگر انکے فتنہ میں پڑ جانے کی بددعا بھی دیتی تو وہ اس میں بھی پڑ جاتا (کہ ماں بددعا ایسی ہی تیر بہدف ہوتی ہے)۔

اب ماں کی بدُعا پوری ہونے کی صورت یوں ہوئی کہ بنو اسرائیل کے لوگوں میں جریج کی عبادت کے تذکرے اور چرچے ہونے لگے۔ وہاں ایک فاحشہ اور بازاری عورت رہا کرتی تھی جو اپنے حسن کے ذریعہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتی تھی اور اس کے حسن کی مثالیں دی جاتی تھیں۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ: جریج کی عبادت کے تم بہت تذکرے کرتے ہو۔ حالاں کہ اس کا حال یہ ہے کہ اگر تم چاہو تو میں اسے اپنے فتنہ میں مبتلا کر کے دکھاؤں۔ چنانچہ اس عورت نے ان گناہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی، تو اس عورت کے ہاں جب بچے کی ولادت ہوئی تو اس نے جریج سے انتقام لینے کیلئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ بچہ جریج کا ہے جو اس خانقاہ میں رہتا ہے۔

یہ سنتا تھا کہ لوگ کلہاڑیاں اور گینتیاں لے کر اس کی خانقاہ پر ٹوٹ پڑے اور اسے پکارا تو اسے نماز میں

مشغول پایا۔اس نے ان سے بات کی لوگوں نے اس کی خانقاہ کو گرانا اور منہدم کرنا شروع کر دیا اور اسے نیچے اترنے پر مجبور کر دیا۔جریج نے جب یہ صورت حال دیکھی تو نیچے آیا۔لوگوں نے اسے مارا پیٹا،اس نے کہا: کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: تونے اس بازاری عورت سے بدکاری کی ہے اور اُس سے کہا: اس عورت سے پوچھ یہ کیا کہتی ہے؟

جریج نے فرمایا: ''مجھے نماز پڑھنے کی مہلت دو۔'' غرض انہوں نے نماز پڑھی، نماز پڑھ کر واپس لوٹے تو لوگ اس بچہ کو لے آئے جس کے متعلق کہا جار ہا تھا کہ یہ جریج کا ہے۔جریج نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے پیٹ میں انگلی سے ذرا سا ٹھوکا دیا اور اس سے پوچھا: **مَنْ اَبُوْكَ يَا غُلَامُ؟ قَالَ: اَلرَّاعِيْ**" ترجمہ: اے لڑکے! تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا میرا باپ فلاں چرواہا ہے جو بھیڑیں چراتا ہے۔'' نومولود بچہ کو اتنا واضح کلام کرتے دیکھ کر اور اس کی زبان سے جریج کی برأت کی گواہی سن کر لوگوں کو عقل آئی۔بے عقل عوام کا یہی حال ہوتا ہے جہاں کسی کی کوئی بات سن لی، بغیر تحقیق اسے قبول کر لیا۔خواہ غلط ہو یا صحیح۔پھر اس کے مقابلہ میں دوسری بات سنی تو اسے قبول کر لیا۔خواہ غلط ہو یا صحیح۔پھر اس کے مقابلہ میں دوسری بات سنی تو اسے قبول کر لیا۔وہ جھوٹ سچ کی تحقیق میں نہیں پڑتے جو جہالت اور کم علمی کی بات ہے۔غرض لوگوں کو احساس ہوا کہ ہم نے جریج کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔چناں چہ وہ لوگ فرطِ عقیدت سے اس سے لپٹنے اور اس کا بوسہ لینے لگے اور کہنے لگے: ہم تیرا صومعہ (خانقاہ) سونے چاندی سے دوبارہ تعمیر کریں گے، اس نے کہا: نہیں اس کی ضرورت نہیں، بس تم اسے اس کی سابقہ حالت پر لوٹا دو اور مٹی گارے ہی سے اسے کھڑا کر دو۔'' چناں چہ لوگوں نے اسے دوبارہ بلند کر دیا۔ **(مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تقدیم بر الوالدین: 2/ 313)**

مجھے ماں کی بددُعا لگی ہے

ایک بہت بڑے بزرگ تھے، ان کی ایک والدہ تھیں جو کہ نہایت نحیف اور خدمت کی مستحق تھیں۔یہ بزرگ ہر وقت ان کی خدمت میں رہتے اور اسی وجہ سے حج بیت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک کی زیارت سے بھی رکے رہے، چار پانچ برس اسی طرح گزر گئے جب حرمین شریفین کی زیارت کا

بے حد غلبہ ہوا تو بے بس ہو کر والدہ کی مرضی کے بغیر حج کے سفر کی تیاری کرنے لگے۔

والدہ نے بہت روکا کہ مجھے کسی طرف ہو لینے دو تب جانا، مگر وہ یہی کہتے رہے کہ میرا دل کہتا ہے آپ مرو گی نہیں اور میں بہت جلد واپس آنے کی کوشش کروں گا۔والدہ کے منہ سے بے ساختہ یہ بددُعا نکلی: یا اللہ! اس میرے بیٹے کو میرا کہنا نہ ماننے کی سزا دُنیا میں ہی چکھا دے تا کہ اوروں کو بھی عبرت ہو جائے کہ ماں باپ کی خدمت اور جائز باتوں میں ان کا کہا ماننا کس درجہ کی اہمیت رکھتا ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ بزرگ ابھی مکہ معظّمہ نہیں پہنچے تھے کہ ایک رات کسی بستی میں ٹھہرے ہوئے تھے اور مسجد میں رات کو نفلیں پڑھ رہے تھے کہ اچانک اس بستی کے ایک گھر میں چوری ہو گئی محلّہ والے اٹھ گئے اور وہ چوروں کے پیچھے بھاگے، چور جب چوری کے مال کو باہر لے جانے پر قادر نہ ہو سکے تو جان بچاتے ہوئے مسجد کی دیواریں پھاند کر باہر بھاگ گئے۔

محلّہ کے لوگ جب مسجد میں آئے تو دیکھا کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے پیچھے سارا چوری کا مال بھی پڑا ہوا ہے۔لوگوں نے مال اپنے قبضہ میں لے لیا اور اس بزرگ نمازی کو خوب پیٹا اور اس کو چوری کے مال کے ساتھ حاکم وقت کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ نرالی قسم کا چور ہے چوری کر کے مال بھی مسجد میں رکھا اور دھوکہ دہی کے لئے داڑھی بھی رکھی ہوئی ہے اور ساتھ ہی مزید فریب دکھانے کے لئے چوری کر کے مسجد میں نفلیں بھی پڑھ رہا تھا۔

حاکم وقت نے کہا: اس نے چوری کے گناہ کے علاوہ دوسرا بڑا گناہ یہ کیا ہے کہ دھوکا دیا ہے اور چوری کے لئے دین داروں کی وضع قطع بناتے ہوئے دین کو بہت بدنام کیا ہے، اس لئے اس کی آنکھیں بھی نکالی جائیں اور ہاتھ کے ساتھ ایک ٹانگ بھی کاٹ دی جائے تا کہ لوگوں کو عبرت ہو جائے کہ چوری کرنا علیحدہ جرم ہے اور چوری کا مال مسجد میں لے جانا اور دین داروں کی وضع قطع بنا کر لوگوں کو فریب دینا یہ مزید جرم ہے۔چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب لوگوں نے اس پر لعن کی تو بزرگ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے چوری نہیں کی اور واقعہ اصل یہ ہے یہ سزا مجھے چوری کی نہیں ملی بل کہ میری بوڑھی ماں کی بددعا لگی ہے۔اور پھر مذکورہ والا واقعہ اس نے لوگوں کو کہہ سنایا۔ **(والدین کی قدر کیجئے: ص212)**

ماں کی نافرمانی کی سزا

ایک نوجوان کو حج کا شوق ہوا اور اس کی ماں اس کو سفر کی اجازت نہ دیتی تھی چنانچہ وہ بدون اجازت ہی کے حج کو چلا گیا...راستہ میں چوروں نے اسے پکڑا اور سارا مال اور اس کا زادوراحلہ سب چھین لیا اور اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹ کر وہیں راستہ پر چھوڑ دیا... بیت اللہ کے مؤذن کو خواب میں اشارہ غیبی ہوا کہ اٹھو اور فلاں جنگل میں جا کر فلاں جوان کی خبر لو کہ مجھ کو اس پر رحم آتا ہے (یعنی اس نے گو ایک بڑی غلطی کی ہے مگر چونکہ میرے ہی دربار میں آ رہا تھا اس لئے مجھے بھی اس کی خاطر منظور ہے) چنانچہ وہ مؤذن نیند سے بیدار ہوا اور بتائے ہوئے جنگل کی جانب روانہ ہو گیا وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک نوجوان پڑا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ و پیر کٹے ہوئے ہیں اس نے پوچھا کہ اے شخص یہ تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں نے والدین سے اجازت لئے بغیر راہ کعبہ میں قدم رکھا اس لئے میرا حال یہ ہوا جو تیرے سامنے ہے تاکہ بندگان خدا کو عبرت ہو کہ والدین کا بڑا حق ہے ان کی اجازت کے بغیر حج کے لئے بھی جانے میں ایسا معاملہ پیش آتا ہے چہ جائیکہ ان کو ناحق ایذاء دینا اور برا بھلا کہنا اس کا تو انجام کار بہت ہی برا ہے....

یہ سن کر اس مؤذن نے کہا کہ خیر جو ہوا سو ہوا اب سے توبہ کرو....اس نے صدق دل سے توبہ کی اور مؤذن سے درخواست کی کہ مجھ کو میرے ماں کے پاس پہنچا دے تاکہ اس کو راضی کروں اور جس طرح سے ایک بار حماقت کر کے اپنے سفر حج کو کھوٹا کیا ہے اور ہاتھ پاؤں سے محروم ہو گیا ہوں ایسا نہ ہو کہ بدم آخر ایمان سے ہی محروم ہو جاؤں اور سفر آخرت کو کھوٹا کر لوں مؤذن نے یہ سن کر اس کو اٹھایا اور اس کے وطن لے جا کر اس کے ماں کے دروازے کے پاس اس کو بٹھا دیا اور خود واپس ہو گیا....اس کی ماں اندر بیٹھی جوان نے سنا کہ وہ یوں دعاء کر رہی تھی کہ الٰہی میں نہیں جانتی کہ اس سفر میں میرے بچے کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا کیونکہ وہ بغیر میری اجازت کے چلا گیا ہے... اب تو اس کو مجھ تک پہنچا دے کہ میرا دل اس کے لئے بیقرار ہے....جوان بھی ماں کے ان کلمات کو سن کر بلبلا گیا اور اپنے کٹے ہاتھ سے دروازہ کھٹکھٹایا....ماں اندر سے بولی کہ ارے یہ کون ہے جو بیوہ اور غمزدہ کے دروازہ کو کھٹکھٹا رہا ہے....پھر خیال کیا کہ شاید کوئی

میرے مسافر بچے کی خبر ہی لایا ہو یہ خیال کر کے اٹھ کر باہر آئی دیکھا کہ ایک غریب فقیر سا آدمی بیٹھا ہوا ہے کہا کہ اے مسافر غریب آ گئے آ! اگر تجھ کو روٹی کی ضرورت ہو تو میں روٹی دوں.....اس نے کہا میں روٹی کیسے لوں میرے تو ہاتھ ہی نہیں ہیں اس نے کہا اچھا ذرا آ گے! کہا آؤں کس طرح میرے تو پاؤں بھی نہیں ہیں....اس غریب کی یہ بات سن کر بیوہ کو اس پر بہت ترس آیا کہا اے جوان غریب تیری آواز تو میرے بیٹے سے بہت ملتی جلتی ہے چنانچہ وہ دوڑ کر چراغ لائی اور آگے پیچھے سے اس کا منہ دیکھنے لگی ....اس کو دیکھ کر اس کی آنکھ ٹھنڈی ہوئی' وہ کہتی جاتی تھی کہ تیرے ہی طرح میرا بھی ایک بچہ تھا بغیر میری اجازت کے وہ حج کے لئے چلا گیا ہے میں نہیں کہہ سکتی کہ سفر میں اس کا کیا حال ہوا....ماں کے منہ سے یہ کلمات سن کر وہ جوان صبر نہ کر سکا اور پھوٹ کر رونے لگا اور کہا اے ماں وہ بیٹا تیرا میں ہی ہوں' تیری حق تلفی میں نے کی اس کا یہ انجام ہوا....ماں نے جب یہ سنا تو ایک ہائے کی اور بیہوش ہو گئی....تھوڑی دیر بعد جب ہوش آیا تو آسمان کی جانب منہ کیا اور دعاء کی کہ الٰہی! تو نے اس کو کیسی سزا دی اور ادب دیا لیکن پرودگار اس کو ہلاک نہ کی کی جیو اور ایمان کی سعادت سے اسے محروم نہ رکھیو غرض اس واقعہ کے بیان سے یہ ہے کہ تم سمجھو کہ ماں باپ کی خوشی عجیب چیز ہے اور ان کی نافرمانی بہت ہی وبال کی چیز ہے... (عبرت کی دنیا: ص 139 بحوالہ آداب الصالحین)

والد کے نافرمان کا انجام

بیان کیا جاتا ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ حرم شریف کے حجرہ میں ایک جوان ہے تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے....

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ خواب سے بیدار ہوئے اور حرم کی طرف چلے دیکھا کہ ایک جوان 'ایک نہایت ہی تنگ و تاریک حجرہ میں زار و قطار رو رہا ہے....جیسے ہی اس کی نظر مالک بن دینارؒ آپ کیا پیغام لائے ہیں؟

مالک بن دینارؒ کو تعجب ہوا پوچھا کہ تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں کوئی پیغام لایا ہوں....اس نے کہا کے اے

مالکؒ برسوں گذر گئے کہ مجھ سے برابر یہی کہا جارہا ہے کہ خدا کی رحمت سے تیرے لئے کوئی حصہ نہیں ہے....مالک بن دینارؒ نے پوچھا کہ آخر کیا بات ہے؟ تجھ سے کون سا ایسا گناہ صادر ہوا ہے جس پر تجھ سے یہ کہا جارہا ہے....جوان نے کہا کہ میں ایک دفعہ مست تھا اور اسی حالت میں اپنے باپ کو ایک گھونسہ ماردیا تھا جس کی وجہ سے اس کا ایک دانت ٹوٹ گیا تھا....اس کو پانچ برس کا عرصہ گذرتا ہے اسی وقت سے میں اپنے اس گناہ کے غم میں رورہا ہوں کہ دیکھئے کل کو روز قیامت مجھے اس جرم کی کیا سزا بھگتنی پڑے....مالک بن دینارؒ نے کہا کہ اے جوان تیرا باپ کون ہے اور کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ وہ فلاں قبیلہ کا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ امسال حج کے لئے آیا ہے مالکؒ اس پتہ ونشان پر تلاش کرتے ہوئے حرم میں گئے دیکھا کہ اس کا باپ کعبہ کی پشت پر کھڑا ہے اپنا دانت ہتھیلی پر لئے ہوئے ہے برہنہ سر ہے اور یوں فریاد کررہا ہے کہ الٰہی! میرے دانت کو دیکھ....مالک بن دینارؒ کہتے ہیں کہ یہ منظر دیکھ کر مجھے رونا آگیا....میں نے اس سے کہا دے پیر مرد! اگر تیرے لڑکے نے تجھ کو طمانچہ ماردیا ہے اور تیرا دانت ٹوٹ گیا ہے اور اس کے سبب سے یہ فریاد کررہا ہے تو ٹھیک ہے (اس نے بہت بیجا کام کیا) لیکن تجھ کو بھی کچھ اپنے لڑکے کی حال کی خبر ہے؟ سن پانچ سال ہوگئے کہ وہ مارے ندامت کے گریہ وزاری کررہا ہے....اور اس کا سارا حال بیان کیا...حال سن کر شفقت پدری کو جوش آیا اور اپنے لڑکے کے حال زار پر اس کو رحم آگیا.... اس کے لئے دعاء کی....مالک بن دینارؒ خوش ہوگئے اور جوان کے پاس آکر اس کو باپ کے دعاء کرنے کی خوشخبری سنائی....یہ سن کر وہ جوان کے پاس آکر اس کو باپ کے دعاء کرنے کی خوشخبری سنائی....یہ سن کر وہ جوان اور زیادہ رونے لگا اور کہا کہ اے مالک تم سے میری ایک اور خواہش ہے انہوں نے فرمایا کہ کہو کیا ہے؟ کہا کہ آج اگر میرا باپ مجھ سے خوش نہ ہوتا تو کل کو میرے گلے میں آتشی طوق اور زنجیر ڈال کر دوزخ کی جانب کھینچ کرلے جاتے لٰہذا تم آج یہ کرو کہ ایک رسی لاؤ اور اس کو میری گردن میں ڈالو مجھے کو اس میں باندھ کر کھینچتے ہوئے میرے والد میرے والد کے سامنے پیش کرو اور کہو کہ گنہگار کو لائے ہیں....مالک بن دینارؒ کہتے ہیں کہ اس کی خواہش کے مطابق میں نے اس جوان کو اس طرح سے کھینچ کر اس کے باپ کے روبرو پیش کردیا..باپ نے اپنے بیٹے کو اس حال میں دیکھا تو دوڑ کر آیا اور اپنے ہاتھ سے

اس کے گلے کی رسی کھولی اور اس کو گلے سے لگالیا اور کہا کہ اے جان پدر میں تجھ سے خوش ہوگیا' اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے سعادت مند سے خوش ہوجائے....اس واقعہ کو بھی بہ نظر عبرت دیکھو...افسوس صد افسوا ہے ان لوگوں کے حال پر جن کے والدین ان سے راضی نہ ہوں اور خوش نصیب ہے وہ سعادت مند جو اپنے والدین کو اپنے سے خوش کیے ہوئے ہے....یا اللہ تو اپنے فضل وکرم سے ہم کو بھی اپنے والدین کو خوش کرنے کی توفیق عطا فرما تا کہ تو بھی ہم سے راضی ہو....(اسوۃ الصالحین)

ماں کی بددعا....کا عبرت انگیز واقعہ

عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ایک جماعت نے سفر کیا اور ایک میدان میں اتری پس یہاں اس جماعت کے لوگوں نے متواتر گدھے کی آواز سنی جس سے وہ بیدا ہوگئے اور تحقیق کیلئے چلے تا کہ اس کو دیکھیں ناگاہ انہیں ایک ایسا گھر آیا جس میں ایک بڑھیا موجود تھی....پس ان لوگوں نے اس سے کہا کہ ہم نے گدھے کی آواز سنی جس نے ہم کو بیدار کیا...لیکن ہم تیرے یہاں گدھا نہیں دیکھتے ہیں اس بڑھیا نے ان سے کہا کہ میرا لڑکا تھا....اس کی یہ حالت تھی کہ مجھ سے کہتا تھا کہ اے گدھی جا....اور یہ اس کی عادت تھی میں نے اس کے حق میں بددعا کی کہ یا اللہ اس کو گدھا کردے چنانچہ اب ہمیشہ ہر رات میں صبح تک گدھے کی بولی بولتا ہے....اسکے بعد ان مسافروں نے اس سے کہا کہ ہم کو اس کے پاس لے چلو تا کہ ہم اس کو دیکھیں پس یہ لوگ اسکے پاس گئے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ وہ قبر میں ہے اور اس کی گردن گدھے کی گردن کی طرح ہے..... **لا حول ولا قوۃ الا باللہ**

(ادب کے حیرت انگیز واقعات: ص333 بحوالہ ایک ہزار پرتاثیر واقعات)

ماں کی بددعا....ایک عبرت انگیز واقعہ

ایک فوجی میجر صاحب اپنے بچوں کو کوئٹہ سے منڈی بہاؤالدین لے جانے کے لیے تیار ہوئے....پلیٹ فارم پر پہنچے تو پتا چلا کہ گاڑی تقریباً آدھا گھنٹہ لیٹ ہے....خیر بیٹھ گئے ریل کے انتظار کچھ زیادہ طویل نہ ہوا اور ریل گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچ گئی...میجر صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے ڈبے میں رش زیادہ تھا...سب لوگ باری باری سوار ہونے لگے...ہم بھی سوار ہو ہی رہے تھے کہ ریل آہستہ آہستہ چلنے لگی.. میں نے

اپنے بچوں کو جلدی جلدی گاڑی میں سوار کیا اور خود بھی گاڑی میں سوار ہونے کے لیے ایک آدمی کو ہاتھ دیا کہ اچانک ہی گاڑی کے رفتار تیزی ہوگئی اور میرا ہاتھ اس آدمی کے ہاتھ سے پھسل گیا اور میجر صاحب نیچے گر پڑے...ایک شور اٹھا اور ریل گاڑی جھٹکے سے رک گئی...تمام مسافر ریل گاڑی سے اترنے لگے اور میجر کے گرد حلقہ بنا کر کھڑے ہوگئے....جیسے ہی میں نے میجر کی طرف دیکھا تو دل ہل کر رہ گیا...کیونکہ ان کی دونوں ٹانگیں جسم سے علیحدہ ہوگئی تھیں اور خون بے تحاشاہ بہہ رہا تھا...میجر صاحب آہ وبکا کر رہے تھے...لیکن اپنے ہوش میں تھے....میں کھڑا دل ہی دل میں ان کی ہمت کو داد دے رہا تھا کہ اتنی تکلیف میں بھی وہ بے ہوش نہیں ہوئے تھے...پھر اچانک میجر صاحب درد بھری آواز میں چلائے: ''لوگو! آج میں نشان عبرت بن گیا ہوں....ہاں مجھ سے عبرت حاصل کرو! میں بدبخت نامراد ہوگیا....خدا را کبھی...بھی اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا....دیکھو یہ انجام ...یہ ہے میرے بدقسمتی ....کہاں ہے میرا عہدہ؟ کہاں ہے؟...جو مجھے ماں کی بدُعا سے بچا نہ سکا...'' ہجوم تیزی سے بڑھ رہا تھا....شاید ریلوے پولیس نے ایبولینس بلوالی تھی...مگر ان کی یہ غیر متوقع بات سن کر مجمع کو سانپ سونگھ گیا...سب دم بخود ان کے چہرے کو دیکھنے لگے....چند لمحوں کے بعد وہ دوبارہ بولے...''مجھ پر خدا کی مار ہے....بے شک خدا کی لاٹھی بے آواز ہے....کسی نے مجھے نہ بچایا کسی میں قدرت نہیں کہ وہ خدا کے عذاب سے کسی کو بچا سکے... ہاں یہ ہے بدنصیبی ...یہ میں ہوں جو کل خود کو کچھ زیادہ ہی اونچا گمان کرتا تھا...اتنا اونچا کہ اسکے آگے اپنے والدین کی بھی کوئی قدر ومنزلت نہ تھی...آہ.....ہ.....وہ وہ بھیانک دن ....وہ خوف ناک صبح جب میں نے اپنے بوڑھے والدین کو خوب مارا اور جب میں مار مار کر تھک گیا...تو میری ماں نے صرف یہ کہا: ''اے خدا! اے مالک تو نے اس کی ٹانگیں کیوں نہ توڑ دیں؟.......یہ شکوہ نہیں....بلکہ بددعا تھی جس کا نتیجہ آپ سب لوگوں کے سامنے ہے....''بس یہ چند جملے تھے....جو میجر نے کہے پھر درد کی شدت کے باعث اس کی زبان بند ہوگئی...اتنے میں ایمبولینس آگئی اور کچھ لوگ انہیں ہسپتال لے گئے...یہ واقعہ سن کر ہمارا دل لرز کر رہ گیا...خدایا! کیا واقعی کوئی اپنے والدین کو مار سکتا ہے...اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے واقعات سے عبرت پکڑنے کی توفیق عطا فرمائے....اور ہمیں اپنے

والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے...آمین (ادب کی حیرت انگیز واقعات :ص **334** بحوالہ ماہنامہ محاسن اسلام ملتان)

ماں کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب المفرد میں لکھا ہے کہ ایک قبرستان میں مغرب کے بعد ایک قبر پھٹتی تھی....اس میں سے ایک شخص نکلتا...جس کا سر گدھے کے مانند تھا...گدھے کی آواز نکال لمحے بعد قبر میں چلا جاتا تھا....کسی نے لوگوں سے پوچھا کہ آخر اس قبر والے کے ساتھ یہ معاملہ کیوں ہو رہا ہے؟ کیا وجہ ہے؟ بتانے نے بتایا کہ آدمی شراب پیتا تھا....جب اس کی ماں اسے ڈانٹتی تو کہتا کہ کیوں گدھے کی طرح چلاتی ہے؟

فایدہ: ماں کا ادب بہت ضروری ہے: حدیث میں ہے کہ ماں پیروں کے نیچے جنت ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہے.(بکھرے موتی)

واقعہ ہول ناک منظر

والدین کی نافرنی اور ان کو ستانے سے دنیا، قبر اور آخرت ہر جگہ ہی عتاب وعذاب ہوتا ہے، جس سے متعلق کچھ پچھلے زمانے کے واقعات تو آپ نے ملاخطہ کئے اور کچھ آگے بھی کریں گے ایک واقعہ حالیہ زمانے کا بھی ملاخطہ فرمائیں:

میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ علم حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوا، جب ہم منزل پر پہنچے تو وہاں تعلیمی سرگرمیاں شروع ہوچکی تھیں، ہم بھی شامل ہوگئے۔اس دوران لوگوں نے ایک ہیبت ناک خبر سنائی.....وہ یہ کہ ایک مردہ زندہ ہوگیا ہے اور لوگ اسے دیکھنے کے لئے دور دور سے چلے آرہے ہیں۔کچھ لوگوں نے اس خبر کی سچائی پر یقین نہ کیا۔پھر ایک خبر آئی کہ مردہ تو زندہ نہیں ہوا، البتہ ایک قبر لرزتی دکھائی دے رہی ہے۔غرض جتنے منہ اتنی باتیں...میں بہت بے چین تھا اور اصل صورتِ حال معلوم کرنا چاہتا تھا، چنانچہ میں اپنے ساتھ کے ہمراہ روانہ ہوا اور پوچھتے پوچھتے آخر کار اس قبر تک پہنچ گیا۔وہاں عجیب منظر تھا، ایک

قبر پر بہت سے کانٹے پڑے تھے اور ان کے نزدیک کچھ لوگ لاٹھیاں لئے کھڑے تھے، وہ لوگوں کو قبر کے نزدیک آنے سے منع کر رہے تھے۔ یہ ساری صورت حال دیکھ کر میں نے ایک صاحب سے پوچھا: ''کیا بات ہے لوگ یہاں کیوں جمع ہیں اور یہ لاٹھیوں والے آدمی ہیں، وہ لاٹھیاں لئے کیوں کھڑے ہیں؟''

اس شخص نے غور سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا: ''اس قبر کے مردے کو عذاب دیا جا رہا ہے.....اس کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں...لاٹھیوں والے اس مردے کے رشتے دار ہیں، وہ لوگوں کو قبر کے نزدیک آنے سے روک رہے ہیں۔''

اس کی بات سن کر مجھ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی، جسم کے سارے بال کھڑے ہوگئے، دل دَھک دَھک کرنے لگا۔ میں نے کچھ وظائف پڑھ کر ان کا ثواب مردے کو بخش دیا، اس کے بعد واپس چلا آیا۔ میرا ساتھی ہمراہ تھا، میں اسباق کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا مگر ہمت جواب دے چکی تھی، ذہن ابھی تک اس مردے میں اُٹکا ہوا تھا، جسے عذاب ہو رہا تھا۔ اسی حالت میں مجھے نیند نے آلیا ابھی تھوڑی سویا تھا کہ ڈر کر اُٹھ بیٹھا۔ طبیعت بے چین تھی، میں نے اپنی کیفیت اپنے ساتھی سے بیان کی تو وہ کہنے لگا: ''قرار تو مجھے بھی نہیں ہے، اللہ رحم فرمائے.....ہم کل دوبارہ اُس جگہ جائیں گے۔'' میں نے ''ان شاء اللہ تعالیٰ'' کہا۔ اگلی صبح ہم دونوں وہاں پہنچے، اس دفعہ لوگوں کی تعداد پہلے سے نسبتاً کم تھی، شاید اس لئے کہ یہ صبح کا وقت تھا۔ مجھ پر خوف بری طرح طاری تھا، دَھک دَھک کرتے دل کے ساتھ قبر کے نزدیک پہنچا اور اس کا معائنہ کرنے لگا۔ واقعی قبر کے اندر سے آوازیں آ رہی تھیں یوں جیسے کسی کو جھٹکے دیئے جا رہے ہوں میں لرز اُٹھا۔

پھر میں نے قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی، تھوڑی دیر تلاوت کرنے کے بعد میں نے ثواب مردے کو بخش دیا۔ اب سورج بلند ہونے لگا تھا، لوگوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا۔ ایک ہفتہ گزر چکا تھا اس مردے کا عذاب بدستور جاری تھا، میں سوچتے لگا: ''اے مالک! اس کا کون سا ایسا کام تھا جس کی وجہ سے اسے عذاب ہو رہا ہے اور یہ شخص مر کر بھی لوگوں کیلئے عبرت بنا ہوا ہے۔''

مجھے کسی کل چین نہ تھا، جوں جوں یہ خبر پھیل رہی تھی، توں توں لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا، پولیس کے لئے لوگوں کو سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔ ایسے میں صحافیوں کی ایک جماعت وہاں پہنچ گئی، وہ مردے کے رشتے داروں سے ملے انہیں دیکھ کر کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو لئے۔ ایک صحافی نے مردے کی والدہ سے درخواست کی: ''محترمہ! اس قبر کے متعلق کچھ بتائیں؟ اس نے روتے ہوئے کہا: ''یہ میرا بیٹا ہے، مجھے اس سے بہت محبت تھی، اس کی عمر سولہ سال تھی میں اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتی تھی کیوں کہ آخر یہ میرا خون تھا..... میرے اچھے سلوک کے جواب میں وہ مجھ سے بے حد برا سلوک کرتا تھا مجھے مارتا، پیٹتا اور گالیاں دیتا تھا، جتنا وہ برا کر سکتا تھا، اس نے کیا وہ بے نمازی تھا، سارا دن کھیل تماشے میں گزارنا اس کا معمول تھا، اس نے کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا تھا۔ اس نے دنیا میں میرا بہت دل دکھایا، شاید اسی وجہ سے وہ عذاب میں مبتلا ہے، لوگوں کے لئے تماشا بنا ہوا ہے، میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گی۔''

وہ خاموش ہو گئی، اس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔ اس بوڑھی ماں کی باتیں سن کر میں تھرا اٹھا، جانے اس بدبخت نے اپنی ماں کو کس قدر تکلف دی تھی کہ اس کا دل پتھر کا ہو گیا، بیٹے کو عذاب ہوتے دیکھ کر بھی اس کا دل موم نہیں ہو رہا تھا وہ کہہ رہی تھی: ''میں اسے معاف نہیں کروں گی۔'' کچھ سوچ کر میں اس بوڑھی عورت کے پاس گیا، میرے ساتھ کچھ لوگ بھی اس کے نزدیک ہو گئے میں نے کہا: ''اماں! تم کیسی ماں ہو، تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے بیٹے کو عذاب ہو رہا ہے اللہ کی گرفت میں آیا ہوا ہے وہ، یہ ٹھیک ہے اس نے تمہیں بہت ایذا دی ہوگی م، بہت زیادہ نافرمان اور بدکلام ہوگا، لیکن تم ماں ہو ممتا رکھتی ہو اسے معاف کر دو، معاف کرنا اللہ کی صفت ہے اور وہ معاف کرنے والوں کو بہت پسند کرتا ہے، معاف کر دو اس بدنصیب بیٹے کو۔'' لوگوں نے میری تائید کی اور کہنے لگے:

معاف کر دو اپنے بیٹے کو، شاید اس طرح اسے نجات حاصل ہو جائے۔''

بوڑھی ماں نے ایک نظر قبر پر دالی، پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی: ''اے اللہ! میرے اس بیٹے نے ہمیشہ مجھے تکلیف دی لیکن آج میں اسے سب کے سامنے معاف کرتی ہوں، تو بھی اسے معاف

کردے، معاف کردے اے اللہ! اس کے خاموش ہوتے ہی قبر سے آوازیں آنا بند ہوگئیں، یہ دیکھ کر لوگوں نے نعرۂ تکبیر کیا، ادھر کا چہرہ پرسکون ہونے لگا تھا۔ (والدین کی قدر کیجئے 207)

والدہ کی بددُعا کا اثر

علامہ زِمخشری رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے عالم دین گزرے ہیں۔ ان کی مشہور تصنیف:

اَلْکَشَّافُ عَنْ حَقَائِقِ غَوَامِضِ التَّنْزِیْلِ وَعُیُوْنِ اْلاَ قَاوِیْلِ فِی وُجُوْہِ التَّاْوِیْلِ ” ہے۔

عربی زبان کے ماہرین کا کہنا ہے کہ قرآن مجید کی عربی فصاحت وبلاغت کو سمجھنے والے دنیا میں دو شخص گزرے ہیں، ان میں سے ایک علامہ زِمخشری اور دوسرے جرجانی رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں۔ اور یہ دونوں **اَعْرَجْ** یعنی لنگڑے تھے۔ ان کے متعلق کتابوں میں واقعہ لکھا ہوا ہے کہ ان کا پاؤں کٹا ہوا تھا جب ان سے پاؤں کے کٹ جانے کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ یہ ماں کی بد دُعا کا نتیجہ ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں: میں نے بچپن میں ایک چڑیا پکڑی اور اُس کے پاؤں میں دھاگہ باندھ دیا جس کی وجہ سے ننھی منی چڑیا کا نازک پاؤں کٹ گیا۔ والدہ ماجدہ نے کئی مرتبہ مجھے سمجھایا کہ بیٹا ایسا نہ کرو لیکن میں نے ماں کی بات نہیں مانی، بہرحال جب ماں نے دیکھا کہ چڑیا کا پاؤں کٹ گیا ہے تو یہ دیکھ کر میری والدہ ماجدہ بہت رنجیدہ ہوئیں اور ان کی زبان سے یہ دعا نکل گئی:

قَطَعَ اللہُ رِجْلَكَ کَمَا قَطَعْتَ رِجْلَہٗ. ”ترجمہ: ”جس طرح تو نے اس ننھی منی چڑیا کا پاؤں کاٹا ہے اسی طرح تیرا پاؤں بھی کاٹا جائے۔“ فرماتے ہیں: یہ اسی بددُعا کا اثر ہے کہ مجھے ایسی بیماری لاحق ہوگئی کہ طبیبوں نے اس کا علاج پاؤں کاٹنا تجویز کیا اور میرا پاؤں کاٹ دیا گیا اور اُس دن سے میں لنگڑا ہوں۔

(**فَضْلُ بِرِّ الْوَالِدَیْنِ**: ص44)

اس لئے دوسرے بھائی بہنوں کو نصیحت ہے کہ ماں کی کبھی نافرمانی نہ کریں۔ ان کی بددعا نہ لیں۔

ماں کی گستاخی کی سزا

یہ سچا واقعہ پاکستان کے کسی گاؤں کا ہے.....ایک شادی شدہ نوجوان جس کی ماں اور بہو میں ناچاقی رہتی تھی....ایک دن نوجوان گھر آیا تو بیوی نے ساس کے بارہ میں جلی کٹی سنائیں...نوجوان طیش میں آگیا اور

اپنی ماں کے پاس گیا جو کہ قرآن کریم کی تلاوت کررہی تھی....اس نالائق نے ماں کو تھپڑ مار دیا اور گھر سے باہر چلا گیا...ادھر ماں نے دعا کی کہ یا اللہ! اب مجھے موت دیدے اور وہ اسی وقت فوت ہوگئی....لڑکا گھر آیا تو ماں کی چارپائی نہ اٹھی جب تک کہ اس لڑکے نے ہاتھ نہ لگایا....اسی طرح غسل کے بعد جنازہ وتدفین کیلئے لے جانے لگے تو جب تک لڑکے نے ہاتھ نہیں لگایا چارپائی نہ اٹھی....قبر میں اتارنے کیلئے میت کو اٹھانے لگے تو بھی وہ نہ اٹھی جب تک اٹھانے والوں میں لڑکا شامل نہ ہوا...لڑکے نے جب ماں کو قبر میں لٹالیا تو اس کے دونوں ہاتھ نعش کے ساتھ چپک گئے..خود اس نے لوگوں نے چھڑوانے کی بڑی کوشش کی لیکن یہ خدائی پکڑ تھی جو آچکی تھی....زور آزمائی سے ناکامی کے بعد کسی نے مشورہ دیا کہ چھری سے اس کے ہاتھ کاٹ دو تاکہ اس بھی نجات ملے اور میت کی تدفین بھی و سکے....اودوران لڑکا بولتا رہا کہ مجھے اپنی ماں کی گستاخی کی سزا ملی ہے....اسی حالت میں کئی دن گزر گئے کہ نہ اس کے ہاتھ نعش سے علیحدہ ہوئے اور نہ میت کی تدفین ہوسکی....دو تین دن تک لڑکے کی آواز بھی بند ہوگئی اور یوں یہ عبرت انگیز واقعہ کئی دن تک لوگوں کیلئے عبرت ونصیحت کا نشان بنا رہا....

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہر قسم کی بے ادبی سے محفوظ رکھے آمین (ادب کے حیرت انگیز واقعات: ص376)

ماں کو مارنے والے کا قبر میں دھنسنا

ڈاکٹر احمد نورا اپنے رسالہ قبر کی زندگی میں لکھتے ہیں....میرا ایک دوست اپنی بستی میں رشتہ داروں سے ملنے گیا وہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ اس بستی میں ایک کسان کے گھر اس کی ماں اور اسکی بیوی کے درمیان ہمیشہ جھگڑا رہتا تھا. کئی دفعہ اس کی بیوی نے یہ شرط آخری بار رکھی کہ تو اپنی ماں کو ختم کردے تو پھر میں تمہارے گھر آؤں گی اس کسان نے روازنہ کے جھگڑے سے تنگ آکر آخرکار اپنی ماں کو ختم کرنے کا پروگرام بنالیا....وہ کسان روزانہ کماد (گنا) کھیت سے کاٹ کر بازار میں بیچا کرتا تھا....ایک دن اپنی ماں کو کھیت میں اس بہانے سے لے گیا کہ وہ کماد کا گٹھہ اس کے سر پر رکھوادے گی.... چنانچہ والدہ کو ساتھ کھڑا کیا اور کماد کاٹنے شروع کردیئے اور یکدم اپنی کلہاڑی سے ماں کو ختم کرنے کے ارادے سے حملہ کیا تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لئے...کلہاڑی دور جا پڑی اور اس کی ماں چلاتی ہوئی اپنی جان

بچانے کیلئے گاؤں کی طرف بھاگ گئی..اسی دوران زمین نے آہستہ آہستہ کسان کونگلنا شروع کردیا تو کسان نے چلانا شروع گیا..   اونچی آواز سے اپنی ماں کو پکارتا اور معافی مانگتا رہا مگر کھیت دور ہونے کی وجہ سے لوگوں تک اس کی آواز بہت دیر کے بعد پہنچی...جب لوگ وہاں پہنچے تو چھاتی تک زمین اس کو نگل چکی تھی اور اس کا سانس بھی بند ہو رہا تھا اسی حالت میں آہستہ آستہ زمین میں دفن ہوتا گیا لوگوں نے اس کو نکالنے کی بہت کوشش کی مگر زمین نے اس کو نہ چھوڑا اور وہیں مرگیا۔ یہ چند ماہ کا واقعہ اور تحقیق شدہ ہے۔ (ادب کے حیرت انگیز واقعات:ص 377)

ماں کے نافرمان کی بُری موت

ڈاکٹر نور احمد صاحب اپنے رسالہ قبر کی زندگی میں لکھتے ہیں....میرے وارڈ میں ایک نوجوان گردے فیل ہوجانے کی وجہ سے مرا...تین دن نزع کی حالت میں رہا....اتنی بری موت کہ آج تک ایسی موت میں نے پچھلے چالیس سال کے عرصے میں نہیں دیکھی...اس کا منہ نیلا ہو جاتا تھا....آنکھیں نکل آتی تھیں اور منہ سے دردناک آوازیں نکلتی تھیں جیسے کوئی اس کا گلا دبا رہو....مرنے سے ایک دن قبل یہ کیفیت زیادہ ہوگئی...آواز اور زیادہ تیز ہوگئی اور وارڈ سے دوسرے مریض بھاگنے شروع ہوگئے...چنانچہ اس کو وارڈ سے دور ایک کمرے میں منتقل کردیا گیا تاکہ آواز کم ہوجائے مگر پھر یہ حالت جاری رہی اس کا والد مجھے یہ کہنے کیلئے آیا کہ اس کو زہر کا ٹیکہ لگا دیں تاکہ مرجائے ہم سے ایسی حالت دیکھی نہیں جاتی ...میں نے اس کے والد صاحب سے پوچھا کہ اس نے کیا خاص غلطی کی ہے؟ اس کا والد فوراً بول اٹھا کہ یہ شخص اپنی بیوی کو خوش کرنے کیلئے ماں کو مارا کرتا تھا اور میں اس کو بہت روکا کرتا تھا یہ بری موت اس کا نتیجہ ہے... (ادب کے حیرت انگیز واقعات:ص 378

ماں کی گستاخی کا انجام

ڈاکٹر نور احمد صاحب اپنے رسالہ قبر کی زندگی میں لکھتے ہیں:۔میرے والد صاحب کے ایک دوست کے متعلق مشہور تھا...کہ جب اس کی والدہ قریب المرگ تھی...تو اس نے اس کے ساتھ بدتمیزی کی...اور وہ بے چاری اکیلی پڑی رہی....اور اسی حالت میں مرگئی...میں اس جستجو میں تھا کہ جو والدین کے ساتھ برا سلوک

رکھے اس کا خاتمہ کیسے ہوتا ہے....زندگی کے ایام گزرتے گئے قریباً اس واقعہ سے تیس سال بعد یہ صاحب جو اپنی والدہ کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئے تھے بیمار ہوئے اور دستوں کی وجہ سے بہت کمزور ہوگئے۔میرے والد صاحب مجھے ان کے علاج کیلئے لے گئے میں نے دیکھا تو یہ بہت کمزور تھے اور رو رہے تھے میں نے اس کو غذا بتائی تو رونے لگ گئے اور بتایا پڑا ہوں مگر ایک دفعہ بھی ملنے نہیں آئے....چنانچہ اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوگئی وہ شخص رات کو تنہائی میں انتقال کرگیا۔صبح کے وقت جب محلّہ والوں نے دیکھا تو چیونٹیاں اس کو کاٹ رہی تھیں اور وہ خدا کو پیارا ہو چکا تھا...واقعی والدہ سے زیادتی کرنے والے کو اسی دنیا میں سزا مل کر رہتی ہے۔ (ادب کے حیرت انگیز واقعات:ص 378)

ماں کے ایک نافرنی کا عبرتناک واقعہ

"ضلع ملتان کے ایک گاؤں میں ماں بیٹے کا اکثر بیوی کی وجہ سے گھر میں جھگڑا رہتا تھا ایک دن بیٹا اپنے کام سے شام کے وقت سوا چار بجے جب گھر آیا تو اسکی بیوی نے اپنی ساس کے متعلق شکایت کی کہ آج پھر مجھے آپ کی والدہ نے ناجائز تنگ کیا ہے اور برا بھلا کہا ہے...خاوند نے روز روز کی اس لڑائی کو ختم کرنے کے لئے اپنی بیوی کی بات سننے کے بعد گھر میں جلتے ہوئے چولہے سے جلتی ہوئی لکڑی نکال کر اس سے اپنی ماں کو مارنا شروع کردیا۔شام ساڑھے چار بجے سے پانچ بجے تک بیٹا اپنی ماں کو اس جلتی ہوئی لکڑی سے مارتا رہا...والدہ مار کھاتی رہی اور یہ بددعا دیتی رہی کہ خدا تجھے بھی ایسی ہی جلتی لکڑی کا عذاب دے اور تو بھی ہی تڑپے جس طرح تو مجھے تڑپا رہا ہے. بددعائیں دیتی فوت ہوگئی...اس وقت سے لے کر اب تک جب شام ساڑھے چار بجے کا وقت ہوتا ہے تو پانچ بجے شام تک اس کے جسم پر کالے داغ اسی جگہ بن جاتے ہیں جس جس جگہ پر اس بیٹے نے جلتی ہوئی لکڑی اپنی کے جسم پر ماری تھی اور اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ برداشت سے باہر ہوجاتی ہے...ملتان کے نشتر ہسپتال میں برائے علاج اس کا والد اپنے اس نافرمان بیٹے کو داخل کراتا ہے تو ڈاکٹروں کو سمجھ نہیں آتی کہ یہ بیماری کیا ہے اور اس کا علاج کیا ہے کیونکہ جب ساڑھے چار کا وقت ہوتا ہے تو اس کے جسم پر کالے داغ بننے شروع جاتے ہیں او شام پانچ بجے تک تکلیف وہ صورت حال کے ساتھ درد قائم رہتا ہے پھر پانچ بجے کے بعد تکلیف دور ہوجاتی

ہے اور جسم سے داغ بھی ختم ہوجاتے ہیں یہ سلسلہ چلتا رہا....آخر ایک دن اس بیٹے کے والد نے ڈاکٹروں کو کہا کہ اس کو کوئی زہر کا ٹیکہ لگا کر اس کو موت کی نیند سلا دیں مجھ سے اس کی یہ تکلیف برداشت نہیں ہوتی یہ سزا اس کی ماں کی بددُعا اور نافرمانی کی کی وجہ سے مل رہی ہے....'' (انمول موتی)

باب (7)...اَدب کے حَیرت انگیز واقعات

نبی کریم ﷺ کا ارشاد کریم ہے:۔'' اَلدِّیْنُ کُلُّہٗ اَدَبٌ ۔ ترجمہ:''دین سراسر ادب ہے۔''

واقعات اسلاف

ادب اور اس کے تفصیلات

مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اپنی مجالس میں فرماتے ہیں.....دوستو! ادب کو مضبوطی کے ساتھ قائم رکھو ....خدا کا ادب ..رسول اللہ ﷺ کے ادب....قرآن پاک کا ادب وغیرہ.....
خدا کا ادب یہ ہے کہ اس سے کسی وقت غافل نہ ہو کیونکہ یہی مقصود حاصل کرنے کا دروازہ ہے جو غفلت اختیار کرتا ہے.....گویا ترک ادب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا جن کو اللہ کی یاد کی توفیق ہوتی ہے ان کو کسی وقت غفلت نہیں ہوتی.....ایک روز میں تھانہ بھون میں حاضر تھا، حضرت کا وصال ہو چکا تھا، خواجہ صاحب نے باتیں ہوتی رہی تھیں، ہنسی مذاق بھی جاری تھا، پھر کھانا آ گیا، وہ بھی کھایا، باتیں ہوتی رہیں، پھر فرمایا خیال کرو، ہم سب میں کون کتنی دیر غافل رہا، میں نے کہا ہم سب ہی اتنی دیر سے غافل ہیں.....اس روز خواجہ صاحب کا مقام معلوم ہوا، فرمایا الحمدللہ میں ایک لمحہ بھی غافل نہیں رہا ذکر ہی نہیں بلکہ مراقبہ میں رہا اور یہ سب کچھ ہوسکتا ہے.....بہر حال جس شخص کو خبر نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟ اور کیا کیا احکام ہیں؟ یہ سب سے بڑی غفلت ہے....بڑی بے ادبی ہے جس مالک نے آپ کو پیدا کیا، پرورش کیا، اس کے احسانات کا کیا کہنا ہے اس سے غفلت کتنی سخت بے ادبی ہے، پھر نافرمانی تو کتنا دور کر دیتی ہے اللہ کا ڈر، جاننے والوں کو ہی ہوتا ہے اور علم یہی ہے کہ اللہ کے حقوق جانے، اس کے احکام جانے اور ان پر عمل کرے.... (ادب کے حیرت انگیز واقعات ص:37)

(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دربار رسالت کا ادب)

پہلا واقعہ

شمائل ترمذی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اگر کسی شدید ضرورت اور تقاضے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا تو از راہ ادب اپنے ناخنوں سے کھٹکھٹایا کرتے تھے...مقصد یہ ہوتا کہ اطلاع بھی ہوجائے اور زیادہ آواز کہیں طبیعت میں گرانی کا باعث بھی نہ بنے...(ادب کے حیرت انگیز واقعات :ص 107)

دوسرا واقعہ

مسجد نبوی ﷺ میں خطبہ دینے کے لیے لکڑی کا ایک منبر بنایا گیا جس کے تین درجے تھے...نبی کریم ﷺ جب خطبہ دینے کے لیے سب سے اوپر کے درجے پر بیٹھے تو درمیانی درجے پر پاؤں مبارک رکھتے ...جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو خطبہ دینے کے لیے درمیانی درجے پر بیٹھتے جبکہ پاؤں مبارک نچلے درجے پر رکھتے...جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو خطبہ دینے کے لیے سب سے نچے درجے پر بیٹھتے جبکہ پاؤں زمین پر رکھتے....جب حضرت عثمان ذونورین رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے منبر شریف کے درجات زیادہ کر دیئے...جب خطبہ دینے کی ضرورت پیش آئی تو آپ رضی اللہ عنہ زیادت کے پہلے درجے پر کھڑے ہوا کرتے تھے...خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ادب کے معاملے میں سند رکھتا ہے...

تیسرا واقعہ

نبی کریم ﷺ پر وصال مبارک سے پہلے جب مرض کا غلبہ ہوا تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد میں نمازوں کی امامت کروائیں...چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی حیات مقدسہ میں سترہ نمازیں پڑھانے کا شرف نصیب ہوا. وصال مبارک سے دوروز قبل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز ظہر کی امامت کروار ہے تھے کہ نبی کریم ﷺ شدید علامت

کے باوجود حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے کندھوں کا سہارا لے کر جماعت میں شمولیت کے لیے مسجد تشریف لائے...حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب اندازہ ہوا کہ سید المرسلین ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو وہ دوران نماز مصلے سے پیچھے ہٹے... نبی کریم ﷺ نے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا''پیچھے مت ہٹو'' پھر نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر بیٹھ کر نماز ادا فرمانے لگے...حضرت ابوصدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی اقتداء کرتے اور دوسرے تمام صحابہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے او ر اس طرح یہ نماز مکمل ہوئی... نماز سے فراغت حاصل ہونے پر نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا،آپ دوران نماز پیچھے کیوں ہٹے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:'' **ما کان لابن ابی قحافۃ ان یصلی بین یدی رسول اللہ ﷺ**''... (ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ زیب نہیں دیتا کہ رسول اللہ ﷺ کے آگے نماز پڑھے)...حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل کے ذریعے یہ ثابت کر دیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین'' **لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ** کے فرمان الٰہی پر کس بے ساختگی سے عمل کرتے تھے... (ادب کے حیرت انگیز واقعات:ص108)

چوتھا واقعہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دسترخوان پر حاضر ہوتے تو اس وقت تک طعام کو ہاتھ نہ لگاتے جب تک نبی کریم علیہ السلام شروع نہ فرماتے... چونکہ آقا ﷺ کی موجودگی میں غلام کا کسی کام میں پہل کرنا بے ادبی سمجھی جاتی ہے...اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کھانا کھانے میں بھی پہل نہ کیا کرتے تھے...

پانچواں واقعہ

ترمذی کی ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ محفل نبوی کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں جس وقت نبی کریم ﷺ کلام شروع فرماتے تو آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اس طرح سر جھکا لیتے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں جب آپ ﷺ آپ خاموش ہوجاتے تب حاضرین میں سے کوئی ایک

کلام کرتا اور دوران گفتگو آپ ﷺ سے بحث مباحثہ نہ کرتے .دُنیا کے بڑے بڑے امراء کی مجالس میں ان آداب کا مشاہدہ نہیں ہوسکتا کیونکہ ان آداب کا تعلق قلبی محبت وعقیدت سے ہے اہل دُنیا کو یہ نعمت کہاں نصیب (با ادب با نصیب)

ادب اکابرین کی نظر میں

ادب کی اہمیت سے متعلق اکابرین ِامت کے چند اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:'' پہلے ادب سیکھو پھر علم سیکھو۔'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:'' ہر شے کی کوئی قیمت ہوتی ہے،انسان کی قیمت اس کا علم وادب ہے۔'' حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''میرے پاس ایسے شخص کا ذکر آئے جسے اوّلین وآخرین کا علم ہومگر وہ آداب سے خالی ہوتو مجھے اس سے ملاقات نہ ہونے پر کبھی افسوس نہیں ہوتا۔اور جب کبھی سننے میں آتا ہے کہ فلاں شخص آداب کا حامل ہے تو اس کی ملاقات نصیب نہ ہونے پر افسوس ہوتا ہے۔'' حضرت مخلد بن حسین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''ہم کثرت سے حدیث کی بہ نسبت ادب کے زیادہ محتاج ہیں۔'' (کامیاب طالب علم:ص74)

سب سے زیادہ نافع ادب

کسی نے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا سب سے زیادہ نافع دینے والا ادب کون سا ہے؟ فرمایا دین کی سمجھ حاصل کرنا اوردنیا سے بے رغبتی کرنا یہی دین کی ساری فہم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا معلوم کرے،اس کی ناپسند باتوں سے بچے،قرآن وحدیث سب کا خلاصہ یہی ہے کہ دین کی سمجھ مِل جائے........

اللہ تعالیٰ کا ادب

پھر فرمایا: بندہ پر اللہ تعالیٰ کے حقوق پہچاننا یہ ادب ہے جس نے ادب کے ذریعہ سے اپنے نفس کو دبالیا وہ اخلاص سے اللہ کی عبادت کرسکتا ہے جو کام کرے گا اس میں دُنیا کی کوئی غرض حائل نہ ہوگی.....کسی کام کو

کسی کی خوشی کے لیے کرنا یہ اس کا اخلاص ہے اور صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے کسی کام کو کیا جائے تو وہ اس کی رضا کا ذریعہ ہے.....

اللہ تعالیٰ کے نام کا ادب کرنے پر مغفرت

حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے مکان کے سامنے ایک لوہار رہتا تھا... بال بچوں کی کثرت کی وجہ سے وہ سارا دن کام لگا رہتا...

اس کی عادت تھی کہ اگر اس نے ہتھوڑا ہاتھ میں اٹھایا ہوتا کہ لوہا کوٹ سکے اور اسی دوران اذان کی آواز آجاتی تو وہ ہتھوڑا لوہے پر مارنے کے بجائے اسے زمین پر رکھ دیتا اور کہتا کہ اب میرے پروردگار کی طرف سے بلاوا آ گیا ہے... میں پہلے نماز پڑھوں گا.... پھر کام کروں گا جب اس کی وفات ہوئی تو کسی کو خواب میں نظر آیا... اس نے پوچھا کہ کیا بنا؟ کہنے لگا کہ مجھے امام احمد بن حنبل کے نیچے والا درجہ عطا کیا گیا اس نے پوچھا کہ تمہارا علم اور عمل اتنا تو نہیں تھا.... اس نے جواب دیا کہ میں اللہ کے نام کا ادب کرتا تھا اور اذان کی اواز سنتے ہی کام روک دیتا تھا.... تا کہ نماز ادا کروں.... اس ادب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمادی... (محاسن اسلام جنوری 2021ء بحوالہ بکھرے موتی)

کتابوں کے احترام کی وجہ سے بخشش

ابوایوب سلیمان بن داؤد رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا بخش دیا، پوچھا کس بات پر؟ کہا میں ایک دفعہ اصفیان جا رہا تھا، راستے میں اچانک بارش نے گھیر لیا، میرے پاس کتابیں تھیں اور وہاں کوئی چھت یا سایہ دار جگہ نہ تھی، میں اپنی کتابوں کو بچانے کے لیے ان پر لیٹ گیا اور پوری رات اسی طرح گزاری، صبح ہوئی بارش ہلکی ہو چکی تھی، اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی بات پر بخشش کا پروانہ عطا فرمادیا.... (طلبا کیلئے تربیتی واقعات)

امام مالک رحمہ اللہ کا ادب

پہلا واقعہ

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زندگی مدینہ منورہ میں بسر کی... جب قضائے حاجت کی ضرورت پیش آتی تو آپ شہر سے باہر حدود حرم تک جاتے اور اس طرح بیٹھ کر فراغت حاصل کرتے کہ جسم تو حدود میں رہتا تاہم فضلہ حدود سے باہر گرتا... کسی کے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں مدینہ منورہ سے باہر میری موت واقع نہ ہو جائے... ایک طرف تو دیار حبیب سے اتنا لگاؤ اور دوسری طرف ادب کی یہ انتہا کہ اپنے جسم کی نجاست مدینہ منورہ کی مٹی میں شامل کرنا گوارہ نہیں... محبت وادب کا یہ امتزاج بہت کم دیکھا گیا ہے...

دوسرا واقعہ

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں سے گزرتے ہوئے راستہ کے درمیان چلنے کے بجائے دیواروں کے قریب چلتے... پوچھنے پر فرمایا ممکن ہے کہ ان راستوں پر نبی علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشان موجود ہوں... اگر میرے قدم ان نشانوں پر آ گئے تو سخت بے ادبی ہوگی... ایک شاعر نے کتنے خوبصورت الفاظ میں اپنا مافی الضمیر بیان کیا ہے:

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

(آسمان کے نیچے عرش الٰہی سے بھی زیادہ نازک یہ ادب گاہ (روضۂ اقدس) ہے...

جنید و بایزید رحمتہ اللہ علیہما جیسی ہستیاں بھی یہاں سانس روک کر حاضری دیتے ہیں)...

گویا اس بارگاہِ اقدس میں زور سے سانس لینا بھی بے ادبی ہے... حضرت نثار فتحی نے بھی کیسا خوبصورت شعر کہا ہے:

یہ شور تنفس بھی ہمیں بار ہوا ہے۔

تیسرا واقعہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا...آپ ہم سے احادیث نبوی ﷺ بیان فرما رہے تھے۔قرأت حدیث کے دوران آپ کا رنگ زرد ہورہا تھا مگر آپ نے حدیث مبارک کو قطع نہ کیا...جب آپ روایت حدیث سے فارغ ہوئے تو مجھے فرمایا تھا کہ ذرا میری کمر دیکھو؟ میں نے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ ایک بچھونے سولہ مرتبہ ڈسا تھا...میں نے پوچھا کہ آپ نے بتا کیوں نہ دیا؟ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے لیے صبر کیا...

(مواہب والشفاء بحوالہ باادب بانصیب)

چوتھا واقعہ

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ علم دین کی بے حد تعظیم وتوقیر فرمایا کرتے تھے جب کوئی حدیث بیان کرنے کا ارادہ فرماتے تو پہلے وضو کرتے مجلس درس کے صدر مقام پر تشریف رکھتے،داڑھی کے بالوں میں کنگھی کرتے،خوشبو لگاتے،پُر وقار بیٹھتے،پھر حدیث بیان فرماتے،لوگوں نے اس اہتمام حدیث سے متعلق استفسار کیا تو فرمایا کہ میں حدیث رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرتا ہوں،آپ کا قول ہے کہ علم کا ایک نور حاصل نہیں ہوتا،علم کی یہ تعظیم وتوقیر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ کے جلال کی پوری معرفت حاصل تھی... (طلبا کیلئے تربیتی واقعات)

حصول علم کیلئے اساتذہ کرام کا احترام

آقائے نامدار نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جن سے علم حاصل کرو ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ...بخاری میں مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ جو شخص پڑھنے میں حیا کرے یا تکبر کرے.....وہ علم حاصل نہیں کرسکتا....حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے جس نے مجھ کو ایک حرف بھی پڑھا دیا میں اس کا غلام ہوں خواہ وہ مجھے آزاد کردے یا بیچ دے...یحیٰی بن کثیر کہتے ہیں کہ علم تن پروری کے ساتھ حاصل نہیں ہوتا ہے...امام شافعی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم کو بے دلی اور استغناء کے ساتھ حاصل کرے،وہ

کامیاب نہیں ہوسکتا... ہاں جو شخص خاکساری اور تنگدستی کے ساتھ حاصل کرنا چاہے وہ کامیاب ہوسکتا ہے...مغیرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے استاد ابراہیم رحمہ اللہ سے ایسے ڈرتے تھے جیسا کہ بادشاہ سے ڈرا کرتے ہیں...یحیٰی ابن معین رحمہ اللہ بہت بڑے محدث ہیں....امام بخاری رحمہ اللہ ان کے متعلق کہتے کہ محدث کا جتنا احترام وہ کرتے تھے...اتنا کسی دوسرے کو کرتے ہیں نہیں دیکھا....امام ابو یوسف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ جو اُستاد کی قدر نہیں کرتا وہ کامیاب نہیں ہوتا...اس قصہ میں جہاں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اساتذہ کے ساتھ تواضع اور انکساری معلوم ہوتی ہے اسکے ساتھ ہی علم کا شغف اور اہتمام بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے پاس کسی حدیث کا ہونا معلوم ہوتے۔فوراً جاتے اس کو حاصل فرماتے خواہ اسمیں کتنی ہی مشقت محنت اور تکلیف اٹھانا پڑتی اور حق یہ ہے کہ بے محنت اور مشقت کے علم تو درکنار معمولی سی چیز بھی حاصل نہیں ہوتی اور یہ تو ضرب المثل ہے **مَنۡ طَلَبَ الۡعُلٰی سَهَرَ اللَّيَالِي** جو شخص بلند مرتبوں کا طالب ہوگا راتوں کو جاگے گا...(تحفتہ المدارس)

عالم ربانی کا ادب کرنے پر مغفرت کا واقعہ

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ کسی نہر پر وضو کرنے بیٹھے اور ان سے قبل اوپر کر طرف ایک اور شخص وضو کررہا تھا...وہ ادباً امام صاحب کے پائیں میں جا کر بیٹھ گیا کسی شخص نے مرنے کے بعد اسے خواب میں دیکھا،پوچھا کیا حال ہے کہا اللہ تعالیٰ نے اس پر مغفرت فرمائی کہ ایک روز میں نہر پر وضو کررہا تھا اور میرے پائیں میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ وضو فرمانے لگے جس سے میرے وضو کا پانی ان کی طرف جاتا تھا...میں ادباً وہاں سے ہٹ کر ان کے پائیں بیٹھ وضو کرنے لگا...جب اللہ تعالیٰ کے سامنے میری پیشی ہوگیا کہ جا ہم نے تجھ کو محض اس بات پر بخش دیا کہ تو نے ہمارے ایک مقبول بندہ کا احترام کیا...ہمارے حضرت نے فرمایا کہ جب ایسے بہانوں سے مغفرت ہوجاتی ہے تو اب کسی کو کیا حقیر سمجھے...میرے خیال میں عذاب اس شخص کو ہوگا جو کسی طرح پسیجے ہی نہیں اور خود چاہے کہ مجھے عذاب ہو اس کا تو کوئی علاج ہی نہیں ورنہ حق تبارک وتعالیٰ کی رحمت تو بہانہ ڈھونڈتی ہے.....

رحمت حق بہانہ مے جوید   رحمت حق بہانمی جوید

صاحبو! وہاں ذرا ذرا سی بات پر مغفرت ہو جائیگی...(اس پر احقر جامع کا ایک شعر ہے...جامع)

میں کیسے مان لوں کہ معذب کرو گے تم — تم کو تو اپنے بندوں پہ بے حد پیار ہے

(جامع (ملفوظات حکیم الامت ج 11)

امام مالک رحمہ اللہ کا اہتمام ادب

جب لوگ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس علم حاصل کرنے کے لیے آتے تو ایک خادمہ ان لوگوں ں سے پہلے دریافت کرتی کہ حدیث مبارک کے لیے آئے ہو یا فقہی مسائل معلوم کرنے کے لیے؟ اگر وہ کہتے کہ مسائل معلوم کرنے کے لیے آئے ہیں تو امام مالک فوراً نکل آتے... اگر وہ کہتے کہ ہم حدیث مبارک کی سماعت کے لیے آئے ہیں تو امام مالک غسل کر کے خوشبو لگاتے اور نیا لباس زیب تن کر کے باہر تشریف لاتے... آپ کے لیے ایک تختِ بچھایا جاتا جس پر بیٹھ کر ایک حدیث بیان فرماتے ....اثنائے روایت مجلس میں عود (خوشبو) کی دھونی دی جاتی... کسی طالب علم نے اس اہتمام کی وجہ پوچھی تو فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اس طرح سیدنا رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تعظیم کروں... (بکھرے موتی)

والدہ کے ادب کا عجیب واقعہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ادب کی وجہ سے امام اعظم بنے... حضرت اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کا بہت ادب واحترام کیا کرتے تھے؛ جب کبھی ان کی والدہ صاحبہ کو مسئلہ معلوم کرنا ہوتا تو وہ ایک سن رسیدہ فقیہ سے دریافت کرتیں؛ ایسے موقع پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی والدہ کو اونٹ پر سوار کرتے اور خود نکیل پکڑ کر پیدل چلتے... جب لوگ دیکھتے تو ادب واحترم کی وجہ سے راستے کے دونوں طرف کھڑے ہو کر سلام کرتے ...امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ان سے مسئلہ دریافت کرتیں؛ کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ معمر فقیہ کو مسئلہ کا صحیح حل معلوم نہ ہوتا تو وہ زیر لب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھ لیتے ...پھر اونچی آواز سے آپ کی والدہ کو بتا دیتے... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تواضع اور ادب کا یہ عالم تھا کہ ساری زندگی اپنی والدہ پر یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ جو مسائل آپ ان سے

پوچھتی ہیں وہ میں ہی تو بتاتا ہوں... یہ سب اس لیے تھا کہ والدہ صاحبہ کی طبیعت جس طرح مطمئن ہوتی چاہیے...اس ادب واحترام کے صدقے ہی امام اعظم بنے...آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حدیث اور صاحب حدیث کا ادب کرنے کی بھرپور توفیق عطا فرمائے' اس لیے کہ ادب ہی سے انسان درجۂ کمال کو پہنچتا ہے اور بے ادب محروم رہتا ہے... (بکھرے موتی)

خدمت استاد کی برکات

حضرت مولانا محمد جالندھری رحمہ اللہ سنایا کرتے تھے...ایک طالب علم بڑا ذکی تھا...اسے اپنے علم وذہانت پر بڑا ناز تھا اس کا ایک کلاس فیلو (ہم درس ساتھی) تھا جو کہ بڑا کمزور تھا..لیکن اپنے اساتذہ کی خدمت میں پیش پیش رہتا تھا...استاد کے استنجاء کیلئے مٹی کے چھوٹے چھوٹے ڈھیلے اور پانی کا لوٹا لیکر آتا تھا...ایک دفعہ اس ذکی نے (جس کو اپنی ذہانت پڑ بڑا ناز تھا) اس خدمت گزار غبی وکمزور سے حقارت آمیز لہجے میں کہا...چل بے چل...تو تو کمزور سا ہے تو کیا کرے گا؟ اس کی یہ بات استاد نے سن لی...اس وقت کے استاد بھی پہنچے ہوئے استاد ہوا کرتے تھے...یہ سن کر انہیں جوش آیا...اس وقت کے استاد بھی پہنچے ہوئے استاد ہوا کرتے تھے...یہ سن کے انہیں جوش آیا...اس ذکی لڑکے کو بلایا اور کہا تیرا کیا خیال ہے یہ جو میرے لئے لوٹے بھرتا ہے میرے استنجاء کیلئے ڈھیلے بنا کر لاتا ہے...یہ سب کچھ یوں ہی چلا جائے گا؟ بس استاد نے اتنی سی بات کہی...حضرت مولانا جالندھری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا نے دیکھا لیا کہ ناز و گھمنڈ کرنے والا آگے مدرس نہ بن سکا کسی کو پڑھا نہ سکا..ڈھیلے بنا کے لانے والے اور استاد کی خدمت میں پیش پیش رہنے والے کمزور کند ذہن کے پاس سینکڑوں شاگرد بیٹھے تھے یہ استاد کے احترام وخدمت کی برکت ہے... (ادب کے حیرت انگیز واقعات: ص245)

خدمت سے خدا ملتا ہے

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شرابی کو دیکھا جو مدہوش زمین پر گرا ہوا تھا اور اپنے شراب آلودہ منہ سے اللہ اللہ کہہ رہا تھا...

حضرت سری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہیں بیٹھ کر اس کا منہ پانی سے دھویا اور فرمایا...''اس بے خبر کو کیا

خبر؟...کہ ناپاک منہ سے کس پاک ذات کا نام لے رہا ہے..." منہ دھوکر آپ رحمتہ اللہ علیہ چلے گئے ...جب شرابی کو ہوش آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ "تمہارا منہ دھوکر گئے ہیں..." شرابی یہ سن کر بڑا پشیمان اور نادم ہوا اور رونے لگا اور نفس کو مخاطب کر کے بولا... بے شرم! اب تو سری (رحمتہ اللہ علیہ) بھی تجھے اس حال میں دیکھ گئے ہیں...خدا عزوجل سے ڈر اور آئندہ کیلئے توبہ کر...رات کو حضرت سری رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا..."اے سری رحمتہ اللہ علیہ تہجد کے وقت مسجد میں گئے تو اس شرابی کو تہجد پڑھتے ہوئے پایا...آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا..تم میں یہ انقلاب کیسے آ گیا...؟ تو وہ بولا..." آپ رحمتہ اللہ علیہ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں...جب کہ اللہ عزوجل نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بتا دیا ہے..." (مخزن اخلاق)

کمال ادب

حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیس سال تک حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا...خلوت وجلوت میں آپ آپ کو دیکھا..مگر آپ کو کبھی ننگے سر نہ دیکھا...اور نہ آپ کو آرام کے لیے پاؤں پھیلاتے دیکھا...میں نے ایک روز عرض کیا کہ اگر خلوت میں آپ آرام کے لیے پاؤں پھیلا لیں تو کیا حرج ہے؟ فرمایا خلوت میں خدا کے ساتھ ادب سے رہنا زیادہ مناسب ہے۔(یادگار واقعات)

ادب کی برکت

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کی توبہ کی ابتدا اس طرح سے ہوئی کہ ایک روز جوانی کی مستی میں اٹھکیلیاں کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ زمین پر ایک کاغذ پڑا ہوا پایا اٹھا کر دیکھا تو اس پر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھا ہوا تھا...آپ تعظیم کے ساتھ اسے لے گئے اور معطر کر کے پاک جگہ پر رکھ دیا...رات کو خواب میں دیکھا کہ اللہ رب العزت آپ سے فرما رہا ہے..."اے بشر تو نے میرے نام کی تعظیم کی اور اسے معطر کیا مجھے اپنی عزت کی قسم! میں تیرے نام کی خوشبو دنیا اور آخرت دونوں میں پھیلا دوں گا"...آپ نے اٹھ کر نافرمانی اور آوارگی کی راہ سے توبہ کی اور اخلاص کے ساتھ بندگی اور تقویٰ کی راہ اختیار کر کے بزرگی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے... (ماہنامہ محاسن اسلام ملتان)

حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کے ادب وخدمت کا انعام

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے...فرمایا اللہ پاک کو وہ بندہ پسند ہے جو متقی ہو اور مخلص اور اس کا دل ہدایت کا نور ہو، بال بکھرے ہوئے ہوں اور چہرہ گرد آلود....صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! وہ بندہ کون ہے؟ فرمایا اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ ایسے لوگوں میں سے ہیں....صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اس کی کیا نشانیاں ہیں؟ فرمایا آنکھیں نیلگوں، بال سرخی مائل ،سینہ چوڑا، قدم میانہ، رنگ گندمی، نگاہ سجدے کی جگہ، لباس میں دو کمبل ہوں گے...اہل زمین میں گمنام ہوں گے مگر اہل آسمان میں ان کی شہرت ہوگی...اگر اللہ تعالیٰ کی ذات پر قسم اُٹھا لیں تو اللہ تعالیٰ اس کی لاج رکھیں گے...ان کے بائیں مونڈھے پر چھوٹا سا سفید داغ ہوگا..اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت سے ربیعہ اور مضر قبیلوں کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر لوگوں کو جنت میں داخل فرمائیں گے...اے عمر اور اے علی رضی اللہ عنہما جب تم ان سے ملو تو اپنے حق میں دُعا کرانا...اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائیں گے...

حضرت عمر رضی اللہ عنہ دورِ خلافت میں دس سال تک اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کی تلاش میں رہے...جب آخری حج پر آئے تو لوگوں کو خطبہ دیا کہ اہل یمن کو بلائیں...یمن کے لوگ آپ کے پاس آ گئے، فرمایا تم میں مقام قرن والے کھڑے ہو جائیں باقی بیٹھ جائیں...ایک بوڑھا کھڑا رہا...حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم خاص قرن کے ہو، جی ہاں...فرمایا کہ تم اویس کو جانتے ہو، کہا کہ نہیں...البتہ اس نام کا میرا ایک بھتیجا ہے لیکن وہ تو بہت گمنام، بے حثیت اور بے وقعت ہے وہ شتربانی کرتا ہے اور اس کوئی اہمیت نہیں دیتے...فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا اب وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ وہ اس وقت عرفات میں ہے...عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مبارکباد دی کہ معلومات مل گئیں...پھر دونوں حضرات جلدی سے عرفات پہنچ گئے...دیکھا کہ ایک جگہ اویس قرنی کھڑا ہے اور نماز پڑھ رہا ہے، دونوں نے سلام کیا...فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان سے نام کا پوچھا تو آپ بولے میرا نام عبداللہ ہے...حضرت عمر بولے عبداللہ تو ہر ایک ہے...ماں نے کون سا نام رکھا ہے؟

فرمایا کہ آخر آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟. فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رحمت عالم ﷺ نے اویس قرنی کے بارے میں جونشانیاں بتلائی تھیں وہ ساری دیکھ لیں، اب آپ بایاں مونڈھا دکھائیں... حضرت فاروق اور مرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے وہ سفیدی چوم لی اور فرمایا آپ یقیناً اویس ہیں... فرمایا ہمارے حق میں دُعا فرمائیں... آپ نے فرمایا کہ میں تو پوری انسانیت کے لیے دُعا کرتا ہوں اور آپ کے لیے بھی... اویس نے فرمایا کہ اب آپ بھی اپنا تعارف فرمائیں... سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور میں علی بن ابی طالب ہوں یہ سن کر اویس ادب سے کھڑے ہوگئے... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں مکہ سے آپ کیلئے ضرورت کا سامان بھجواتا ہوں. فرمایا اس کی ضرورت نہیں یہ دو کمبل میرے لیے کافی ہیں اور اونٹوں کی اُجرت میرے لیے کافی ہے.. پھر فرمایا ہمارئے سامنے دُشوار گزار گھاٹی ہے... اس کو وہ شخص پار کرے گا جو ہلکا پھلکا ہوگا (یعنی دولت مند نہ ہو) پھر فرمایا کہ حضرت یہ آپ کی اور میری آخری ملاقات ہے... پھر میرے پاس تشریف نہ لانا کیونکہ اس سے مجھے شہرت مل جائے گی، پھر لوگ مجھے تنگ کریں گے، پھر اویس نماز میں مشغول ہوگئے... اویس قرنی جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑے اور شہید ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اویس خیر التابعین میں سے ہے... (حوالہ از روح الریاحین از امام عبداللہ یافعی بحوالہ در نایاب)

علم مجاہدہ وادب

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ زمانہ طالب علمی میں ایک دن سبق میں غیر حاضری ہوگئی، اُستاذ کو تعجب ہوا، فکر ہوئی کہ کیوں نہیں آئے، وہ تو کبھی ناغہ کرتے نہیں تھے اس زمانے میں آج کی طرح دار الاقامہ کی شکل کے مدرسے تو تھے نہیں طلبہ رہنے کھانے کا انتظام اپنا خود کرتے تھے، اللہ جل شانہ نے آج کل مدرسوں کی یہ سہولتیں پیدا فرمادیں، اس پر شکر یہ ادا کرنا چاہیے... الغرض امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی غیر حاضری کی وجہ سے اُستاذ کو فکر ہوئی، ایک شاگرد کو بھیجا تحقیق کر کے آؤ کیا بات ہے، کیوں نہیں پڑھنے آئے، معلوم ہوا کہ ان کے پاس کپڑے نہیں، ننگے بدن کیسے آئیں؟ بدن

پر جو کپڑے تھے ایک شخص سے قرض لیا تھا پاس میں پیسے نہیں، انہیں کپڑوں سے قرض ادا کردیا... حدیث پاک پڑھی کہ مقروض کا انجام اچھا نہیں ہوگا... حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقروض کی نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے، قیامت کے روز قرض والے کو مقروض کی نیکیاں دلادی جائیں گی، میں نے سوچا کہ اسی حال میں میرا انتقال ہوگیا تو میرا کیا حشر ہوگا... امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا حدیث پر اتنا عمل اور موت کا اتنا استحضار تھا جو پڑھتے جاتے اس پر عمل کرتے جاتے، یہ سوچا کہ یہاں تو قرض میں روپیہ دینا ہوگا اور وہاں نیکیاں لی جائیں، ادائیگی قرض کیلئے میرے پاس پیسے تو نہیں بس یہی ایک جوڑا کپڑا تھا اسی سے قرض ادا کردیا، اب پہننے کے لیے کپڑے نہیں کیسے پڑھنے آؤں اور کسی سے کچھ مانگنے اور احسان لینے کو غیرت گوارہ نہیں کرتی... ان سے پوچھا گیا آپ ہی بتائیں کیا شکل کی جائے؟ فرمایا مجھ سے کچھ کام لے لیں کچھ لکھوالیں اور اس کی اُجرت مجھ کو دے دیں، چانچہ یہ صورت اختیار کی گئی... یہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ جن کے تقویٰ کا یہ عالم تھا مقروض بھی ہوتے تھے تو کیا کھانے پینے کی وجہ سے؟ قلم ودوات کی وجہ سے مقروض ہوتے ہیں جلیبی، پکوڑی، تمباکو، چاہے، پان کے کھانے کی وجہ سے قرض کو آسان سمجھ رکھا ہے... مدارس خالی پڑے ہیں، تقویٰ دیانت داری کے بغیر محض علم سے کچھ نہیں ہوتا، محض بلب سے کیا ہوتا ہے جب کنکشن نہ ہو... (طلبا کیلئے تربیتی واقعات)

اَدب کے حیرت انگیز، بے ادبی و گستاخی کے چند واقعات:

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور کتاب کا ادب

مفتی ہند حضرت کفایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ طلبہ سے پوچھا کہ بتاؤ انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کیسے بنے؟ اب جس کو تفسیر کے ساتھ زیادہ شغف تھا اس نے کہا کہ بڑے مفسر تھے جس کو حدیث پاک کے ساتھ زیادہ شغف تھا، اس نے کہا کہ محدث تھے، جن کو اشعار کے ساتھ زیادہ دلچسپی تھی اس نے کہا کہ ان کا کلام بڑا اعلیٰ تھا... حضرت رحمتہ اللہ علیہ خاموش رہے، طلبہ نے کہا کہ حضرت آپ ہی بتادیجئے انہوں نے فرمایا، میں کیا بتاؤں یہ سوال خود ان سے پوچھا گیا کہ حضرت! آپ انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کیسے بنے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے علم کے اور کتاب کے ادب کی وجہ سے علامہ

کشمیری بنادیا اور ادب کتنا فرماتے تھے کہ اگر حدیث پاک کی کتاب پڑی ہے اور مطالعہ کررہے ہیں اور حاشیہ پڑھ رہے ہیں تو حاشیہ کا رُخ بدل کر اور خود بیٹھ کر حاشیہ کو نہیں بدلتے تھے بلکہ اُٹھ کر دوسری طرف آتے اور پھر حاشیہ کا مطالعہ کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے کبھی کسی کتاب کو بے وضو ہاتھ بھی نہیں لگایا..حدیث کی کتاب کو بھی بے وضو ہاتھ نہیں لگاتے اور فرماتے تھے کہ میں کتابوں کے رکھنے میں بھی خیال کرتا تھا، کبھی میں نے قرآن پاک کے اوپر تفسیر نہیں رکھی تفسیر کے اوپر حدیث کی کتاب نہیں رکھتی...حدیث کی کتاب کے اوپر فقہ کی کتاب کے اوپر میں نے تاریخ کی کتاب نہیں رکھی، میں کتابوں کے رکھنے میں بھی ان کے درجات کا خیال رکھتا تھا...اس ادب کی وجہ سے پروردگار نے قبولیت عطا فرمائی... (ادب کے حیرت انگیز واقعات: ص192)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی گستاخی کا انجام

مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ (م 1381 / 1962) فرماتے ہیں ”ایک روز والد بزرگوار (مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ) کے درسِ بخاری میں ایک طالب علم نے کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو پندرہ حدیثیں یاد تھیں مجھے ان سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں، والد صاحب کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہوگیا، اس کو حلقۂ درس سے نکال دیا اور مدرسہ سے بھی خارج کر دیا اور بفوائے **اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله** (مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) فرمایا کہ اس شخص کا خاتمہ دین حق پر نہیں ہوگا...ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ معلوم ہوا کہ وہ طالب مرتد ہوگیا ہے۔ **اعاذنا الله من سوء الخاتمة**“ (ادب کے حیرت انگیز واقعات: ص387)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ستانے کا انجام

”ایک مرتبہ خلیفہ منصور بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ صادق رضی اللہ عنہ کو لاؤ کہ قتل کریں...وزیر نے کہا کہ انہوں نے گوشۂ عبادت اختیار کررکھی ہے...ملک سے ہاتھ کوتاہ کرلیا ہے اب ان کے قتل سے کیا فائدہ...خلیفہ نے کہا نہیں ان کو ضرور لاؤ...وزیر نے ہر چند ٹالا مگر خلیفہ نے نہ سنا...آخر کار وزیر آپ کے بلانے کو گیا...اس کے جانے کے بعد خلیفہ نے نہ سنا...آخر کار وزیر آپ کے بلانے کو گیا...اس کے

جانے کے بعد خلیفہ نے غلاموں سے کہہ دیا کہ جس وقت امام صادق آویں اور میں ٹوپی سر سے اتاروں تم ان کو قتل کر ڈالنا...اسی اثنا میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے ان کو دیکھتے ہی منصور تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا اور مسند پر ان کو بٹھایا اور آپ با ادب تمام اگے بیٹھا اور عرض کیا کہ کیا حاجت ہے آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے اپنے پاس نہ بلانا...اور آپ تشریف لے گئے فی الفور خلیفہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کئی روز تک ہوش نہ آیا...جب افاقہ ہوا تو وزیر نے دریافت کیا یہ کیا معاملہ ہوا ہے...خلیفہ نے جواب دیا کہ جس وقت حضرت امام اندر آئے ایک سانپ ان کے ساتھ منہ پھیلائے ہوئے تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر میں نے ان کو کچھ بھی تکلیف دی تو وہ مجھ کو کھا جائے گا...اس خوف سے میں نے عذر کیا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا...“ (خزینۂ معرفت ص43 طبع انجمن ارشاد المسلمین)

حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی لاشیں نکالنے کا مشہور واقعہ

یہ ایک ایسا مشہور واقعہ ہے جس کو بڑے بڑے علماء امت نے نقل کیا ہے...علامہ امام قرطبی وعلامہ مرجانی نے تاریخ مدینہ میں اور علامہ امام محبّ الدین طبری نے اپنے کتاب ریاض النضرۃ میں اور علامہ سمہودی اپنی مشہور کتاب تاریخ مدینہ عرف خلاصہ الوفاء فی الاخبار دار المصطفیٰ ﷺ میں حضرت شمس الدین الملطی شیخ خدام روضہ نبوی ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک جماعت نے حاکم مدینہ کو جو کہ ایک نیم مسلمان حاکم تھا بہت سی دولت کا لالچ دے کر یہ بات منوائی....کہ ہمیں روضہ نبوی ﷺ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی لاشیں نکالنے کی اجازت دی جائے...وہ لالچ میں آکرۂ بات مان گیا....تو انہوں نے چالیس آدمی اوزاروں کے ساتھ بھیج دیئے...

شیخ شمس الدین جو اس وقت روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے...ان کو حاکم مدینہ نے بلا کر کہا...کہ رات کو چالیس آدمی روضہ نبوی ﷺ میں داخل ہوں گے...وہ جو کچھ کریں ان کو مت روکنا...شیخ نے اس ظالم حاکم کی ہیبت کی وجہ سے دبی زبان سے کہا...جیسے آپ حکم دیں حاضر ہوں...پھر آکر مسجد نبوی ﷺ میں روتا رہا اور دعائیں مانگتا رہا...وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے عشاء کی نماز ہوئی... پس جب وہ روضہ کے قریب گئے...تو اچانک زمین پھٹ گئی اور وہ سارے کے سارے

اوزاروں سمیت زمین میں غرق ہوگئے...صبح کو اس بے دین حاکم نے خادم روضۂ نبوی ﷺ کو بلا کر پوچھا کہ رات کو جو اتنے آدمی مسجد نبوی ﷺ میں آئے وہ کہاں گئے؟

خادم نے کہا حضور وہ سارے کے سارے غرق ہوگئے...اس حاکم نے آ کر اس جگہ کو دیکھا جہاں زمین پھٹنے کا نشان تھا...بعض روایات میں ہے کہ اس جگہ کو کھودا بھی گیا لیکن اب کا نشان تک نہ ملا..پھر علامہ محبّ الدین طبری لکھتے ہیں کہ حاکم مدینہ کو کوڑھ کے مرض نے آگھیرا جس سے اس کا گوشت بدن سے گرتا تھا حتیٰ کہ وہ بہت بری حالت میں مرگیا...یہ روایت مختلف الفاظ سے مروی تھی میں نے مختصر طور پر سب کا خلاصہ جمع کر دیا... (المنن الکبریٰ للشعرانی ص81 ج2 کتاب سعادۃ الدارین ص:155)

بے اَدبی وگستاخی کا انجام

فرمایا کہ مولانا عبداللہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبر کھود کر دیکھ لے کہ گستاخ کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا ہوگا...اس پر مولوی ابوالحسن صاحب نے عرض کیا کہ میں نے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے یہ بات خود سنی ہے حضرت کے یہ لفظ تھے کہ جو کوئی ائمہ پر طعن کرتا ہے اس کا منہ قبر میں قبلہ سے پھر جاتا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ منہ قبلہ سے پھر گیا....(حسن العزیز)

غلطی کا وبال کبھی برسوں کے بعد ظاہر ہوتا ہے

عوارف میں ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ کسی زمانہ میں ان کی زبان سے کوئی کلمہ ناگوار خلافِ شرع نکل گیا تھا اس کے بعد وہ ولی ہوئے، صاحب معرفت شیخ ہوئے مگر اس کلمہ کا کہنا یاد بھی نہ رہا اس (جملہ) سے خاص (طور پر) توبہ نہیں کی...ایک **لا الٰہ الا اللہ** کہنے کا ارادہ کیا تو زبان سے کلمہ نہ نکلا اور سب باتیں کر سکتے تھے مگر **لا الٰہ الا اللہ** نہ کہہ سکتے تھے..یہ حالت دیکھ کر لرز گئے.جناب باری میں دُعا کی میرے کس گناہ کی سزا ہے مجھے بتلایا جائے الہام ہوا کہ فلاں زمانہ میں تم نے فلاں کلمہ کہا تھا اور اب تک استغفار نہیں کیا اس لئے آج اتنے برس کے بعد ہم نے اس کی سزا دی...یہ فوراً سجدہ میں گر پڑے اور توبہ کی تو فوراً زبان کھل گئی...(التبلیغ)

گستاخی پر فوری سزا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ مسجد نبوی ﷺ میں منبر اقدس پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بالکل ہی اچانک ایک بدنصیب اور خبیث النفس انسان جس کا نام جہجاہ غفاری تھا کھڑا ہوگیا اور آپ کے دست مبارک سے عصا چھین کر اس کو توڑ ڈالا...آپ نے اپنے حلم وحیاء کی وجہ سے اس سے کوئی مواخذہ نہیں فرمایا..لیکن خدا تعالیٰ کی قہاری وجباری نے اس بے ادبی اور گستاخی پر اس مردود کو یہ سزا دی کہ اس کے ہاتھ میں کینسر کا مرض ہوگیا اور اس کا ہاتھ گل سڑ کر گر پڑا اور وہ یہ سزا پا کر ایک سال کے اندر ہی مرگیا....(حجۃ اللہ علی العالمین ج2 ص862 تاریخ الخلفاء ص112)

بغض صحابہ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے قبر میں سے غائب ہو جانا

علامہ حق نازلی اپنی مشہور تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں کہ مدنیہ شریف میں ابن ہیلان نامی ایک شخص رہا کرتا تھا...جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہا کرتا تھا...جب وہ فوت ہوا تو اسکو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا گیا...کسی وجہ دوسرے دن اسکی قبر کھودی تو دیکھا کہ اسکی لاش غائب...اس واقعہ میں حضرت قاضی جمال الدین بھی موجود تھے...اس واقعہ کو اس زمانہ کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی سمجھا...(تفسیر روح البیان ج1 ص337)

اذان کی بے حرمتی کرنے کی سزا

اسلام آباد کے زلزلہ زدہ مارگلہ ٹاور کے ملبہ میں سے ایک شخص کا کٹا ہوا سر ملا....دھڑ نہ مل سکا..بعض افراد نے سر کو پہچان کر بتایا کہ اس یہ بدنصیب شخص جب اذان شروع ہوتے تو گانوں کی آواز مزید اونچی کر لیتا تھا...اس خوفناک زلزلے نے پاکستان کے مشرقی حصے میں یعنی پنجاب کے بعض مقامات کے علاوہ کشمر اور صوبہ سرحد میں بے حد تباہی مچائی...لاکھوں افراد گئے اور زخمیوں کو تو کوئی شمار ہی نہیں...

(یادگار واقعات)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا عشق وادب

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ کا حال یہ تھا کہ...جو صاحب ان کے ساتھ تھے مدینہ منورہ میں انہوں نے بتلایا کہ مولانا روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہوتے تھے...گردن جھکی ہوئی بالکل خاموش ...آواز نہیں نکالتے تھے ادب کی وجہ سے...آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے...ایک ڈیڑھ گھنٹہ بالکل اسی طرح کھڑے رہتے تھے صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے کیا یہ سب کچھ بغیر عشق کے ہوتا تھا؟ محبت وعشق اصل تو قلب میں پیدا ہوتا ہے...اس کا اثر سارے جسم پر ہوتا ہے...آنکھوں پر بھی...وہ اتباع سنت کرتے ہیں...زبان پر بھی وہ اتباع سنت اس کے اندر آجاتا ہے... ہر چیز کا یہی حال ہے...صرف نام اہل سنت رکھنے سے اتباع سنت نہیں ہوتا...(سرمایہ عشاق)

حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ کا عشق وادب

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے...انہوں نے دین کی خدمت کی..اہل بدعت سے مناظرے کئے...ان کو شکستیں دیں...حال یہ کہ روضہ اقدس پر مدینہ پاک میں کھڑے ہوکر وہاں تراویح میں پورا قرآن پاک حضور اقدس ﷺ کو سنایا...روضہ اقدس پر حاضر ہوئے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے لئے تمام بدن کانپ جاتا تھا سر سے پیر تک.. آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے تھے...(اتباع سنت)

مفتی اعظم ہند کا کمال ادب

مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے ہاں سال دورۂ حدیث میں سوات کے مولوی عبدالحق بھی شریک تھے،انہوں نے رات کو خواب میں سرور دو عالم ﷺ کو دیکھا کہ درس حدیث کی مسند پر حضرت مفتی صاحب کی جگہ تشریف فرما ہیں،ریش مبارک سفید ہے اور صحیح مسلم کی ایک حدیث پڑھا کر اس پر محدثانہ تقریر فرما رہے ہیں،عجیب بات یہ تھی کہ مولوی صاحب کو وہ تقریر جاگنے کے بعد ٹھیک اسی طرح یاد رہی جیسے سنی تھی،صبح حضرت مفتی صاحب درس کے لیے تشریف لائے،اپنی مسند

پر بیٹھ کر کتاب کھولی تو مولوی عبدالحق نے کہا"حضرت!میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں"اجازت مل گئی تو انہوں نے اپنارات والا خواب سنایا،وہ سنتے ہی حضرت مفتی صاحب اپنی مسند سے کھڑے ہوگئے،فرمانے لگے"عبدالحق"عبدالحق!قبلہ رخ کھڑے ہوکر خدا کو گواہ بنا کر کہو کہ واقعی تم نے خواب میں اسی طرح دیکھا"مولوی صاحب حکم بجالائے تو حضرت مفتی صاحب مسند سے ہٹ کر سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا"عبدالحق!تمہارا خواب سچا ہے،اور اس کے بعد حضرت مفتی اعظم چالیس روز تک احتراماً اس مسند پر نہیں بیٹھے،معاملہ اگرچہ خواب کا تھا...لیکن بات ادب اور عشق کے اعلیٰ مقام کی تھی!!
(اکابر دیوبند اور عشق رسول)

اتباع سنت میں کمال ادب

ایک مرتبہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھائی آج سے سنت کے موافق جو کی روٹی کھایا کریں گے...چنانچہ جو کا آٹا پسوایا گیا اور اس کو چھلنی میں نہیں چھانا گیا کیونکہ حضور ﷺ کے زمانہ میں آٹے میں پھونک مار دیا کرتے تھے،جتنی بھوسی مارنے سے اڑگئی تو سب کے پیٹ میں درد ہوگیا...اب ان کا ادب دیکھئے پھونک مارنے سے اڑگئی تو سب کے پیٹ میں درد ہوگیا...اب ان کا ادب دیکھئے کہ یہ نہیں فرمایا کہ سنت کے اتباع سے ایسا ہوا بلکہ یہ فرمایا بھائی ہماری غلطی تھی جو ہم نے برابری کا دعویٰ کیا اور اپنے کو اس سنت کے قابل نہ تھے اس لیے ہم کو تکلیف ہوگئی...بس اس سنت پر وہی عمل کرسکتا ہے جو اس درجہ کا ہو،ہم اس درجہ کے نہیں ہیں...سبحان اللہ!ادب اسے کہتے ہیں...نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ زمین پر سویا کرتے تھے...اب آج کل طبائع ایسی ہیں کہ وہ زمین پر نہیں سوسکتے...نیز بعض لوگ ایسے ہیں جو زیتون کا تیل اور چربی نہیں کھاسکتے...اس سے ان کو تکلیف ہوئی ہے تو ان سنتوں کا اتباع ضروری نہیں کیونکہ یہ سنن عادیہ ہیں اور عادات میں ہر شخص کو اپنے مزاج کی رعایت کا شرعاً اختیار ہے...اسی طرح ملازمت اور کھیتی کر کے دنیا طلب کرنا حرام نہیں...چنانچہ آیت میں "**بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا**" **(الاعلیٰ:16)** (مگر اے منکرو تم آخرت کا سامان نہیں کرتے بلکہ) تم دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو..فرمانا اور **بل تطلبون** وغیرہ نہ فرمانا اس کی دلیل ہے اس کے علاوہ احادیث وافعال صحابہ رضی اللہ

عنہم سے ان اعمال کا جواز بخوبی ثابت ہے...(خطبات حکیم الامت ج اول)

باب (8)....عشق حقیقی، وعشق مجازی کے واقعات

ایک صحابیؓ کی اللہ سے محبت پر ایک واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو ایک لشکر پر امیر بنا کر) بھیجا، پس وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا اور قرآن پاک پڑھتا تا اور اپنی قرأت (ہر رکعت میں)**قل ھو اللہ احد** ختم کرتا۔ جب یہ (لشکر والے) لوٹ کر آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اس سے پوچھو' یہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا تو اسنے کہا کہ (اس میں) رحمٰن کی صفت ہے' اسلئے میں اسے (زیادہ) پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے (سن کر) فرمایا' اسکو بتلا دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت فرماتا ہے۔ **(تخریج :صحیح بخاری 'کتاب التوحید' وصحیح مسلم 'کتاب الصلاۃ' باب قرأۃ قل ھو اللہ احد)**

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی صفات پر مشتمل سورت پو پسند کرنا اور کثرت سے پڑھنا' یہ بھی اللہ کی محبت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص اگر ہر رکعت کی قرأت کے آخر میں **قل ھو اللہ احد** پڑھنے کا اہتمام کرے تو یہ جائز ہے اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ دنیا بھر کی محبتوں پر جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت غالب نہیں آجاتی اس وقت تک اللہ کے ہاں کسی ایمان قبول نہیں۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کا بندہ ہلاک ہوا، درہم کا بندہ ہلاک ہو، بیوی کا بندہ ہلاک ہوا، لباس کا بندہ ہلاک ہو۔ (قوت القلوب)

ایک عاشق عورت کی شدت محبت

موصل کی نیک خاتون حضرت رقیہ فرمائی ہیں میں اپنے پروردگار سے شدید محبت کرتی ہوں اگر وہ مجھے دوزخ میں جانے کا حکم کرے تو اس کی محبت کی موجودگی میں جنت کی کوئی لذت محسوس نہ ہو کیونکہ

پروردگار کی محبت مجھ پر بہت غالب ہے۔ دنیا کی محبت چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی محبت کے متعلق حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب کا ایک شعر ہے۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی۔ اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی۔ **(دم الھوی)**

اللہ سے کتنی محبت ہونی چاہئے

حضرت سمنون رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت اربعہ بصریہؒ اور ابراہیمؒ کے واقعات سے یہ معلوم ہوا کہ جو محبت اللہ سے غافل کردے اور جس کی وجہ سے تعلق مع اللہ میں ضعف آئے ایسی محبت مذموم ہے اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اگر **50** فیصد محبت بیوی بچوں سے ہے تو **51** فیصد محبت اللہ سے ہونی چاہئے یعنی ہر حال میں ہر موقع پر اللہ کی محبت کو غالب رکھنے والا سچا ہے اگر ایسا معاملہ تو ایسا شخص دعویٰ محبت میں جھوٹا ہے۔ گزشتہ صفحات میں جو واقعات گزرے ہیں ان واقعات یہ شبہ ہوتا ہے کہ بیوی بچوں کی محبت شیخ کی محبت یہ غیر میں داخل ہے یا نہیں ان سے بھی محبت کرنے والے کی محبت اشد ہوگی یا نہیں۔ (اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر: ص60)

تعلق مع اللہ پر ایک واقعہ

بصرہ میں ایک بار چند چھپر آگ سے جل گئے ان کے بیچ میں ایک چھپر باقی رہ گیا اس وقت حضرت ابو موسیٰؓ بصرہ کے سردار تھے آپ کو اس حال کی خبر ہوئی تو اس چھپر کے مالک کو بلوایا دیکھا تو ایک پیر مُرد آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ تمہارا چھپر نہ جلا انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو قسم دے دی تھی کہ اس کو نہ جلاوے حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے سروں کے بال پراگندہ اور کپڑے میلے ہوں گے مگر وہ لوگ اگر خدائے تعالیٰ کو کچھ قسم دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو سچا کردے گا اور یہ بھی انہیں سے روایت ہے کہ بصرہ میں ایک بار آگ لگ گئی تو ابو عبیدہ خواص تشریف لائے اور اگ پر چلنے لگے حاکم بصرہ نے ان سے عرض کیا کہ دیکھئے آپ جل نہ جائیں آپ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو قسم دے دی ہے کہ مجھ کو آگ نہ جلائے حاکم نے عرض کیا تو پھر آگ کو بھی قسم دیجئے کہ بجھ آپ نے آگ کو قسم دی وہ بجھ گئی۔ ایک روز ابو حفصؒ چلے جارہے

تھے سامنے سے ایک روستائی آیا جس کے ہوش ٹھکانے نہ تھے آپ نے اس سے پوچھا کہ تجھ پر کیا مصیبت پڑی ہے اس نے کہا کہ میرا گدھا کھوگیا ہے اور اس کو سوا میرے پاس اور نہیں یہ سن کر آپ ٹھہر گئے اور جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ قسم ہے تیری عزت وجلال کی میں ایک قدم بھی نہ چلوں گا جب تک تو اس شخص کا گدھا اس کے پاس نہ پہنچادے گا آپ کا یہ کہنا تھا کہ اسی وقت گدھا آموجود ہوا اور آپ وہاں سے آگے بڑھے پس اس طرح کے معاملات انس والوں سے ہوا کرتے ہیں۔ (احیاء العلوم)

ایک صالح باندی کے آنسو

ابو عامرؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک باندی کو دیکھا جو بہت کم داموں میں فروخت ہو رہی تھی، نہایت دبلی پتلی تھی اس کا پیٹ کمر سے لگ رہا تھا، بال بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے اس پر رحم کھا کر اس کو خرید لیا۔ ایک دن میں نے اس سے کہا ہمارے ساتھ بازار چل رمضان المبارک کے لئے کچھ سامان خرید لیں۔ کہنے لگی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میرے سارے مہینے برابر کر دیئے۔ وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتی وہ رات پر نماز پڑھتی جب عید قریب آئی تو میں نے کہا کل صبح بازار چلنا ہے تاکہ عید کے لئے سامان خرید دیں۔ کہنے لگی میرے آقا تم دنیا میں بہت مشغول ہو۔ پھر اندر گئی اور نماز شروع کر دی ایک ایک آیت کو مزے لے لے کر پڑھتی تھی یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچی **ویسقی من ماء صدید** اس کو بار پڑھی اور روتی پھر چیخ ماری اور مرگئی۔ (فضائل الصلوۃ ص:352)

امام ابوحنیفہؒ کے آنسو

ایک شخص کہتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے پاس تھا، جب وہ رات کو نماز پڑھ رہے تھے چٹائی پر ان کے آنسو گرنے کی آواز میں سن رہا تھا گویا کہ بارش ہو رہی ہے۔ اور رونے کا اثر ان کی آنکھوں اور رخساروں پر نظر آتا ہے اللہ اُن پر رحم کرے ان سے سے راضی ہو۔ (خیرت الحسان ص:54 کذا فی لموفق)
محدث فضیل بن دکینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تابعین کی جماعت میں امام ابوحنیفہؒ سے اچھی نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا اور وہ نماز شروع کرنے سے پہلے روتے اور دعائیں مانگتے تھے کہنے والے کہتے تھے کہ خدا کی قسم یہ خدا سے ڈرتا ہے اور فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی انہیں دیکھا تو وہ کثرت عبادت

کی وجہ سے پرانی مشک کی طرح نظر آتے تھے۔ (خیرت الحسان ص:15 کذا فی الموفق

ایک عاشق خدا کے آنسو

ایک بزرگ سفر کر رہے تھے، راستے میں تنہائی تھی آسمان کی طرف دیکھا نگاہ کرم سے بھیک مانگی کہ اے خدا ایک ذرہ اپنی محبت کا عطا فرما، قبولیت کی ساعت تھی دُعا قبول ہوگئی بس گریہ طاری ہوا روتے روتے پہروں گزر گئے اور عالم تحیر میں وہیں کھڑے رہ گئے اور بزبان حال فرمایا

یارب چہ قطرہ ایست محبت کہ من ازاں
یک قطرہ اب خوروم و دریا گریستم

اے رب! اپ کی محبت کا قطرہ کیسا قطرہ ہے کہ ایک قطرہ پیا تھا اور دریا کا دریا رو رہا ہوں۔
حضرت مرشدیؒ نے تفسیر علی مہائمی کے حوالے سے فرمایا تھا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا گیا تو آپ پر ندامت کا غلبہ ہوا اور اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں کے اجتماع سے چھوٹے چھوٹے چشمے بن گئے اور انہیں اشک ہائے ندامت سے خوشبودار پودے گلاب، بیلا چنبلی، گل نسرین وریحان پیدا ہوئے۔ (کشکول معرفت)

شدت محبت پر ایک واقعہ

ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ تنہائی میں بیٹھے ذکر الٰہی میں مشغول تھے کہ ایک سالک نے آکر کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے واصل کر دیجئے، اپنے فرمایا اللہ سے۔ آپ کی زبان سے اللہ کا لفظ اتنی محبت سے نکلا کہ نوجوان کے دل کو چیر کر رکھ دیا اور اس نے وہیں گر کر جان دے دی۔ آپ پر قتل کا مقدمہ درج کر دیا گیا گرفتار ہوئے قاضی کی عدالت میں پہنچے تو قاضی صاحب نے پوچھا شبلیؒ تم نے ایک نوجوان کو قتل کیا ہے فرمایا ہرگز نہیں، اس نوجوان نے کہا تھا کہ مجھے اللہ سے واصل کر دیجئے میں نے فقط کہا اللہ سے اور وہ اس لفظ کی تاب نہ لا سکا جب قاضی نے آپ کی زبان سے اللہ کا لفظ سنا تو اس نے اپنے دل پر عجیب تاثیر محسوس کی پس اس نے مقدمے سے باعزت بری کر دیا۔

(اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر ص:134)

حضرت شبلیؒ کی ایک عجیب عادت

آپؒ کی عادت مبارکہ تھی کہ جو شخص آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کا نام لیتا آپ کے منہ میں شیرینی ڈالتے۔ایک شخص نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ جو شخص میرے محبوب کا نام لے میں اُس منہ کو شیرینی سے نہ بھروں تو اور کیا کروں۔سبحان اللہ!

میرے نزدیک غفلت سے محبوب کا نام لینا کفر ہے

ایک دن لوگوں نے دیکھا حضرت شبلیؒ ہاتھ میں تلوار لئے غصے میں بھرے ہوئے ایک جگہ کھڑے ہیں پوچھا کہ شبلیؒ کیا بات ہے فرمایا کی جو شخص میرے سامنے اللہ نام لے گا میں اسے قتل کردوں گا پوچھا کیوں؟ فرمای مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ لوگ میرے محبوب کا نام غفلت سے لیتے ہیں اور میرے نزدیک محبوب حقیقی کا نام غفلت سے لینا کفر ہے۔(اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر)

ہر قطرہ نقش خدا بن گیا

ایک دن آپ کہیں جارہے تھے کہ بچے آپ کے پیچھے لگ گئے اور آپ کو مجنون سمجھ کر تنگ کرنے لگے آپ ان کی طرف توجہ دیئے بغیر چلے جارہے تھے ایک لڑکے نے کنکر اٹھا کر آپ کی طرف پھینکا جو آپ کی پنڈلی پر لگا حتیٰ کہ خون نکلنے لگا ایک شخص نے یہ منظر دیکھا تو بچوں کو ڈانٹ کر بھگا دیا اور آپ کے قریب ہوا کہ زخم کو صاف کردے مگر یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ آپ کے جسم سے خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا تھا اس سے اللہ کا لفظ بن جاتا تھا سبحان اللہ۔اس جسم میں محبت الٰہی کتنی کوٹ کوٹ کر بھر ہوگی کہ جس سے خون کا قطرہ زمین پر گرتے ہی اللہ کا لفظ بن جاتا تھا۔ (عشق الٰہی)

اللہ کی ایک عاشق لڑکی کا واقعہ

ایک شخص نے کہا کہ میں مکہ سے عرفات کو جارہا تھا مجھ سے ایک لڑکی نے ملاقات کی جو اونی ٹاٹ پہنے اور اونی چادر اوڑھے ہوئے تھی اس کے ہاتھ میں ایک جانماز اور ایک عصا تھا‘اس کے چہرے پر طاقت اور

عبادت کا نور تھا‘وہ بہت تیز چال چل رہی تھی اور اللہ اللہ کہتی جاتی تھی میں نے جی میں کہا کہ یہ لڑکی ولایت کی دعویدار معلوم ہوتی ہے اپنے اللہ والی ہونے اظہار کررہی ہے۔ اس نے کہا **ویعلم ما تبدون وما تکتمون** یعنی جو بات تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ سب کو جانتے ہیں۔میں سمجھ گیا کہ یہ عورت ولی اللہ ہے۔میں نے کہا اے لڑکی میں بلکل تیرے ساتھ مشغول ہوں اس نے کہا میں بھی تمہارے لئے حاضر ہوں،لیکن میرے پیچھے مجھ سے بھی زیادہ حسین عورت آرہی ہے۔میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا اس نے فوراً چلا کر کہا اے مدعی اے کذاب!احباب کا احباب کے ساتھ ایسا فعل تو نہیں ہوتا‘پہلے تو نے خدام رب الارباب سے بدگمانی کی اگر تو اس کے پاس سچ مچ آتا اور اسے اچھی طرح پہچان لیتا تو وہ تجھے اپنے دروازہ پر کھڑا کرتا ہم نے جب تجھے دور سے دیکھا تو ہم نے سمجھا کہ تم عابد ہو جب قریب ہوئے تو ہم نے جانا کہ تم عارف ہو جب ہم سے بات چیت کی تو ہم نے جانا کہ تم عاشق مزاج ہو۔اگر اس کی عبادت کرنے والا ہوتا تو اسے چھوڑ کر ہماری طرف رجوع نہ کرتا اگر تو ہم پر عاشق ہوتا تو ہمیں چھوڑ کر غیر کی طرف رخ نہ کرتا۔ پھر جلدی سے میرے پاس سے بھاگی اور کہتی جاتی تھی کہ اللہ کے ساتھ سوائے اللہ کے کوئی نہیں ہے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہوگئی۔ (آنسوؤں کا سمندر)

برف پر لیٹنے والے عاشق کا واقعہ

حضرت عبدالواحد بن زیدؒ کہتے ہیں: میرا گزر ایک شخص پر ہوا جو برف میں سوتا تھا‘میں نے اس سے پوچھا: کیا تجھ کو برف کی سردی نہیں لگتی؟ اس نے کہا جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت نے سب سے بے تعلق کردیا ہو‘اس کو برف کی سردی کیا معلوم؟ (احیاء العلوم ج4)

امام غزالیؒ کی اللہ سے محبت کا منظر

حضرت تھانویؒ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ امام غزالی جب مدرسہ نظامیہ سے فارغ ہو کر نکلے ہیں تو بہت بڑے مولوی تھے اور بہت سے مولوی آپ کے ساتھ چلتے تھے ایک مدت تک اسی حالت میں رہے اس کے بعد خدا کی طلب کا جوش اور دل میں آیا کہ سب کچھ چھوڑ کر تنہائی اختیار کریں تو ایک مدت تک آج

کل پرٹالتے رہے آخر ایک دن سب چھوڑ کر چھاڑ بیت المقدس کے جنگل میں جابیٹھے اور مدت تک عبادت میں محنت اور مشقت کی اور کئی برس تک آپ پر بے لطفی کی حالت رہی کہ سوائے پوست اور ہڈیوں کے کچھ باقی نہ رہاحتیٰ مرنے کے قریب ہوگئے۔بعض آس پاس کے رہنے والے ان کی یہ حالت دیکھ کر کسی نصرانی ڈاکٹر کو بلالائے اس نے نبض دیکھ کر کہا کہ ان کو محبت کا مرض ہے اور محبت بھی مخلوق کی نہیں خدا کی ہے،انہیں جب تک محبوب کا وصل میسر نہ ہوگا آرام نہ ہوگا۔امام غزالیؒ چیخ مار کر بے ہوش ہوگئے۔ (تسہیل المواعظ)

ایک عاشق نوجوان کا واقعہ

''زہرالریاض'' میں حضرت ذوالنون مصریؒ کے حوالے سے ایک واقعہ اس طرح درج ہے کہ آپ نے خانہ کعبہ کے ستون کے نزدیک ایک برہنہ نوجوان مریض کو دیکھا جس کا دل رو رہا تھا،آپؒ فرماتے ہیں میں نے اس سے پوچھا: کون ہو؟ اس نے کہا''عاشق''۔اس نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے کہا تیری طرح عاشق وہ روپڑا'اسے روتا دیکھ کر میں نے بھی رونا شروع کردیا اس نے چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کرگئی میں اس پر کپڑا اڈالا اور کفن لینے کے لئے چلا آیا واپسی پر دیکھا تو وہ وہاں موجود نہ تا اس پر میرے منہ سے آواز نکلی'سبحان اللہ'' اس پر ندا آئی اے ذوالنون اس کی زندگی میں اسے شیطان اور مالک دوزخ نے ڈھونڈھا مگر پانہ سکے رضوان نے بھی ڈھونڈھا مگر تلاش نہ کرسکا پانہ سکے وہ کہاں ہے جواب آیا: **هو فی مقعد صدقٍ عند مليك مقتدرٍ**

اپنے عزق اور کثرت عبادت اور توبہ کی وجہ سے وہ اپنے قادر اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ گیا۔(مکاشفۃ القلوب ص:68)

دوست کا نام لیتے ہی جان نکل گئی

حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ دوست کا نام سنتے ہی اپنی جان و مال فدا کردیتے ہیں۔ چنانچہ اسرار تابعین میں ایک واقعہ ہے۔ایک درویش ساٹھ سال تک ایک جنگل میں عالم تفکر میں رہا اچانک غیب سے آواز آئی: یا اللہ درویش نے جب اپنے محبوب کا نام سنا تو ایک نعرہ مارا اور گرکر مرگیا۔ (راحت القلوب)

لفظ اللہ سے محبت کا منظر

میرے شیخ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ بڑے اللہ والے تھے اور حضرت کو اپنے محبوب (یعنی اللہ) کے اسم سے ایسی محبت تھی کہ جب لفظ اللہ کہتے تو محبوب کے نام کی لزت و محبت کی وجہ سے آنسو بہہ پڑتے اور حضرت شاہ عبدالغنی تلاوت کے درمیان نعرہ لگاتے تھے اللہ......اللہ......جب اللہ زور سے کہتے تھے پوری مسجد ہل جاتی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ دیکھ رہے ہیں اور کبھی تلاوت کے درمیان یہ مصرع بھی پڑھتے تھے۔(اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر ص:105)

آجا مری آنکھوں میں سماجا مرے دل میں

ایک اللہ کے ولی کا واقعہ

مولنا محمد فاضل عثمانی مہاجر مکی کے بارے میں لکھا ہے کہ وفات سے پہلے دل کا دورہ پڑا اسپتال میں داخل کرادیا گیا فوت ہونے سے پہلے نماز پڑھنے کے لئے کہا چنانچہ تیمّم کرکے نماز پڑھی اور ہاتھ جس طرح نماز کے لئے باندھتے تھے تو وہیں بندھے رہے غسل دیتے وقت بھی ہاتھ کھل نہ سکے اور تدفین کے وقت دونوں ہاتھ نماز کی طرح بندھے ہوئے تھے اور اسی حالت ہی میں دفن کردیئے گئے۔

(قبر کی زندگی)

قبر کی مٹی سے جنت کی خوشبو

دوآدمی ہیں جن کی قبر کی مٹی سے خوشبوآئی ایک محمد بن اسماعیل بخاریؒ،جس نے بخاری شریف کی مدون کیا اس کی قبر کی مٹی سے چارسال تک خوشبوآتی رہی۔دوسرے احمد علی لاہوریؒ تھے۔

(خطبات دین پوری ص:100)

جب بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آگیا تو ان کی بیوی نے کہا: **واحزناه** (ہائے غم)۔بلالؓ نے کہا: نہیں بلکہ **واطوباه** (ہائے خوشی)

غداً نلقى الاحبه محمداً وحزبه

میں کل وہی دوستوں سے ملوں گا یعنی محمد ﷺ اور آپ کی جماعت سے۔ (رسالہ قیشریہ ص: 547)

ایک عابد کا محبت الٰہی میں انگلیاں جلانے کا واقعہ

بنی اسرائیل میں ایک عابد عبادت خانے میں عبادت کرتا تھا۔ کچھ لوگ اُس سے حسد کی بنا پر ایک فاحشہ کے پاس آئے۔ اس سے کہا کہ تم کسی طریقہ سے اس عابد کو بھٹکا دو۔ چنانچہ وہ فاحشہ عورت عابد کے پاس بارش ہونے والی اندھیری رات میں آئی اور اس کو حجرے کے باہر سے پکارا۔ اس عابد نے اس کو جھانک کر دیکھا تو عورت نے کہا اے خدا کے بندے مجھے اپنے پاس پناہ دے اس عابد نے اس کی پرواہ نہ کی اور نماز میں مشغول ہو گیا اور وہ عورت بار بار پکار پناہ کی درخواست کرتی رہی بالآخر عابد نے مجبور ہو کر اس کو پناہ دے دی۔

اس سے وہ عابد کے سامنے لیٹ گئی اور اپنے بدن کی خوبصورتیاں دکھانے لگی، یہاں تک کہ عابد نفس اس کی طرف مائل ہو گیا۔ پھر عابد پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہوا اور اس نے اپنے نفس سے کہا اللہ کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس نے اپنے نفس کو سزا دینے کے لئے کہ اسے آگ پر کتنا صبر ہے اپنی انگلی چراغ پر رکھ دی حتیٰ کہ وہ جل گئی پھر وہ دوبارہ اپنی نماز کی طرف لوٹ آیا لیکن اس کے نفس نے پھر پکارا۔ یہ پھر چراغ کر طرف گیا اور ایک اور انگلی رکھ کر جلا ڈالی پھر اسی طرح سے اس کا نفس اس کی خواہش کرتا رہا اور وہ چراغ کی طرف لوٹتا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں، مگر اس فاحشہ کی طرف مائل نہ ہوا۔ اس عورت نے جب اس نوجوان کی نفس کشی اور خوف خدا دیکھا تو اس عورت نے ایک چیخ ماری اور مر گئی۔ (نزہتہ البساتین وکرامات اولیاء)

اللہ کے طالب کی کیا شان ہونی چاہئے

اللہ کے طالب کی تو یہ شان ہے کہ اگر سو دفعہ اس کو یہ آواز آئے کہ تو دوزخی ہے تب بھی امید نہ ہو۔ ایک بزرگ کے پاس شیطان آیا اور کہا کہ تم کو عبادت کرتے ہوئے اتنے دن ہو گئے ادھر سے نہ پیام ہے اور نہ سلام ہے پھر اس سے کیا نفع؟ وہ بزرگ وظیفہ چھوڑ کر سو رہے خواب میں حضرت خضر علیہ السلام آئے

اور وجہ پوچھی اُس نے کہا ادھر سے نہ سلام ہے نہ پیام ہے پھر کیسے دل بڑھے؟ جواب میں نفرمایا کہ تم جو اُن نام لیتے ہو یہی ان کا جواب ہے اور یہی ان کا پیام ہے۔ اگر وہ توفیق نہ دیتے تو کیسے اللہ کر سکتے تھے۔ ایک بزرگ کی حکایت شیخ سعدیؒ نے لکھی ہے کہ وہ ذکر کرنے بیٹھے تو یہ آواز آئی کہ تم کچھ بھی کرو یہاں قبول نہیں مگر وہ بزرگ پھر کام میں لگ گئے ان کے ایک مرید نے کہا کہ جب کچھ نفع ہی نہیں تو محنت سے کہا فائدہ؟ بزرگ نے جواب دیا کہ بھائی اگر کوئی دوسرا ایسا ہوتا کہ میں خدا کو چھوڑ کر اس کے یہاں پناہ لے لیتا تو یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اُس کو چھوڑ بیٹھتا، اب تو ان کا ہی دروازہ ہے قبول ہو یا نہ ہو۔ دل کو اس سے ہٹا سکتے ہیں جس کے بغیر گزر ہو سکے اور جس کے بغیر گزر نہیں ہو سکتی اس سے کس طرح دل ہٹا سکتے ہیں؟ اس جواب پر رحمت خداوندی کو جوش ہوا اور ارشاد ہوا کہ ہم نے تمہیں قبول کر لیا اگرچہ تمہارے اندر کچھ ہنر نہیں کیونکہ ہمارے سوا تمہاری اور کوئی پناہ نہیں۔ غرض خدا کے طالب ہر وقت محبوب حقیقی کی طالب میں لگا رہتا ہے حتیٰ کہ محبوب کی طرف سے دھتکارنے کے باوجود بھی وہ پیچھے نہیں ہٹتا۔

(خطباتِ حکیم الامت)

ایک عابد کا محبت الٰہی میں گناہ کو ترک کر دینے کا واقعہ

حضرت حسن (بصریؒ) فرماتے ہیں کو ایک فاحشہ عورت تھی' دنیا کا تہائی حسن اس کے پاس تھا۔ وہ گناہ کا سو (100) دینار لیتی تھی اس کو ایک عابد نے دیکھا تو حیران ہو گیا اور اپنے ہاتھ سے محنت کر کے سو دینار جمع کئے اور اس فاحشہ عورت کے پاس آ کر کہا تمہارے حسن نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے، میں نے اپنے ہاتھ سے محنت کی ہے اور سو دینار جمع کئے ہیں۔ فاحشہ نے کہا یہ میرے وکیل کو دیدو تا کہ وہ ان کو پرکھ لے اور ان کا وزن کر لے۔ چنانچہ عابد نے وہ دینار اس کے وکیل کو دے دیئے پھر فاحشہ عورت نے اپنے وکیل سے پوچھا کیا تم نے اس سے دینار اچھی طرح دیکھ بھال کر وصول کر لئے؟ اس نے کہا جی ہاں تو فاحشہ نے عابد کو کہا اندر آ جاؤ۔ اس عورت کا حسن و جمال اتنا زیادہ تھا جس کو اللہ ہی جانتا ہے' اس فاحشہ کا گھر بڑا دلکش تھا اور اس کا پلنگ سونے کا بنا ہوا تھا جب فاحشہ نے قریب بلایا اور وہ خیانت کی جگہ پر بیٹھا تو اللہ کے سامنے پیشی کا خوف آ گیا اور اس سے کانپ کانپ گیا' اس کی شہوت مر گئی اور کہا مجھے

چھوڑ دے میں واپس جاؤں گا یہ دینار بھی تیرے (میں یہ واپس نہیں لوں گا) اس عورت نے کہا تمہیں کیا ہوا تو نے مجھے دیکھا' میں تجھے اچھی لگی پھر تو نے بڑی محنت مشقت سے سو دینار جمع کئے پھر جب قادر ہوا تو کیا کیا؟ اس نے عابد نے کہا کہ میں اللہ کے سامنے پیش ہونے سے ڈر گیا ہوں اس لیے میرا عیش کڑوا ہو گیا ہے تو اس فاحشہ نے کہا اگر تو اس بات میں سچا ہے تو میرا خاوند تیرے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ عابد نے کہا مجھے چھوڑ دے میں جانا چاہتا ہوں عورت نے کہا میں آپ کو نہیں جانے دوں گی مگر اس شرط پر کہ آپ میرے ساتھ شادی کرلیں عابد نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں یہاں نکل نہ جاؤں عورت نے کہا کہ تو پھر آپ کے ذمہ رہا کہ اگر میں آپ کے پاس آؤں تو آپ میرے ساتھ شادی کرلیں گے عابد نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر اس عابد نے منہ چھپایا اور اپنے شہر کو نکل کھڑا ہوا۔ وہ فاحشہ بھی دنیا کی بدکاریوں سے شرمندہ ہو کر اس کے پیچھے پیچھے نکل کھڑی ہوئی حتیٰ کہ وہ بھی اس عابد کے شہر میں جا پہنچی اور عابد کے نام اور گھر معلوم کیا جو اس کو بتلا دیا گیا (تو جب یہ عابد تک پہنچی) اور عابد کو (اس عورت کے بارہ میں بتلایا گیا) شہزادی آئی ہے اور آپ کا پوچھتی ہے تو جب عابد نے اس کو دیکھا تو ایک چیخ ماری اور مر گیا۔ اور اس کی بانہوں میں گر پڑا۔ عورت نے کہا کہ یہ تا ہاتھوں سے گیا۔ کوئی اس کا قریبی رشتہ دار ہے؟ اس کو بتایا گیا کہ اس کا ایک بھائی ہے جو فقیر آدمی ہے تو عورت نے کہا تم سے شادی کروں گی تمہارے بھائی سے محبت ہونے کی وجہ سے۔ چنانچہ اس نے اس سے شادی کر لی اور اس کے سات بیٹے پیدا ہوئے۔ (کتاب التوابین ونزھۃ البساتین)

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا واقعہ

مکے کے قیام کے دوران حضرت ابراہیم بن بدادھمؒ کے وزراء آپ کے صاحبزادے کو جن کی عمر بہت کم تھی اور جن سے محبت کرتے تھے' لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے جب اپنے صاحبزادے کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اس کو اپنے پاس بلایا اور زانو پر بٹھایا اس کو آپ پیار کر رہے تھے کہ غیب سے ایک آواز آئی: اے ابراہیم! میری محبت کا کیوں جھوٹا دم بھرتا ہے جس وقت سے تو اپنے لڑکے سے ملا ہے' مجھے بھول گیا ہے۔ یہ آواز سن کر آپ کا رنگ زرد ہو گیا خوف سے رونے لگے، پھر بار

گاہ الٰہی میں آپ نے دُعا کی: یا الٰہی! جس نے ابراہیم کو تیری یاد سے غافل رکھا ہے اس وجود کو مٹا دے آپ کا یہ دُعا کرنا تھا کہ اسی وقت آپ کے صاحبزادے کا انتقال ہو گیا آپ نے اپنے صاحبزادے کو دفن کیا اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر ص:60)

بدکاری سے بچنے پر جسم سے خوشبو آنے پر ایک عجیب واقعہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک شخص سے ملاقات کی جنہیں لوگ مشکی کہتے کیونکی ان سے اکثر مشک کی خوشبو آتی تھی۔ جب وہ جامع مسجد میں داخل ہوتے تھے تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ شخص آئے ہیں کیونکہ مشک کی خوشبو پھیل جاتی تھی۔ اسی طرح جب بازار میں گزرتے تھے تو بھی یہی کیفیت ہوتی تھی۔ میں ان سے ملنے گیا اور ان کے پاس رات کو رہا میں نے ان سے کہا بھائی جان تمہیں خوشبو خریدنے کے لئے بہت سے دام کی ضرورت ہوتی ہوگی؟ اس نے کہا بھائی میں نے کبھی خوشبو نہیں خریدی نہ کبھی خوشبو لگائی۔ میں تم سے اپنا قصہ بیان کروں شاید میرے مرنے کے بعد تم میرے لئے دُعا کرو۔

میری ولادت بغداد میں ہوئی، میرے والد امیر آدمی تھے اور جس طرح امراء اپنی تعلیم دیتے ہیں اسی طرح مجھے بھی تعلیم دینے تھے اور بہت خوبصورت اور بہت حیادار تھے۔ میرے باپ سے لوگوں نے کہا اسے بازار میں بٹھاؤ تا کہ اس کی دل بستگی ہو اور اس کی طبیعت کھلے۔ چنانچہ مجھے ایک کپڑا فروش کی دکان پر بٹھایا میں صبح وشام اس کی دکان پر جا بیٹھتا۔ ایک دن ایک بڑھیا نے اس کپڑا فروش سے بھاری کپڑے مانگے اس نے ویسے ہی کپڑا نکال کر دکھائے۔

ان کہا میرے ساتھ ایک آدمی کر دو تا کہ جس کی ہمیں ضرورت ہوا اسے لے کر باقی کپڑا اور اس کی قیمت اس شخص کے ساتھ روانہ کر دیں۔ مجھ سے کہا اسکے ہمراہ جا کر کپڑے اسکے مالک کے گھر رکھ آؤ، میں نے کہا اچھا۔ میں اس کے ساتھ چلا وہ مجھے ایک عظیم الشان محل میں لے گئی اس کے اندر ایک قبہ تھا اور اس کے دراوزہ پر پاسبان تھے اور دروازے پر پردہ پڑا تھا، اس بڑھیا نے مجھ سے کہا قبہ میں چل کر بیٹھا رہ۔ میں اس میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی وہاں تخت پر منقش فرش بچھائے بیٹھی ہے اور تخت اور فرش

شب زرین اور ایسا عمدہ ہے کہ ویسا میں نے کبھی نہیں دیکھا اور وہ لڑکی ہر قسم کا زیور پہنے بیٹھی ہے۔ مجھے دیکھ کر وہ تخت سے اتر کر میرے پاس آئی اور میرے سینہ پر ہاتھ مار کر مجھے اپنی طرف کھینچا۔ میں نے کہا اللہ سے ڈر، اللہ سے ڈر۔ اس نے کہا کچھ خوف نہ کر جو کچھ تجھے درکار ہو سب میں دوں گی۔ میں نے کہا مجھے استنجے کی ضرورت ہے۔ اس نے آواز دی تو چاروں طرف سے لونڈیاں دوڑیں اس نے کہا آقا کو بیت الخلا لے جاؤ۔ جب میں وہاں گیا تو نکلنے کا کوئی راستہ نہ پایا جہاں سے بھاگ نکلتا۔ میں نے پاخانہ کھول کر اپنے ہاتھ میں پاخانہ کیا اور اپنے ہاتھ اور منہ پر ملا اور اپنی آنکھیں نکالیں۔ ایک لونڈی جو رومال اور پانی لیکر اندر آئی اس پر چلا کر دیوانوں کی طرح دوڑا، وہ ڈر کر بھاگی اور کہنے لگی یہ لڑکا دیوانہ ہے۔ پھر ساری لونڈیاں جمع ہو کر آئیں جمع اور مجھے ٹاٹ میں لپیٹا اور ایک باغ میں لے جا کر پھینک دیا۔ جب میں نے جان لیا کہ وہ چلی گئی ہیں تو میں نے اٹھ کر اپنے کپڑے، منہ اور تمام بدن کو دھویا اور اپنے گھر گیا اور کسی کو یہ قصہ نہ سنایا۔ اس رات میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ کہاں ہے تیرا فعل یوسف علیہ السلام کے فعل جیسا؟ کیا تو مجھے جانتا ہے؟ میں نے کہا نہیں! کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں۔ پھر اپنا ہاتھ میرے منہ اور بدن پر پھیرا اسی وقت سے میرے بدن سے مشک کی خوشبو آنے لگی ہے جو کپڑوں کو بسا دیتی ہے یہ خوشبو جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ کی ہے۔ (کرامات اولیاء ص208،)

حضرت جنید بغدادیؒ کا واقعہ

خواجہ محبوب الٰہی نظام الدینؒ نے فرمایا کہ خواجہ جنیدؒ کو خواب میں ایک شخص نے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو فرشتوں سے کس طرح خلاصی حاصل ہوئی؟ فرمایا جب وہ دونوں فرشتے آئے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تیرا رب کون ہے؟ تو میں ان کی طرف دیکھ کر ہنس دیا جس روز مجھ سے "**الست بربکم**" پوچھا تھا اس روز میں نے "**بلیٰ**" کہہ دیا تھا اب تم پوچھتے ہو کہ تمہارا رب کون ہے؟ جس نے بادشاہ کو جواب دیا ہو کیا وہ غلام سے جھجک سکتا ہے؟ یہ سن کر وہ چلے گئے اور کہا کہ ابھی یہ شخص محبت کے نشے میں ہے۔ (افضل الفوائد)

ایک معذور شخص کا شوق الٰہی میں بیت اللہ کی طرف جانے کا واقعہ

حضرت شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں مکہ معظّمہ کی راہ میں مجھے ایک معذور شخص ملا جو گھٹنوں کے بل زمین پر چلتا تھا میں نے پوچھا کہاں سے آتے ہو کہا سمرقند سے میں نے کہا کتنی مدت تو کو راہ میں گزری اس نے کہا کچھ اوپر دس برس میں نے تعجب کی نگاہ سے اسے دیکھا' اس نے کہا اے شفیق تو مجھے کیا دیکھتا ہے میں نے کہا مجھے تیرے سفر دراز اور ضعف جان سے تعجب ہے پھر مجھ سے کہا اے شفیق میرا سفر دور دراز ہے مگر شوق قریب کیا تعجب ہے کہ بندے ضعیف کو اس کا مولا مہربان لے جاوے۔ (نزھتہ البساتین)

عشق مجازی سے متعلق چند واقعات برائے عبرت

غیر اللہ سے عشق و محبت کی مذمت احادیث کی روشنی میں

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے میرے غیر سے محبت کی، اُس کی محبت بھی فانی اُس کا محبوب بھی فانی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس کا محبوب بھی باقی اس کی محبت بھی باقی۔

امدادالسلوک اور احیاء العلوم میں غیر اللہ کی مذمت پر یہ حدیث قدسی لکھی ہوئی ہے کہ:

من طلبنی فقد وجدنی ومن طلب غیری فلم یجدنی

جس نے مجھ کو طلب کیا تو اس نے مجھے پالیا اور جس نے میرے سوا غیر کو طلب کیا وہ مجھے نہیں پاتا۔ اللہ تعالیٰ کو بندہ سے بڑی محبت ہے، اللہ کی یہ چاہت ہے کہ میرے بندے کے دل میں میرے سوا کسی اور کی محبت نہ ہو۔ اسی لئے جو لوگ غیر اللہ کو محبت سے دیکھتے ہیں، ان سے دل لگاتے ہیں، ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ بڑے غصہ ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے بدنظری کرنے والے پر اور بدنظری کرانے والی پر بھی۔

ابن جلاءؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی: جب میں اپنے بندے

کے باطن کو دیکھتا ہوں کہ اس میں دنیا وآخرت کی محبت نہیں تو اسکے دل کو محبت سے بھر دیتا ہوں اور اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہوں۔ (تنبیه المغترین)

شیطانوں کی کارگزاری

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوتی ہے تو ابلیس اپنے شیطانی لشکر زمین میں پھیلا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو مسلمان کو گمراہ کر کے آئے گا میں اس کے سر پر تاج رکھوں گا (جب یہ شیاطین اپنے فتنے پھیلا کر شام کو واپس آتے ہیں تو ان میں سے ایک شیطان اپنی کارگزاری سناتے ہوئے کہتا ہے میں فلاں آدمی ہیں تو ان میں سے ایک شیطان اپنی کارگزاری سناتے ہوئے کہتا ہے میں فلاں آدمی کے پیچھے پڑا یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو دوسرا شیطان کہتا ہے وہ دوبارہ شادی کرے گا (تو نے کوئی بڑا کام نہیں کیا) اور دوسرا شیطان کہتا ہے کہ میں فلاں آدمی کے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ اس نے والدین کی نافرمانی کر دی۔ شیطان کہتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے اچھا سلوک بھی کرے۔ ایک اور شیطان کہتا ہے؟ کہ میں فلاں آدمی کے پیچھے پڑا رہا' یہاں تک کہ اس نے زنا کرلیا۔ شیطان کہتا ہے تو نے بھی اچھا کیا۔ ایک اور شیطان کہتا ہے میں فلاں آدمی کے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ اس نے قتل کر ڈالا شیطان کہتا ہے ہاں تو ہی ہے بڑا شیطان تو دوسرے شیطانوں سے بازی لے گیا۔ (نوجوان تباہی کے دہانے پر)

عشق مجازی میں کافر ہونے والے مؤذن کا واقعہ

امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص کی حکایت معلوم ہوئی ہے جو بغداد میں رہتا تھا۔ نام اسکا صالح تھا، اُسنے چالیس سال تک اذان دی تھی اور یہ نیک نامی میں بھی بہت مشہور تھا۔ یہ ایک دن اذان دینے کے لئے منارہ پر چڑھا اور مسجد کے پہلو میں ایک عیسائی کے گھر میں اس کی بیٹی کو دیکھا اور اس کے فتنہ میں مبتلا ہوگیا اور (اُتر کر) اس کے دروازہ پر آیا۔ اس کے دروازہ کو کھٹکھٹایا تو اس کی لڑکی نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا میں صالح مؤذن ہوں۔

اس نے اس کیلئے دروازہ کھول دیا تو اس مؤذن نے اسکو فوراً اپنے ساتھ چمٹالیا۔ لڑکی نے کہا تم مسلمان تو

بڑے دیانت امانت والے ہوتے ہو پھر یہ خیانت کیسی؟ مؤذن نے جواب دیا اگر میری بات مانتی ہو تو ٹھیک ورنہ میں تمہیں قتل کر دونگا۔ لڑکی نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ہاں، اگر تم اپنا دین چھوڑ دو تو.....' تو مؤذن نے کہا میں اسلام سے بری ہوں اور اس سے بھی جو محمد ﷺ لیکر مبعوث ہوئے ہیں (نعوذ باالله)۔ پھر وہ اسکے قریب ہوا تو لڑکی نے کہا تم نے تو یہ اسلئے کیا کہ اپنا مقصد پورا کرلو پھر اپنے دین کیطرف لوٹ جاؤ۔ اب میری شرط ہے تم خنزیر کا گوشت کھاؤ۔ اسنے اسکو کھایا۔ پھر لڑنے کہا اب شراب بھی پیو۔ اسنے شراب بھی پی لی جب اس پر شراب نے اثر کیا تو لڑکی کے قریب ہوگیا تو لڑکی نے کمرے میں داخل ہو کر اندر سے کنڈی لگالی تو اسنے کہا کہ تم چھت پر چڑھ جاؤ حتیٰ کہ میرا والد آجائے اور میرا تیرا نکاح کر دے۔ وہ چھت پر چڑھ گیا اور پھر اس سے گر کر مر گیا۔ پھر وہ لڑکی کمرے سے باہر نکلی اور اس کو کپڑے میں لپیٹا یہاں تک کہ اس کا باپ بھی آگیا تھا، اس نے اس کو سارا قصہ سنایا۔ اس نے اس کو رات کے وقت گھر سے نکال کر ایک گلی میں پھینک دیا اور اس کا قصہ مشہور ہوگیا اور اس کو گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔ (اصلاحی الرسوم ص:10)

عشق میں کفر کرنے کا دوسرا واقعہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ ایک شخص (بنی اسرائیل کی قوم کا) سمندر کے ساحل پر تین سو سال تک عبادت کرتا رہا یہ دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو نفل پڑھتا تھا۔ اس کے بعد اس نے ایک عورت کے عشق کی خاطر اللہ جل شانہ سے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کی جو عبادت کرتا تھا سب چھوڑ دی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو کسی گناہ کی بنا پر عذاب میں مبتلا کیا پھر اس کی توبہ کو قبول فرمایا۔ (ذم الھویٰ)

عشق میں خالق کی رضا سے زیادہ معشوق کی رضا کو ترجیح دینے کا واقعہ

ایک اور شخص کی حکایت ہے کہ کسی پر عاشق ہوگیا اور اس غم میں صاحب فراش ہوگیا کچھ لوگوں نے درمیان میں پڑ کر معشوق کو لانے پر آمادہ کیا۔ یہ خبر سن کر عاشق تازہ ہوگیا' اور منتظر وعدہ ہو کر بیٹھا۔ دفعتہً ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ میرے ساتھ آنے کو چلا تھا راستہ میں کہنے لگا کہ میں موضع تہمت میں نہیں

جاتا' میں نے ہر چند سمجھایا مگر اس نے نہ مانا اور واپس ہوگیا۔اس کو سنتے ہی اسکی پہلے سے بدتر حالت ہوگئی اور علامات مرگ ظاہر ہونے لگے اور اس حالت میں یہ کہنا شروع کیا۔

اعلم یا راحت العلیل ویاشفاء المدنف الخلیل
رضاك اشهی الیٰ فؤادی من رحمته الخالق الجلیل

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے معشوق کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ: تیری رضامندی (نعوذ باللہ) اللہ کی رحمت سے بھی زیادہ مرغوب ہے۔ایک شخص کہنے لگا کہ کمبخت خدا سے ڈر کیا کہتا ہے کہنے لگا جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ناصح اٹھ کر دروازہ تک نہ پہنچا تھا کہ اس کی روح قبض ہوگئی۔ (اصلاح الرسوم)

عشق مجازی پر ایک واقعہ

ایک حکایت سنو! ایک سوداگر کے پاس ایک لونڈی تھی اس سے ایک نوجوان کو عشق ہوگیا، اس غم میں گھلتے وہ بیمار پڑ گیا۔سب طرح کے دارو درمن' ٹونے ٹوٹکے کئے گئے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ایک دن ماں نے پوچھا: پوٹ (بیٹا) تو میرا گوشت پوست، میرے جگر کا ٹکڑا ہے، بتا تو سہی کہ معاملہ کیا ہے؟ اس نے ماں کی شفقت دیکھ کر سب حال بیان کر دیا ماں نے کہا یہ کون سی بڑی بات ہے؟ سوداگر کے ہاں پیام بھیجا کہ لونڈی کو ہمارے ہاتھ بیچ دو، اس نے انکار کیا۔ادھر اس کنیز کی حالت بھی خراب تھی اپنے آپ گھل رہی تھی حتیٰ کہ اسے دق ہوگئی۔ سوداگر نے یہ دیکھ کر سودا کر لیا اور کنیز اس گھر میں آئی۔نوجوان کے سب اعزا آگئے اور بتدریج اسے محبوبہ کے آنے کی خبر دینی شروع کی کہ کہیں شادی مرگ نہ ہوجائے۔غرض جب وہ سامنے آئی تو لڑکے نے سب کو ہٹا دیا کہ راستہ خالی کردو تاکہ میں اس جمال جہاں آراء پر ایک نظر ڈال سکوں جس وقت نوجوان کی نظر اس کوکب دری پر پڑی دونوں ہاتھ بغل گیر ہونے کے لئے پھیلا دیئے لوگوں نے لڑکی کو سینہ پر ڈال دیا دونوں نے سینہ ملایا اور لڑکا جاں بحق تسلیم ہوگیا۔یہ عشق کی ایک کمترین تجلی اور نعمت کا کیا پوچھنا جو جمال وجمیل دونوں کے خالق کی تجلی ہو۔جب اس بھید کی طلب سر پر سوار ہو گی تو کیا حال ہوگا؟ (اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر: ص269)

مخلوق سے عشق کا انجام

کہتے ہیں کہ واسط کے شہر میں ایک عیسائی ڈاکٹر رہتا تھا جو جوان بھی تھا اور خوبصورت بھی، عورتیں اسکے عشق کا دم بھرتی تھیں۔یہ ایک مرتبہ ایک کردی کی بیوی کی خون کی رگ کھولنے آیا' جب عورت نے اپنے کلائی کھولی تو وہ اسکے حسن کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔پھر وہ لذت لینے کی خاطر اسکو سہلانے لگ گیا، جسکو عورت نے محسوس کر لیا۔پھر اس نے عورت سے کہا آج رگ نہیں کھل رہی تم اس کو کل تک مؤخر رکھو۔پھر وہ چلا گیا جب عورت کا خاوند آیا اس نے اس کو سارا واقعہ سنایا تو وہ باہر گیا اور اس ڈاکٹر کو بلایا، جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس خاوند نے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلیں ایک (اور) مریض کو دیکھنا ہے۔چنانچہ وہ دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے اور وہ اس کو وادیوں میں لے گیا اور تلوار کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ (ذم الھویٰ)

عشق پر ایک نوجوان کا قصہ

ایک نوجوان نے عید کے دن لوگوں کو کھڑکی سے جھانک کر دیکھا اور کہا:

من مات عشقاً فلیمت هکذا لاخیر فی عشق بلا موت

جو عشق سے مرنا چاہتا ہے وہ اسطرح مرے، عشق بغیر موت کے بے سود ہے۔اور اسنے ایک بلند چھت سے اپنے آپ کو گرا دیا اور مر گیا۔ (رسالہ قشیریہ، واحیاء العلوم)

بدنظری کرنے والے کا کفارہ

حضرت یحییٰ بن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت کھڑی ہو کر چراغ جلانے لگی ایک آدمی نے اس کی طرف دیکھا عورت کو پتہ چل گیا اور وہ یہ بھی سمجھ گئی کہ یہ آدمی کبھی کبھی مجھے اس طرح دیکھتا رہتا ہے چنانچہ اس نے اس آدمی کو مخاطب کر کے کہا کہ غیر عورت کو دونوں آنکھیں پھاڑ کے اس طرح دیکھ رہے ہو؟ اس آدمی نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اے اللہ' میری بصارت چھین لے۔چنانچہ وہ بصارت سے محروم ہوگیا اور بیس سال نابینا رہا جب عمر زیادہ ہوگئی تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اے اللہ میری بصارت لوٹا دے تو اللہ

تعالیٰ نے اس کی بصارت لوٹا دی یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ واقعہ ایسے آدمی نے سنایا جس نے اس آدمی کو بصارت سے محروم رہ کر پھر سالم آنکھوں والا بھی دیکھا تھا۔ (جوانی کی حفاظت کیجئے ص:91)

آج کل کی عاشقی

ایک قصہ اختتا مثنوی میں ہے کہ ایک عورت جارہی تھی۔ ایک شخص اس کے پیچھے ہولیا، اس نے مڑ کر دیکھا پوچھا کہ میرے پیچھے کیوں آتا ہے؟ اس نے کہا میں تیرے اوپر عاشق ہوگیا ہوں۔ اس نے کہا بیوقوف میرے اوپر کیا عاشق ہوتا ہے، پیچھے میری بہن آرہی ہے وہ مجھ سے کہیں زیادہ خوبصورت ہے عاشق ہونا ہے تو اس پر عاشق ہو اس شخص نے پیچھے کی طرف دیکھا کہ وہ اس کی بہن کہاں آرہی ہے؟ آج کل عاشقی ایسی ہی ہے یہ عاشق نہیں فاسق ہیں ۔

وفاداری مدار از بلبلاں چشم
کہ ہر دم بر گلے دیگر سرایند

بلبلوں کی آنکھ سے وفاداری کی امید مت رکھ کہ ہر گھڑی ایک پھول کو چھوڑ کر دوسرے پھول کو چاہنے لگتی ہیں۔

جو ہی اسنے مڑ کر دیکھا کہ عورت نے اس کے سر پر ایک دھول رسید کی اور کہا ۔

گفت اے ابلہ اگر تو عاشقی
در بیان دعویٰ خود صادقی
پس چرا بر غیر افگندی نظر
این بود دعوائے عشق اے بے ہنر

اس نے کہا اے بیوقوف اگر تو عاشق تھا اور اپنے اس دعوائے عشق میں سچا تھا تو پھر غیر پر کس لئے نظر ڈالی اے بے خبر کیا تیرا دعویٰ عشق یہی تھا؟ جب ایک عورت کو غیر کی طرف التفات کرنے سے اتنی غیرت آتی

ہے تو خدائے تعالیٰ کو کتنی غیرت آوے گی؟ دل تو حق تعالیٰ کا محل ہے اس میں وہ یہ نہیں پسند کرتا کہ غیروں کو بسا ہوا دیکھے۔ (اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر ص:276)

نوجوان طالب علم کی محبت میں ناکامی کے بعد خودکشی

کراچی ۲۰ فروری سندھ مسلم سائنس کالج کے سال دوم کے بیس سالہ طالب علم برکت احمد نے کل جہانگیر روڈ ایسٹ میں اپنے ماموں کے مکان پر اپنے سر میں گولی مار کر خودکشی کر لی کہا جاتا ہے کہ برکت اپنی ایک ہم جماعت لڑکی سے محبت کرتا تھا اور دونوں کے درمیان طے تھا کہ وہ ایک دوسرے کو سوا کسی سے شادی نہ کریں گے۔ جب برکت نے اپنے والدین سے شادی کرنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے سختی کے ساتھ انکار کیا چنانچہ اس پر برکت بہت دل شکستہ ہوا کچھ دن سے خاموش خاموش سا تھا اور کسی گہری فکر میں مبتلا رہتا تھا وہ کل دوپہر تک اپنے دوستوں کے درمیان کالج میں رہا اور حسب معمول اپنے پروگرام پر عمل کرتا رہا اس کے ایک ساتھی نے محسوس کیا کہ وہ کبھی کبھی چونک سا پڑتا ہے۔ دوپہر کو وہ کالج سے جہانگیر روڈ میں اپنے ماموں کے گھر گیا اور وہاں کھانا کھا کر کچھ دیر آرام کیا دو بجے کے قریب وہ اپنے ماموں کی دونالی شکاری بندوق جو بھری ہوئی تھی اٹھا کر غسل خانہ میں چلا گیا اور اندر سے دروازہ بند کر لیا اس نے بندوق کی نالی اپنے سر سے لگا کر دونوں کارتوس ایک ساتھ چلا دیئے اس کا بھیجا پاش پاش ہوگیا اور وہ فوراً ہلاک ہوگیا گولی چلنے کی آواز سن کر گھر کے لوگوں سے غسل خانہ کا دروازہ توڑ ڈالا برکت کی لاش خون میں لتھڑی ہوئی غسل خانہ میں پڑا تھا اور اس کے بھیجہ کے کچھ ٹکڑے گولی چلنے سے اڑ کر چھت میں اور دیواروں پر چپکے تھے۔ (جوانی کی حفاظت کیجئے: ص95)

ایک شخص کا عبرت انگیز واقعہ

دستو! بڑا دردناک واقعہ سناتا ہوں علامہ ابن قیم جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک عاشق تھا چھپ کر اپنے معشوق سے ملا کرتا تھا آخر جب اس کو موت آنے لگی تو اس کے دوستوں نے کہا اب کلمہ پڑھ لو تو کلمہ کے بجائے اس نے یہ شعر پڑھا ہے۔

رضاك اشهى الىٰ فوادى من رحمة الخالق الجليل

اے میرے معشوق! تیرا خوش ہو جانا مجھے خالق جلیل کی رحمت سے زیادہ محبوب ہے۔نعوذ باللہ کفر پر خاتمہ ہوا دوستو! ایسا نہ ہو کہ چھپ چھپ کر یہ حرکت موت کے وقت ظاہر ہو جائے نعوذ باللہ اور سوء خاتمہ کے ساتھ جہنم میں ہمیشہ کیلئے داخل ہوا اللہ پناہ میں رکھے اس لئے ہم سب جلد از جلد دل سے غیر اللہ کو نکال دیں۔ (جوانی کی حفاظت کیجئے:ص106)

ایک عورت کا عجیب واقعہ

حضرت شیخ ابن عربی نے اپنی تفسیر قرآن کریم ''احکام القران'' میں نسوانی غیرت پر ایک عجیب حکایت لکھی ہے ایک خاتون اپنے راستے پر چلی جا رہی تھی کہ اچانک ایک نوجوان اس کے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ خاتون اپنے دروازے پر پہنچ گئی اب اس نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تم یوں میرے پیچھے کیوں چلے آ رہے ہو؟ اس نوجوان نے جواب دیا کہ تمہاری خوبصورت آنکھوں نے مجھے فتنہ میں ڈالیں دیا ہے یہ سن کر خاتون نے کہا کہ تم پھر ذرا یہیں ٹھہرے رہو۔ اس کے بعد خاتون اپنے گھر میں داخل ہوئی چھری لے کر دونوں آنکھیں نکالیں اور ایک برتن میں رکھ کر اس کے حوالے کرتے ہوئے کہنے لگی میں کسی ایسی چیز کو اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتی جو دوسروں کو فتنہ میں ڈال دے (احکام القرآن)

بدنظری پر امامت کی توفیق چھین لی گئی

ایک اللہ والے کی خانقاہ کے امام صاحب نماز کیلئے نکلے تو راستے میں ایک خوبصورت عورت ملی انہوں نے اسے دیکھا جب خانقاہ میں پہنچے تو حضرت نے کسی اور کو نماز پڑھانے کا حکم دے دیا۔ اگلے پانچ وقت اسی طرح ہوتا رہا۔ امام صاحب کے دل میں بات آئی کہ یہ سزا اس وجہ سے ہے کہ میں نے نامحرم عورت کو دیکھ لیا تھا یہ سوچ کر امام صاحب نے توبہ استغفار سے کام لیا حضرت شیخ فرمانے لگے ہر بار تو گھڑا سلامت نہیں رہتا۔ (کرامات اولیاء)

معشوق کی جدائی پر مرنے والے شخص کا واقعہ

ابوعبداللہ حبشانی صغراء عملا قیہ سے عشق کرتا تھا حالانکہ یہ رنگ کی کالی کلوٹی تھی لیکن اس کی محبت میں یہ بیمار پڑ گیا جب مرنے کے قریب ہوا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اس عورت کے مالک کو کہا اگر تم اپنی لونڈی صغراء کو ابوعبداللہ حبشانی کے پاس بھیج دو تو شاید اس کے ہوش وحواس درست ہو جائیں چنانچہ اس نے ضغراء کو بھیج دیا جب یہ اس کے سامنے آئی تو اور پوچھا اے ابوعبداللہ کیسے ہو؟

اس نے کہا جب تک تم سامنے رہو تو ٹھیک ہوں صغراء نے پوچھا تمہیں کس شے کی طلب ہے؟ اس نے کہا تیرے قرب کی صغراء نے کہا تمہیں کیا مرض ہے؟ کہا تیرے عشق کی تم کوئی وصیت کرو گے؟ تو اس نے کہا اگر وہ مان لیں تو میں تمہیں چاہتا ہوں، صغراء نے کہا اب میں واپسی جانا چاہتی ہوں؟ تو اس نے کہا تو پھر جلدی سے میری نماز جنازہ کا ثواب حاصل کر لیتا پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور جب اس نے اس کو منہ پھیر کر جاتے دیکھا تو ایک درد بھر سانس لیا اور اسی وقت مر گیا۔ (ذم الھویٰ)

بدنظری کے گناہ کی سیاہی

ایک مرتبہ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے اسی اثنا میں ایک آدمی ان کے پاس آیا آپ نے اسی وقت فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا کے بے مہابہ ہمارے پاس چلے آتے ہیں اور ان کی نگاہوں سے زنا ٹپکتا ہے۔ یہ سن کرانے والے نے تسلیم کیا کہ حضرت! واقعی سے راستے میں بدنظری ہو گئی تھی جی ہاں اللہ والوں کو تو اعضاء سے بھی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ نجس ہیں کیونکہ جس عضو سے بھی گناہ ہوتا ہے وہ نجس ہو جاتا ہے۔ (جوانی کی حفاظت کیجئے ص:92)

باب (9) ... ہنستے ہنساتے واقعات

ہنسی، مزاح اور دل لگی کی شرعی حدود قرآنی آیات کی روشنی میں

(1)......فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا

جب ایک چیونٹی نے (دوسری) چیونٹیوں سے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں جا گھسو کہیں تم کو

سلمان علیہ السلام اوران کالشکر بے خبری میں کچل نہ ڈالیں۔سوسلیمان علیہ السلام اس کی بات سے مسکراتے ہوئے ہنس پڑے۔

(2)........... وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ

یعنی ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کھڑی تھیں،پس ہنسیں،سوہم نے بشارت دی ان کواسحاق کی اور اسحاق سے پیچھے یعقوب کی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں جائز خوش طبعی کرنے اور ناجائز خوش طبعی سے بچنے کی توفیق عطافرمائے۔

آمین!

مسکراہٹ احادیث مبارکہ کی روشنی میں

افضل ترین صدقہ

حضرت جابربن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا:افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ اپنے ہرڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں ڈال دواور یہ کہ مسکراتے چہرے سے لوگوں سے ملاقات کرو۔(ادب المفرد:304،ترمذی،ص18،مسنداحمد:ج:3)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:''اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں ڈول دینا صدقہ ہے،برائی سے روکنا صدقہ ہے،نیک بات کا بتانا صدقہ ہے،اپنے بھائی کے ساتھ مسکرانا صدقہ ہے،راستہ بھولنے والے کو راستہ بتانا صدقہ ہے۔'' (ترغیب:ص412،مکارم طبرانی:ص319)

نبی کریم ﷺ کے ہنسنے کا انداز

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو اتنا کھلکھلا کر ہنستا ہوا کبھی نہیں دیکھا کہ جبڑے نظر آجائیں۔ (دلائل النبوۃ:ص412،ادب المفرد:ص85)

فائدہ.......مطلب یہ ہے کہ کھلکھلا کر باآواز ہنستا ہوا آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا گیا۔بہت ایسا تو ہوا

کہ کسی عجیب وغریب واقعہ سے متاثر ہوکر ہنسے کہ کچھ دندان مبارک نظر آگئے جیسا کہ حضرت ابن مسعود اور ابوذر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے۔علامہ مناوی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح شمائل میں لکھا ہے کہ''حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی عادت مسکرانے کی ہی تھی،کھلکھلا کر ہنستے نہیں تھے۔'' (حاشیہ جمع الوسائل:ص15)

نبی کریم ﷺ کی خوشی وظرافت کے چندواقعات

اونٹنی کا بچہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ(ایک دن)ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سواری کے لیے ایک جانور مانگا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ''میں تمہیں اونٹنی کا بچہ دوں گا۔''اس شخص نے عرض کیا''حضور!میں اونٹنی کے بچہ کا کیا کروں گا؟''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اونٹ کو اونٹنی ہی تو جنتی ہے۔''

جنت میں بڑھیا نہ جائے گی

تفسیر مظہری نے بحوالہ بیہقی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے۔میرے پاس ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی۔آپ نے دریافت فرمایا:یہ کون ہے؟میں نے عرض کیا:میری رشتہ کی ایک خالہ ہے۔آنحضرت ﷺ نے بطور مزاح فرمایا:

لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوْزٌ

یعنی جنت میں کوئی بڑھیا نہ جائے گی۔یہ بیچاری سخت غمگین ہوئی۔بعض روایات میں ہے کہ رونے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کوتسلی دی اوراپنی بات کی حقیقت یہ بیان فرمائی کہ جس وقت یہ جنت میں جائے گی تو بوڑھی نہ ہوگی بلکہ جو ان ہوکر داخل ہوگی اور یہ آیت تلاوت فرمائی: **اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا**

یعنی وہ عورتیں جودنیا میں بوڑھی یا بدشکل تھیں ان کے متعلق فرمایا کہ:ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر

بنایا(یعنی)ہم نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں۔ (ترجمہ تھانوی)

مراد یہ ہے کہ جنت کی عورتوں کی تخلیق اس شان کی ہوگی کہ وہ ہر صحبت ومباشرت کے بعد پھر کنواری جیسی ہوجائیں گی۔ (معارف القرآن: ج8)

مدینے کا سب سے بڑا محتاج

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور اپنے ایک گناہ پر شرمندگی اظہار کرتے ہوئے بخشش کے طلب گار ہوئے۔آپ ﷺ نے فرمایا:''اس کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کردو۔''انہوں نے عرض کیا:''میرے پاس غلام آزاد کرنے کیلئے کچھ میسر نہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:''پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔''انہوں نے عرض کیا: مجھے دو وقت کی روٹی میسر نہیں، ساٹھ مسکینو ں کو کھانا کہاں سے کھلاؤں؟'' اتفاقاً اسی وقت حضور ﷺ کی خدمت میں کہیں سے کھجوروں کا تحفہ آیا۔آپ ﷺ نے انہیں فرمایا:''یہ کھجوریں لے جاؤ اور مسکینوں میں تقسیم کردو، کفارہ ادا ہوجائے گا۔'' وہ صحابی عرض گزار ہوئے:''اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، اس وقت سارے مدینے میں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔'' آپ ﷺ یہ سن کر مسکرادیئے اور فرمانے لگے:''تم ہی لے جاؤ اور اپنے گھر والوں میں بانٹ دو۔'' (ہنستے ہنساتے واقعات)

.....حاضر جوابی.....

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دن مدینہ کے بازار میں کھڑے تھے۔ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور کہا: یا امیر المؤمنین مجھے فلاں شخص نے دھوکا دیا ہے۔لہٰذا اس سے میرا حق دلایا جائے ۔آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا، جا بھاگ جا: چھوٹے قد کا آدمی کسی سے دھوکا نہیں کھا سکتا۔چونکہ تو بھی چھوٹے قد کا ہے اس لیے تو جھوٹ بولتا ہے۔وہ شخص کہنے لگا۔حضرت آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔میں مانتا ہوں، لیکن بات دراصل یہ ہے کہ جس شخص نے مجھے دھوکا دیا ہے وہ مجھ سے بھی چھوٹے قد کا ہے۔حضرت عمر رضی ا للہ عنہ ہنس پڑے اور اس کی دادرسی فرمادی۔ (ہنستے ہنساتے

واقعات:ص143)

.....بت کا فائدہ.....

ایک صحابی رضی اللہ عنہ دور دراز سفر کے بعد مدینہ منورہ واپس آئے تو وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:''یارسول اللہ ﷺ! سفر کے دوران ایک بت نے مجھ بہت فائدہ دیا۔'' یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی طرف حیرانگی سے دیکھا اور پوچھا:''وہ کس طرح؟ وہ بولے:''سفر پر روانہ ہونے سے پہلے میں نے ستوؤں کو گوندھ کر ایک بت بنایا، دوران سفر جب میری کھانے پینے کی اشیاء ختم ہوگئیں تو میں اس بت کو تھوڑا تھوڑا توڑ کر کھاتا رہا، اس طرح وہ بت دوران سفر میرے بہت کام آیا۔'' یہ سن کر آپ ﷺ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسکرا اٹھے۔ (ہنستے ہنساتے واقعات)

نابینا جنت میں نہ جائے گا

ایک دفعہ ایک نابینا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:''یارسول اللہ ﷺ! کیا میں جنت میں داخل کیا جاؤں گا؟'' آپ بھائی! کوئی نابینا جنت میں داخل نہیں جائے گا۔'' وہ یہ سن کر نہایت دکھی ہوئے۔'' حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمانے لگے:''بھائی! کوئی نابینا جنت میں داخل نہیں ہوگا، سب کی آنکھیں روشن ہونگی۔''ایک موقع پر آنحضرت ﷺ کو اپنی زلفیں ترشوانے کی ضرورت پڑی تو ایک صحابی نے اپنی خدمت پیش کی۔آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔وہ استرا لے کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھے تو حضور ﷺ انہیں فرمایا!''اللہ کے رسول نے اپنے کان کی نوک تک تمہیں اس حالت میں اختیار دے دیا ہے تمہارے ہاتھ میں استرا ہے۔'' حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بچپن میں بہت خوبصورت تھے۔ایک دفعہ وہ آنحضرت ﷺ کے سامنے بیٹھے تھے، آپ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:''عائشہ! اگر یہ لڑکی ہوتی تو میں اس کو خوب زیور پہناتا، بناتا سنوارتا پھر اس کے حسن وجمال کی شہرت ہوتی اور دور ونزدیک کے لوگ اس کے رشتے کے لیے پیغام بھیجتے۔'' (ہنستے ہنساتے واقعات)

.....دھوکا دھوکا.....

حضرت عبداللہ بن البسر المازنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میری والدہ نے مجھے انگور کا خوشہ دے کر بھیجا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں دے آؤ۔ میں نے اسے (بجائے آپ کو دینے کے) کھالیا۔ میری والدہ نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے تو نہیں ملا۔ اس کے بعد جب بھی مجھے آپ ﷺ دیکھتے تو (مزاحاً) فرماتے۔ دھوکا، دھوکا، دھوکا۔'' (یعنی اس واقعہ کی جانب اشارہ فرما کر مزہ لیتے)۔

(سبل الھدیٰ والسلام: **115/7**)

گلاب کا بھی باپ

حضرت ابوالورد اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو سرخ ہو رہا تھا یعنی جسم یا چہرے پر خون کی لالی تھی تو آپ ﷺ نے (مزاحاً) فرمایا: ''تم تو گلاب کے بھی باپ ہو۔''

(اخلاق النبی۔ سبل الھدیٰ: **115/7**)

فائدہ:.... یعنی زیادہ لال و سرخ مثل گلاب کے ہونے کی وجہ سے آپ نے مزاح کے طور پر گلاب کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے گلاب فرمایا۔ یہ راوی ابوالورد کے والد ہی کا واقعہ ہے۔ ان کا رنگ سرخ و سفید تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے انہیں ''ابولورد'' (گلاب کا باپ) فرمایا چنانچہ یہ اسی کفیت سے مشہور ہوئے۔

آنکھ میں سفیدی

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا ''میرے شوہر آپ کو بلا رہے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون، وہی جسکی آنکھ سفیدی ہے۔'' انہوں نے کہا ''اے اللہ کے رسول! قسم خدا کی اس کی آنکھ میں سفیدی نہیں ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں اس کی آنکھ میں سفیدی ہے۔'' انہوں نے کہا ''نہیں خدا کی قسم۔'' تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو۔'' (اتحاف: **7/500**، سبل الھدیٰ: **114/7**)

فائدہ.....سفیدی سے انہوں نے آنکھ میں بیماری والی سفیدی سمجھا۔ اسی وجہ سے قسم کھاتے ہوئے انکار کیا۔ دیکھئے! آپ نے مذاق کیسا سچ اور حق تھا۔

......تم کشتی ہو.....

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (سفر کے موقع پر) لوگوں کو سامان کا بہت بوجھ ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی چادر بچھاؤ اور آپ ﷺ نے سب سامان چادر میں ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اٹھاؤ، تم سفینہ (کشتی) ہو۔'' چنانچہ اس کے بعد حضرت سیفنہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہوا کہ اونٹ دو اونٹ کا بوجھ لا دلیتے۔ یہاں تک کہ سات اونٹ کا سامان لا دلیتے تو بھی بوجھ نہ ہوتا۔

(مسند احمد، مجمع: **366/9**)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ آپ کے خادم تھے۔ آپ ان کو مزاحاً سفینہ بمعنی کشتی فرمایا اور لوگوں کا بوجھ لاد دیا۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کی برکت سے کہ تم کشتی ہو، ایک کشتی کا بوجھ اپنے اوپر لا دلیتے۔ چنانچہ سات اونٹ کے برابر بوجھ لا دلیتے تو مشکل نہ ہوتی۔

چند متفرق ہنستے ہنساتے واقعات

منہ توڑ جواب

ایک انگریز نے خواجہ حسن نظامی سے کہا: ''سارے انگریزوں کا رنگ ایک سا ہوتا ہے، لیکن پتہ نہیں کیوں سارے ہندستانیوں کا رنگ ایک سا نہیں ہوتا۔'' ....خواجہ حسن نظامی نے جواب دیا: ''گھوڑوں کے رنگ مختلف ہوتے ہیں لیکن سارے گدھوں کا رنگ ایک سا ہوتا ہے۔'' (ہنستے ہنساتے واقعات)

تم لوگ بھی بڑے عجیب ہوا

ایک مرتبہ کسی گاؤں سے ملا نصر الدین کا گزر ہوا۔ انہوں نے وہاں کی مسجد میں کئی دن قیام کیا لیکن کسی نے ان کی خبر ہی نہ لی۔ آخر جمعہ کے دن ملا نصر الدین ایک دم کھڑے ہوئے اور وعظ کرنے لگے۔ لوگ توجہ سے سنتے رہے۔ اس وعظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آ گیا اور ملا نصر الدین نے دیر تک ان کے

فضائل بیان کرتے ہوئے کہا: ''اور جب یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت زیادہ ستایا تو خداوند تعالیٰ نے انہیں چوتھے آسمان پر اٹھا لیا۔'' کسی سادہ لوح دیہاتی نے سوا کیا: ''جناب! حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر کھاتے پیتے کیسے ہوں گے؟'' ملا نصرالدین نے جھنجلا کر کہا: ''تم لوگ بھی عجیب ہو کہ تمہیں چوتھے آسمان پر جانے والے کی تو اتنی فکر ہے اور میں تین دن سے تمہارے گاؤں میں بھوکا پڑا ہوں، تمہاری بے پروائی اور غفلت سے مرنے کے قریب ہوں اس کی تمہیں کچھ پروا نہیں، تم لوگ میری فکر کرو۔ اس کے بعد میں تمہیں بتاؤں گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر کہاں سے کھاتے پیتے ہوں گے۔ (ہنستے ہنساتے واقعات)

....گدھے کا غم....

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ملانصیرالدین کو دو بڑے صدمے اٹھانے پڑے۔ ایک صدمہ یہ تھا کہ ان کی بیوی کا انتقال ہوا اس پر آپ کو زیادہ رنج نہ ہوا، لیکن جب گدھے نے بھی آپ کا ساتھ چھوڑ دیا تو آپ کو بڑا غم سہنا پڑا۔ لوگوں نے جب ملانصیرالدین کا یہ حال دیکھا تو خیال کیا کہ جب ملا صاحب کی بیوی مریں تو ان کا چہرہ اتنا رنجیدہ نہ تھا جتنا غم گدھے کے مرنے پر ہوا۔ آخر لوگوں نے چاہا کہ کیوں نہ اس کی وجہ دریافت کی جائے چنانچہ وہ سب ملا کے گھر گئے، جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ملا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے انکو سلام کیا اور پھر پوچھا کہ ملا صاحب جب آپ کی بیوی کا انتقال ہوا تو آپ کا چہرہ اتنا زیادہ رنجیدہ نہ تھا جتنا کہ گدھے کے مرنے کے بعد ہوا۔ اس کے جواب میں ملا صاحب نے فرمایا: ''یارو! کیا بتاؤں جب میری گھر والی مری تو تمام لوگ جمع ہوئے۔ جن میں بڑی بوڑھیاں بھی شامل تھی۔ انہوں نے مجھے تسلی دی اور کہا ملا صاحب آپ زیادہ پریشان نہ ہوں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی دوسری شادی تھوڑے دن بعد ہو جائے گی لیکن جب میرا گدھا مجھ سے روٹھا تو کسی نے مجھ کو تسلی نہ دی اور نہ ہی یہ کہا کہ ملا صاحب گھبراؤ نہیں ہم تمہیں دوسرا نیا گدھا لا دیں گے۔ اس بات کا مجھے بہت افسوس ہے۔ (ہنستے ہنساتے واقعات)

ذہانت ہو تو ایسی

ایک عورت حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ حضرت! جب میں اپنے شوہر سے کہتی ہوں کہ آٹا ختم ہو گیا، دال ختم ہو گئی تو وہ ناراض ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی اتنا ناراض ہو جاتا ہے کہ مجھے خطرہ ہونے لگتا ہے کہ یہ طلاق دے بیٹھے گا۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب چیزیں انتہائی سستی تھیں، جب اس زمانہ میں عورتوں کی فرمائش پر مردوں کو غصہ آتا تھا تو آجکل پتہ نہیں کیا ہوتا ہوگا۔ اس لیے آجکل کی گرانی تو ایسی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قہر آ رہا ہے۔ بہرحال! اس عورت نے حضرت ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت! میری مشکل حل کیجئے! امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، تم ایسا کرو کہ جب کبھی تمہارا آٹا ختم ہو جایا کرے تو تم اپنے شوہر سے نہ کہنا! بلکہ تم یہ کرنا کہ خالی بوری لے جا کر صحن میں ڈال دینا۔ چنانچہ اس عورت نے یہی کیا، جب آٹا ختم ہو گیا تو بوری لے جا کر صحن میں ڈال دی۔ شوہر نے جب دیکھا کہ آٹے کی خالی بوری صحن میں پڑی ہوئی ہے تو وہ ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو امام ابوحنیفہ رحمتہ علیہ کے پاس گئی ہے اور انہوں نے ہی یہ تدبیر بتائی ہے۔ (ہنستے ہنساتے واقعات: ص332)

خوابی صحابی

ایک طالب علم نے دریافت کرتے ہوئے عرض کیا کہ: حضرت! جن لوگوں نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا وہ تو صحابہ ہیں لیکن اگر کسی نے بحالت ایمان خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی تو کیا وہ بھی صحابی ہے؟ حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا: جی ہاں! وہ خوابی صحابی ہے۔ (ہنستے ہنساتے واقعات: ص364)

مرد کون، عورت کون؟

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب سے لوگوں نے داڑھی منڈانا شروع کر دی۔ تو چھوٹے بچوں کو مشکل پیش آ گئی۔ اگر وہ چھوٹا بچہ رات کو باپ کے پاس سو جائے اور رات کو

آنکھ کھلے تو وہ ہاتھ پھیر کے دیکھتا ہے کہ اماں کے پاس ہوں یا ابا کے پاس ہوں۔اسے کچھ پتہ نہیں چلتا، وہ تو کہتا ہے کہ دونوں کی شکل ایک ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ ماں کے پاس ہے یا باپ کے پاس ہے؟

(ہنستے ہنساتے واقعات

باب(10).....چند متفرق واقعات

ایک عجیب واقعہ ہار بھی ملا اور ہار والی بھی ملی

مکہ مکرمہ میں ایک عبادت گزار حاجی صاحب رہتے تھے وہ کہیں جارہے تھے راستہ میں ایک ریشمی ملی، جس میں ایک قیمتی ہار تھا بڑا قیمتی ہار ہے۔ ہیرے جواہرات اس میں جڑے ہوئے ہیں یہ تو بہت قیمتی ہے اسے چھپالینا چاہئے اللہ کا ڈر غالب آیا، اللہ کا خوف غالب آیا کہ بھائی اللہ دیکھ رہا ہے اگر اسے چھپالیا تو اللہ تو کہیں بھی پکڑ سکتا ہے اور جہنم میں ڈال سکتا ہے تو میں کیا کروں گا۔اس کو چھپانے کے بجائے طے کرلیا کہ مالک ملے گا تو میں مالک کے حوالے کردوں گا۔اتفاق سے مالک بھی مل گیا کوئی تلاش کرتا پھر رہا ہے بھائی میرا ہار گم ہوگیا ہے۔انہوں نے کہا بھائی میرے پاس بھی ایک تھیلی ہے تم دیکھو تمہاری تو نہیں، اس دیکھا اور دیکھ کر پہچان لیا کہ ہاں یہی میری تھیلی ہے اور یہ میرا ہار ہے وہ بڑا خوش ہوا تاجر نے اس کو پانچ سو اشرفیاں نکال کر انعام میں دیے، اس نے کہا، مجھ کو انعام نہیں چاہیے میں تو یہ جو کچھ کیا اللہ کو خوش کرنے کیلئے کیا، اللہ کی رضا کے لیے کیا تیرے انعام کے لیے نہیں کیا، اس بہت اصرار کیا اور کہا میں نے نیت کی تھی کہ اگر ہار مل جائے گا تو میں اس کے پانے والے کو اور لانے والے کو پانچ سو اشرفیاں دوں گا، اس لیے میں تم کو دے رہا ہوں کہا کہ نہیں مجھ کو پانچ سو اشرفیاں نہیں چاہئے بہر حال وہاں سے وہ چلا گیا اور اپنی بستی میں جا کر کہتا تھا کہ ایسا نیک آدمی نوجوان مجھ کو ملا، ایسا لڑکا اگر مجھ کو اپنے ہاں مل جاتا تو میں اپنی بیٹی کی شادی کر دیتا اور وہ اپنے یہاں کا بہت بڑا تاجر تھا۔

اب اللہ کی قدرت دیکھو، یہ نوجوان مکہ مکرمہ کا رہنے والا تھا اس کو سفر پیش آیا، سمندری سفر۔سفر میں چلے اچانک طوفان آیا، اور کشتی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ایک تختہ کے اوپر یہ لیٹے ہوئے ہیں اور تختہ بہتا ہوا چل

رہا ہے تمام ساتھی ادھر اُدھر ہوگئے معلوم نہیں کہ کون ہلاک ہوا اور کون ڈوبا، کون بچا، بہتے ہوئے تختہ پر جارہے ہیں، چلتے چلتے ایک کنارہ پر یہ تختہ رُکا وہاں ایک بستی آباد تھی بستی کے لوگ اتفاق سے آئے ہوئے تھے جب دیکھا کہ کوئی بیچارہ مسافر تختہ کے اوپر بہہ رہا ہے تو انہوں نے اس کو نکال لیا اور اپنی بستی میں گئے اور حالات معلوم کیے کہ یہ تو بڑے عالم ہیں اور بڑی مہارت بھی ان کو یاد ہے حافظ بھی ہیں اور عالم اور بہت نیک صالح شخص ہیں ان کو اپنے یہاں امام بنالیا جائے اور اپنے بچوں کو پڑھانے پر مقرر کرلیا اور ان کی تنخواہ مقرر کردی اور سب نے ان کو اپنا شیخ بھی بنایا اور اپنے سب کام ان کے مشورہ سے کرنے لگے ۔لوگوں نے سوچا کہ اتنا نیک آدمی مل گیا ہے اتنا بڑا عالم یہ کسی طرح یہاں سے چلا نہ جائے، اس لیے ایسی شکل کرنی چاہئے کہ یہ ہماری بستی رہے ایسے نیک آدمی کا بستی سے چلا جانا ٹھیک نہیں، اس کی کیا شکل ہو اس کی شکل یہ ہے کہ ان کی یہاں شادی کردو، شادی کیلئے سوچا فلاں لڑکی مناسب ہے ایک بڑے تاجر کا انتقال ہوا ان کی بیٹی بہت خوبصورت بہت حسین اور جوان ہے، اسے رشتے کی ضرورت ہے ان سے کہا کہ بھائی فلان رشتہ طے کردیا جائے، لڑکی سے پوچھا لڑکی بھی تیار ہوگئی اس کے گھر والوں سے معلوم کیا وہ بھی تیار ہوگئے جب دونوں کی شادی کی گئی اور یہ رات کو وہاں پہنچا اور بیوی سے ملاقات ہوئی تو دیکھا اس کے گلے پر وہی ہار پڑا ہوا ہے جو ہار ان کو مکہ مکرمہ میں ملا تھا اور انہوں اس تاجر کو واپس کر دیا تھا اور انعام لینے سے بھی انکار کردیا تھا وہ تاجر کہتا تھا کہ اگر یہ مجھے میرے یہاں مل جاتا تو میں اس کی شادی اپنی بیٹی سے کردیتا، اللہ تعالیٰ نے اس کی نیکی کی برکت سے اس کی تقویٰ اور پرہیزگاری کی برکت سے اتنا نوازا اتنا نوازا کہ تم نے ہمارے ڈر کی وجہ سے ہار واپس کیا اور ہار والی بھی عطا کی، پھر یہ مکان اور کوٹھی بھی اور تجارت بھی اور جائیداد بھی اس تاجر کی وہ تمام کی تمام ملکیت اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کردی۔

یہ اللہ کا ڈر اور اللہ کا خوف جس دل میں اللہ کا ڈر ہوتا ہے اور اللہ کا خوف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں بھی اس طرح نوازتا ہے اور بھائی یہ تو دنیا میں ہے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ نوازیں گئے۔تو بھائی ہم یہاں دنیا میں رہتے ہوئے اصل یہ ہے کہ ہم اللہ کا ڈر اور خوف حاصل کریں اس کی اطاعت وفرمانبرداری کریں اور نافرمانیوں سے پرہیز کریں اور اسی کے اوپر اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے۔

(رسالہ جامعہ نعمانیہ نمک منڈی پشاور، بنام فصیح البیان، بمطابق ستمبر، اکتوبر، نومبر 2019ء:ص5:از باب تقویٰ کی اہمیت مولانا عرفان اللہ صاحب ناظم تعلیمات جامعہ ھذا)

چند آدمیوں کا کھانا اور......تین صحابہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح فرمایا تو (میری والدہ ماجدہ) اُمّ سلیم نے مجھ سے فرمایا کہ کاش ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کرتے میں نے عرض کی ایسا ہی کیجئے پس انہوں نے کھجوریں، گھی اور پنیر ہانڈی میں ڈال کر حلوہ تیار کیا اور پھر میرے ہاتھوں آپ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا میں اُسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا: اسے رکھ دو اور حکم دیا کہ فلاں فلاں آدمیوں کو بلالاؤ اور اس کے علاوہ اور جتنے ملیں انہیں بھی۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے وہی کیا جو آپ ﷺ نے حکم فرمایا تھا۔ جب میں لوٹ کر واپس آیا تو دیکھا کہ کاشانہ اقدس حاضرین سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا وہ کتنے آدمی تھے فرمایا تقریباً تین سو۔ پس میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دستِ اقدس حلوہ پر رکھا اور جو اللہ سے چاہا وہ پڑھا پھر آپ نے اس کھانے کے لئے دس آدمیوں کو بلایا اور اُن سے فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے وہ فرماتے ہیں کہ جب (دس دس کر کے) سب کھا چکے۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے انس! اس برتن کو اُٹھا دو حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں فیصلہ نہیں کرسکا کہ جس وقت میں نے برتن رکھا اُس وقت اس میں کھانا زیادہ تھا یا جب میں نے وہ برتن اُٹھایا اُس وقت کھانا زیادہ تھا۔ (ہر واقعہ بے مثال: ص128 بحوالہ صحیح مسلم، کتاب النکاح،)

تم کس طرح فیصلہ کروگے؟

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کا قاضی بنا کر بھیجا کہ تم کس طرح فیصلہ کروگے؟ انہوں نے کہا میں کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں تصریح نہ ہو تو؟ تو انہوں نے کہا پھر میں رسول اللہ ﷺ کی سنت سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اگر رسول اللہ کی سنت میں بھی تصریح نہ ہو تو؟ انہوں نے کہا پھر میں سے اجتہاد

اور قیاس کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا (تھپکی دی) اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللهِ لِمَا رَسُوْلِ اللهِ لِمَا يُرْضِي رَسُوْلَ اللهِ ﷺ

اللہ کا شکر ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے نمائندے کو اس بات کی توفیق دی جس کی خود رسول اللہ ﷺ کو دی جس سے خود رسول اللہ راضی ہوئے۔ (ہر واقعہ بے مثال: ص3592 بحوالہ ابوداؤد ترمذی :1327، دارمی، 168، احمد: 21502.21556/6، مشکوٰۃ: 3737 ،علامہ خطابی نے کہا اس حدیث میں قیاس کا ثبوت ہے۔)

آپ ﷺ نے ایک مزدور صحابی کے ہاتھ چوم لیے

ہمارے پیارے آقا ﷺ، اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب، نبیوں کے امام، مدینہ کے تاجدار، سیدِ دوعالم محمد ﷺ ہاتھ کی محنت سے رزقِ حلال کمانے والے کو بہت پسند فرماتے تھے۔ اور ہر طرح سے ایسے لوگوں کی دل جوئی فرماتے، اور بڑی چاہت سے انہوں دعائیں بھی عطا فرماتے۔ ایک روز آپ ﷺ کے ایک صحابی آپ کے پاس آئے، جن کا نام سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھا۔ وہ آپ سے بڑے ادب واحترام سے ملے اور......سلام کرنے کے بعد مصافہ کیا جب وہ رسالت مآب ﷺ سے مصافہ کررہے تھے تو آپ ﷺ نے ان کے ہاتھوں میں سختی محسوس کی اور ان کے دونوں ہاتھ اپنے سامنے کھول کر پوچھا کہ: تمہارے ہاتھ اس قدر سخت کیوں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: حضور! میں اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالنے کے لیے اپنے باغ میں محنت ومشقت کرتا ہوں، کدال اور کسّی وغیرہ بھی چلاتا ہوں، اس محنت شاقہ کے باعث میرے ہاتھ سخت ہوگئے ہیں۔

فَقَبَّلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَدَهٗ وَقَالَ كَفَّانِ يُحِبُّهُمَا اللهُ تَعَالٰى

آپ ﷺ نے ان کے دونوں ہاتھ چوم لیے اور فرمایا: یہ ہتھیلیاں اللہ جل شانہٗ کو بہت پسند ہیں۔

(1)......یہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بیٹے سعد نہیں بلکہ یہ ایک اور صحابی تھے ہاں البتہ نام کی مشابہت ہے۔) کوئی بھی جائز پیشہ اپنانا اسلام میں برا نہیں ہے جائز اور حلال رزق کے حصول کے لیے

انبیاءکرام علیہ السلام بھی مصروفِ عمل رہے۔ چندانبیاء کے ذریعۂ معاش کا تذکرہ سطور ذیل میں ملاحظہ فرمایئے!.........

انبیاء علیہم السلام اوران کے کسبِ حلال

- حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے۔
- حضرت ادریس علیہ السلام نے کتابت اور درزی کا کام کیا کرتے تھے۔
- حضرت نوح علیہ السلام نے لکڑی تراش کر کشتی بنائی جو کہ بڑھئی کا پیشہ ہے۔
- حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام بھی تجارت کرتے تھے۔
- حضرت ذوالقرنین علیہ السلام (زنبیل) ڈولیا بناتے تھے۔
- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھیتی اور تعمیر کا کام کیا ہے۔
- حضرت اسماعیل علیہ السلام تیر بناتے اور شکار کرتے تھے۔
- حضرت اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام بکریاں چراتے تھے۔
- حضرت یوسف علیہ السلام نے غلہ کی تجارت کی ہے۔
- موسیٰ علیہ السلام نے کئی سال تک بکریاں چرائی ہیں۔
- حضرت ہارون علیہ السلام بھی تجارت کرتے تھے۔
- حضرت یسع علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے۔
- حضرت داؤد علیہ السلام زِرہ بناتے تھے۔
- حضرت سلیمان علیہ السلام زنبیل بناتے تھے۔

- حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔
- اور خاتم انبیاء حضرت محمد ﷺ نے بکریاں بھی چرائیں اور تجارت بھی فرمائی۔ (2)

(1) (رواہ الطبرانی) (2)(اسلام کا قانون تجارت، قرآن وحدیث اورفقہ کی روشنی میں، ص:38) (ہرواقعہ بے مثال:ص146)

(ایک کافر بادشاہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مباحثہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیدائشی وطن شہر بابل کے آس پاس تھا ان کے زمانہ کا بادشاہ نمرود تھا جو اس علاقہ پر حکمران تھا۔ دنیا میں کفروشرک پھیلا ہوتھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ بھی بت پرست تھا جس کا تذکرہ سورۃ الانعام (ع ۸) اور سورۃ مریم (ع ۳) میں فرمایا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب توحید کی دعوت دی اور پوری قوم کو بتایا کہ تم گمراہی پر ہوتو سب کو برالگا، نمرود بھی کافر تھا نہ صرف کافر تھا بلکہ داعی کفر تھا اور اپنے آپ کو معبود بتاتا تھا، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی دعوت دی تو وہ کٹ حجتی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ میرے خیال میں تو میرے سوااور کوئی معبود نہیں ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ملک اور مال دیا تھا اسی لیے اس کے گھمنڈ میں ایسی بات کہی، اور حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام سے دلیل مانگی کہ آپ جس رب کی توحید کی دعوت دیتے ہیں اس کے وجود پر کیا دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ارشادفرمایا ﴿رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ﴾ کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ فرماتا ہے۔ اور موت دیتا ہے۔ درحقیقت یہ بہت بڑی دلیل تھی۔ اُس نے جواب یوں کہہ دیا کہ ﴿أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ﴾ کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں اپنی بات کی دلیل کیلئے اس نے یہ کیا کہ دوآدمیوں کو بلایا جن کے قتل کا حکم ہو چکا تھا ان میں سے ایک کو قتل کروادیا، اور ایک کو چھوڑ دیا، اس کی جہالت کا جواب تو یہ تھا کہ تو یہ بتا کہ جیسے تونے قتل کیا ہے اس میں جان کس نے ڈالی تھی اور جسے تونے چھوڑ دیا یہ موت کے بعد زندہ کرنا ہوایا زندہ کو چھوڑ دینا ہوا لیکن سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس کے عناد اور سفاہت وجہالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے خالق کائنات جل مجدہ کے وجود پر اور کائنات میں اس کے

تصرفات پر دوسری دلیل دیدی اور فرمایا:

﴿فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ﴾ تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا سو بلاشبہ اللہ لاتا ہے سورج کو مشرق سے تو اس کو لے آ قبلہ مغرب سے، پس حیرانی میں پڑ گیا وہ شخص جو کفر اختیار کیے ہوئے تھا اور اللہ تعالیٰ قوم ظالمین کو ہدایت نہیں دیتا۔ تو اس جواب سے نمرود مبہوت اور گونگا بن گیا، آگے ایک کلمہ بھی نہ بول سکا۔ (تفسیر انوار البیان۔ جلد اول: ص365)

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ کا واقعہ

صحیح مسلم (صفحہ 415، ج2) میں ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں ان میں سے ایک بادشاہ تھا اس کا ایک جادوگر تھا، وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ میری عمر تو زیادہ ہو گئی میرے پاس کوئی لڑکا بھیج دے اسے میں جادو سکھا دوں، بادشاہ نے اس کے پاس جادو سکھینے کے لیے ایک لڑکا بھیج دیا، یہ لڑکا جادو سیکھنے جاتا تو راستہ میں ایک راہب کے پاس سے گزرتا تھا، ایک مرتبہ اس کے پاس بیٹھ گیا اس کی باتیں سنیں تو اسے پسند آئیں، اب اس کے بعد بھی جب جادوگر کی طرف جاتا تو راہب پر گزرتا اور اس کے پاس بیٹھ جاتا پھر جب جادوگر کے پاس جاتا تو وہ اس کی پٹائی کرتا تھا کہ دیر سے کیوں آیا اس نے اپنی یہ مُصیبت راہب کو بتائی، راہب نے کہا کہ تو ایسا کر کہ جب جادوگر کی طرف سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو یوں کہہ دیا کر کہ مجھے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب گھر والوں کی طرف سے پوچھ تاچھ کا اندیشہ ہو تو یہ کہہ دیا کر کہ جادوگر نے روک لیا تھا، اسی طرح سلسلہ چلتا رہا ایک دن یہ واقعہ پیش آیا کہ راستے میں جاتے ہوئے ایک بڑا جانور سامنے آ گیا جو لوگوں کا راستے روکے ہوئے ہے اس لڑکے نے کہا کہ آج پتہ چل جائے گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب، یہ سوچ کر اس نے ایک پتھر لیا اور یہ دعا کر کے اس جانور کو مار دیا کہ: **اللھم ان کان امر الراھب احب الیك من امر الساحر فاقتل ھذا الدابة حتیٰ یمضی النّاس:**

(اے اللہ راہب کا طریق کار آپ کے نزدیک جادوگر کے طریق کار کے مقابلہ میں محبوب ہے تو اس

جانور کو قتل کر دیجئے تا کہ لوگ گزر جائیں)۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس پتھر سے وہ جانور قتل ہو گیا اور جن لوگوں کا راستہ روکے ہوئے تھا وہ وہاں سے گزر گئے، اس کے بعد یہ ہوا کہ یہ لڑکا راہب کے پاس پہنچا اور اسے صورت حال کی خبر دی، راہب نے کہا اے پیارے بیٹے، اب تو مجھ سے افضل ہو گیا تو اس درجہ پر پہنچ گیا جو میں دیکھ رہا ہوں تو اگلی بات سن لے اور یہ کہ اب تیرا امتحان لیا جائے گا (اور تو مُصیبت میں مبتلا ہوگا) ایسی صورت پیش آئے تو میرے بارے میں کسی کو نہ بتانا۔ اب اس لڑکے کو اللہ تعالیٰ نے (مزید یوں نوازا) کہ وہ مادرزاد اندھے کو اور برص والوں کو اچھا کرتا تھا، (یعنی ان کے حق میں دُعا کر دیتا تھا اور ان کو شِفا ہو جاتی تھی) اس کا یہ حال بادشاہ کے پاس بیٹھنے والے ایک شخص نے سن لیا جو نابینا ہو چکا تھا۔ یہ شخص لڑکے کے پاس بہت سے ہدایا لایا اور اس سے کہا کہ اگر تو مجھ کو شِفا دے دے تو یہ سب تیرے لیے ہیں لڑکے نے کہا کہ میں تو کسی کو شِفا نہیں دیتا شفا تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اگر تو اللہ پر ایمان لائے تو میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کر دوں گا وہ تجھے شِفا دے دے گا۔ وہ شخص اللہ پر ایمان لے آیا، اللہ نے اسے شفا دے دی، اب وہ بادشاہ کے پاس پہنچا اور حسب دستور بادشاہ نے کہا کہ میرے علاوہ تیرا کوئی رب ہے ہے، اس شخص نے کہا کہ میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے اس پر اس شخص کو پکڑ لیا اور اسے برابر تکلیف پہنچاتا رہا یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا نام بتا دیا۔ اب لڑکے کو لایا گیا اسے بادشاہ نے کہا کہ اے بیٹا تیرا جادو اس درجہ کو پہنچ گیا کہ تو مادرزاد اندھے کو اور برص والے کو اچھا کرتا ہے اور ایسے کام کرتا ہے، لڑکے نے کہا کہ میں تو کسی کو شفاء نہیں دیتا شفاء صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے، اس پر بادشاہ نے اسے پکڑ لیا اور اسے برابر تکلیف دیتا رہا، حتیٰکہ اس نے یہ بتا دیا کہ فلاں راہب سے میرا تعلق ہے (اور اس کے پاس آنے جانے کی وجہ سے مجھے یہ بات حاصل ہوئی ہے) اس کے بعد راہب کو لایا گیا اور اس سے کہا گیا کہ تو اپنے دین کو چھوڑ دے اس نے انکار کر دیا، لٰہذا ایک آرہ منگایا گیا جو اس کے سر کے درمیان میں رکھ دیا گیا اور اسے درمیان سے چیر کر دو ٹکڑے کر دگیا، دونوں ٹکڑے زمین پر گر گئے، اس کے بعد بادشاہ کے اسی ہمنشیں کو لایا گیا (جو اس لڑکے کی دعوت دینے سے ایمان قبول کر چکا تھا اور لڑکے کی دعا سے اس کی بینائی واپس آ گئی تھی) اس سے

کہا گیا کہ تو ایمان سے پھر جا اس نے بھی انکار کر دیا لٰہذا اس کے سر کے درمیان میں رکھ دیا گیا اور اسے درمیان سے چیر کر دو ٹکڑے کر دگیا، دونوں ٹکڑے زمین پر گر گئے، اس کے بعد اس لڑکے کو لایا گیا اس سے کہا گیا کہ تو اپنے دین کو چھوڑ دے (یعنی ایمان سے پھر جا جو راہب کی صُحبت میں آنے جانے سے حاصل ہوا تھا) لڑکے نے بھی ایمان سے پھرنے سے انکار کر دیا، لٰہذا اسے بادشاہ نے اپنے چند آدمیوں کے حوالہ کیا اور ان سے کہا کہ اسے فلاں فلاں پہاڑ پر لے جاؤ، اسے پہاڑ پر لیکر چڑھو جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ جاؤ تو اس سے کہو کہ اپنے دین سے پھر جا، اگر یہ بات مان لے تو چھوڑ دینا ورنہ اسے وہیں سے نیچے پھینک دینا، وہ لوگ اس لڑکے کو پہاڑ پر لے کر چڑھے لڑکے نے دُعا کی: **اللھم اکفنیھم بما شئت:** (اے اللہ! تو جس طرح چاہے ان لوگوں (کے شر) سے میرے لیے کافی ہو جا) اس کا دُعا کرنا تھا کہ پہاڑ میں زلزلہ آ گیا اور جو لوگ اسے لے کر گئے تھے وہ سب ہلاک ہو گئے اور لڑکا بچ گیا اور بادشاہ کے پاس چل کر آ گیا، بادشاہ نے پوچھا کہ ان لوگوں کا کیا ہوا جو تجھے لے کر گئے تھے، لڑکے نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے شر سے محفوظ فرمالیا۔ اس کے بعد چند دیگر افراد کے حوالہ کیا اور کہا اس لڑکے کو لے جاؤ اور ایک کشتی میں سوار کرو اور کشتی کو سمندر کے بیچ میں لے جاؤ اگر یہ اپنا دین چھوڑ دے تو کوئی بات نہیں ورنہ اسے سمندر میں پھینک دینا وہ لوگ اسے لے گئے اور کشتی میں بٹھا کر سمندر کے درمیان پہنچ گئے اس لڑکے نے وہی دعا کی: **اللھم اکفنیھم بما شئت:** دعا کرنا تھا کہ کشتی الٹ گئی اور وہ لوگ غرق ہو گئے لڑکا بچ گیا اور بادشاہ کے پاس پہنچ گیا، بادشاہ نے کہا کہ ان لوگوں کا کیا ہوا جو تجھے لے گئے تھے، لڑکے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میرے لیے کافی ہو گیا اس نے مجھے ان شر سے بچالیا۔ اس کے بعد لڑکے نے کہا کہ تو مجھے (اپنی تدبیر سے) قتل نہیں کر سکتا ہاں قتل کا ایک راستہ ہے وہ میں تجھے بتاتا ہوں، بادشاہ نے کہا وہ طریقہ کیا ہے؟ لڑکے نے کہا وہ یہ طریقہ ہے کہ تو لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر اور مجھے درخت کے تنے پر لٹکا دے اور میرے اس ترکش سے ایک تیر لے اور پھر اسے کمان میں رکھ کر **بسم اللہ رب الغلام** کہتے ہوئے میرے طرف پھینک دے (لڑکے نے یہ سمجھ کر کہ مجھے مرنا تو ہے ہی اپنی موت کو دعوت ایمان کا ذریعہ کیوں نہ بنادوں لٰہذا اس نے یہ تدبیر بتائی کہ لوگوں

کے سامنے میرا قتل ہو اور اللہ کے نام لے کر قتل کیا جاؤں، بادشاہ بدھو تھا اس تدبیر کو سمجھ نہ سکا) چنانچہ اس نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور لڑکے کو درخت کے تنے سے لٹکا دیا اور اسکے ترکش سے ایک تیر لیا اور کمان میں تیر رکھ کر **بسم اللہ رب الغلام** کہہ کر لڑکے کو تیر امادیا، تیر اس کی کنپٹی پر لگا، لڑکے نے تیر کی جگہ ہاتھ رکھا اور مر گیا، لوگوں نے جو یہ ماجرا دیکھا تو **امنا برب الغلام** کی رٹ لگانے لگے (یعنی ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے)۔ اب بادشاہ کے پاس اس کے ادمی آئے اور انہوں نے کہا کہ تجھے جس بات کا خطرہ تھا (کہ اس لڑکے کی وجہ سے حکومت نہ چلی جائے) وہ تو حقیقت بن کر سامنے آ گیا۔

اس پر بادشاہ نے حکم دیا کہ گلی کوچوں کے ابتدائی راستوں میں خندقیں کھودی جائیں، چنانچہ خندقیں کھودی گئیں اور ان میں خوب آگ جالائی گئی، بادشاہ نے اپنے کارندوں (فوج) سے کہا کہ جو شخص اپنے دین ایمان سے نہ لوٹے اسے آگ میں ڈال دو، چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا، اہل ایمان لائے جاتے رہے، ان سے کہا جاتا تھا کہ ایمان سے پھر جاؤ وہ انکار کر دیتے تو انہیں زبردستی جلتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جاتا تھا، یہاں تک کہ ایک عورت آئی اس کے ساتھ بچہ تھا وہ آگ دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگی اس کے بچے نے کہا کہ اے امی آپ صبر کیجئے کیونکہ آپ برحق پر ہیں۔ (تفسیر انوار البیان۔ جلد **5** ص **555** بحوالہ صحیح مسلم (صفحہ **415**، ج**2**)

اَصْحَابِ الْفِیْلِ کا واقعہ

واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ یمن پر اقتدار حاصل ہونے کے بعد ابرہنہ نے ارادہ کیا کہ یمن میں ایک ایسا کنیسہ بنائے جس کی نظیر دنیا میں نہ ہو اس کا مقصد یہ تھا کہ یمن کے عرب لوگ جو حج کرنے کے لیے مکہ مکرمہ جاتے تھے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں یہ لوگ کنیسہ کی عظمت و شوکت سے مرعوب ہو کر کعبہ کی بجائے اس کی طرف آنے لگیں۔ چنانچہ اس نے اتنا اونچا کنیسہ تعمیر کیا کی اس بلندی پر پیچھے کھڑا ہوا آدمی نظر نہیں ڈال سکتا تھا اور اس کو سونے چاندی اور جواہرت سے مرصع کیا اور پوری مُملکت میں اعلان کرا دیا کہ اب یمن سے کوئی شخص مکہ والے کعبہ کے حج کے لیے نہ جائے اس کنیسہ میں عبادت

کرے۔عرب میں اگر چہ بت پرستی غالب تھی مگر کعبہ کی عظمت ومحبت ان کے دلوں میں پیوست تھی اس لیے عدنان اور قحطان اور قریش کے قبائل میں غم کی لہر دوڑ گئی یہاں تک کہ مالک بن کنانہ کے ایک شخص نے رات کے وقت ابرہنہ والے کنیسہ میں داخل ہوکراس کو گندگی سے آلودہ کر دیا۔ابرہنہ کو جب اسکی اطلاع ہوئے کہ کسی قریشی نے ایسا کیا ہے تو اس نے قسم کھائے کہ میں کعبہ کو نہیں چھوڑونگا ابرہہ نے اس کی تیاری شروع کر دی اور اپنے بادشاہ نجاشی سے اجازت مانگی اس نے اپنا خاص ہاتھی جس کا نام محمود تھا بھیج دیا کہ وہ اس پر سوار ہوکر کعبہ پر حملہ کرے۔ان کا پروگرام تھا کہ بیت اللہ کے ڈھانے میں ہاتھیوں سے کام لیا جائے اور تجویز یہ کیا کہ بیت اللہ کے ستونوں میں لوہے کی مضبوط اور لمبی زنجیریں باندھ کران زنجیروں کو ہاتھیوں کے گلے میں باندھیں اور ان کو ہنکا دیں تا کہ سارا بیت اللہ (معاذ اللہ) زمین پر آ گرے۔عرب میں جب اس حملہ کی خبر پھیلی تو سارا عرب مقابلہ کے لیے تیار ہوگیا۔یمن کے عربوں میں ایک شخص ذونفر نامی تھا اس نے عربوں کی قیادت اختیار کی اور عرب لوگ اس کے گرد جمع ہوکر مقابلہ کے لیے تیار ہوگئے اور ابرہہ کے خلاف جنگ کی مگر اللہ تعالی کو تو یہ منظور تھا کہ ابرہہ کی شکست انسانوں کہ ذریعہ نہ ہوں لہذا عرب سے مقابلہ ہوا اور عرب اس کہ مقابلہ میں کامیاب نہ ہوئے۔ابرہہ نے ان کو شکست دے دی اور ذونفر کو قید کرلیا۔اس کے بعد جب وہ قبیلہ خثعم کے مقام پر پہنچا تو اس قبیلہ کے سردار نفیل بن حبیب نے پورے قبیلہ کے ساتھ ابرہہ کا مقابلہ کیا مگر ابرہہ کے لشکر نے ان کو بھی شکست دے دی اور نفیل بن حبیب کو بھی قید کرلیا ارادہ رتو اس کے قتل کا تھا لیکن یہ خیال کر کے کہ اس سے راستوں کا پتہ معلوم کریں گے اسکو زندہ چھوڑ دیا اور ساتھ لے لیا۔اس کے بعد جب یہ لشکر طائف کہ قریب پہنچا تو چونکہ طائف کہ باشندے قبیلہ ثقیف پچھلے قبائل کی جنگ اور ابرہہ کی فتح کے واقعات سن چکے تھے اس لیے انہوں نے فیصلہ کیا ہم اس سے مقابلہ نہ کریں گے کہیں ایسا نہ ہو کہ طائف میں جو ہم نے ایک بت خانہ لات کے نام سے بنا رکھا ہے یہ اس کو چھیڑ دے انہوں نیا ابرہہ سے مل کر یہ بھی طے کرلیا کہ ہم تمہاری امداد اور رہنمائی کے لیے اپنا ایک سردار ابورغال تمہارے ساتھ بھیج دیتے ہیں،ابرہہ اس پر راضی ہوگیا۔ابورغال کو ساتھ لے مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام مغمس پر پہنچ کر اپنے جہاں قریش مکہ کے اونٹ

چر رہے تھے،ابرہہ کے لشکر نے سب سے پہلے حملہ کر کے اونٹ گرفتار کر لیے جن میں دوسو اونٹ رسول اللہ ﷺ کے دادا جان عبدالمطلب رئیس قریش کے بھی تھے۔ابرہہ نے یہاں پہنچ کر اپنے ایک سفیر حناطہ حمیری کو شہر مکہ میں بھیجا کہ وہ قریش کے سرداروں کے پاس جا کر اطلاع کردے کہ ہم تم سے جنگ کے لیے نہیں آئے ہمارا مقصد کعبہ کو ڈھانا ہے اگر تم نے اس میں رکاوٹ نہ ڈالی تو تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔حناطہ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو سب نے عبدالمطلب کا پتہ دیا کہ وہ قریش کے سب سے بڑے سردار ہیں۔حناطہ نے عبدالمطلب سے گفتگو کی اور ابرہہ کا پیغام پہنچا دیا۔عبدالمطلب نے جواب دیا کہ ہم بھی ابرہہ سے جنگ کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے،نہ ہمارے پاس اتنی طاقت ہے کہ اس کا مقابلہ کر سکیں۔البتہ میں یہ بتائے دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا گھر ہے اس کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔اللہ سے جنگ کا ارادہ ہے تو جو چاہے کرلے،پھر دیکھئے کہ اللہ کا کیا معاملہ ہوتا ہے۔حناطہ نے عبدالمطلب سے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو ابرہہ سے ملاتا ہوں۔ابرہہ نے جب عبدالمطلب کو دیکھا کہ بڑے وجیہہ آدمی ہیں تو ان کو دیکھ کر اپنے تخت سے نیچے اتر کر بیٹھ گیا اور عبدالمطلب کو اپنے برابر بٹھایا اور اپنے ترجمان سے کہا کہ عبدالمطلب سے پوچھے کہ وہ کس عرض سے آئے ہیں،عبدالمطلب نے کہا کہ میری ضرورت تو اتنی ہے کہ میرے اونٹ جو آپ کے لشکر نے گرفتار کر لیے ہیں ان کو چھوڑ دیں۔ابرہہ نے ترجمان کے ذریعہ عبدالمطلب سے کہا کہ جب میں نے آپ کو اول دیکھا تو میرے دل میں آپ کی بڑی وقعت وعزت ہوئی مگر آپ کی گفتگو نے اس کو بالکل ختم کر دیا کہ آپ مجھ سے صرف اپنے دوسو اونٹوں کی بات کر رہے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ میں آپ کے کعبہ کو ڈھانے کے لیے آیا ہوں اس کے متعلق آپ نے کوئی گفتگو نہیں کی۔عبدالمطلب نے جواب دیا کہ اونٹوں کا مالک تو میں ہوں مجھے انکی فکر ہوئی اور بیت اللہ کا میں مالک نہیں ہوں اس کا جو مالک ہے وہ اپنے گھر کی حفاظت کرنا جانتا ہے۔ابرہہ نے کہا کہ تمہارا خدا اس کو میرے ہاتھ سے نہ بچا سکے گا۔عبدالمطلب نے کہا پھر تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو۔عبدالمطلب کے اونٹ ابرہہ نے واپس کرتے وہ اپنے اونٹ لے کر واپس آئے تو بیت اللہ کے دروازہ کا حلقہ پکڑ کر دعا میں مشغول ہوئے۔آپ کے

ساتھ قریش کی کی ایک بڑی جماعت بھی تھی۔سب نے اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کہیں کہ ابرہہ کے عظیم لشکر کا مقابلہ ہمارے بس میں نہیں (افغانستان طالبان کا چھوٹا سا لشکر دوسرے طرف طرف عظیم لشکر جو سوپر طاقت امریکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے تباہ ہوگئے ،ایک مرتبہ پھر سفید جھنڈا کلمہ لا الہ الا اللہ افغانستان میں بلند ہوئے ،اسلامی حکومت شہداء اور فیدائیوں کے خون کی برکت سے اللہ نے اسلامی نظام قائم کیا یہ اللہ کی نصرت نہیں تو اور کیا ہے) بہرحال آپ ہی اپنے بیت کی حفاظت کا انتظام فرمائیں،الحاح وزاری کے ساتھ دعا کرنے کے بعد عبدالمطلب مکہ مکرمہ کے دوسرے لوگوں کو ساتھ لے کر مختلف پہاڑوں پر چلے گئے کیونکہ ان کو یہ یقین تھا کہ اس کے لشکر پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا۔اسی یقین کی بنا پر انہوں نے ابرہہ سے خود اپنے اونٹوں کا تو مطالعہ کیا بیت اللہ کے متعلق گفتگو کرنا اس لیے پسند نہ کیا کہ خود اس کے مقابلے کی طاقت نہ تھی اور دوسری طرف یہ بھی یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بے بسی پر رحم فرما کر دشمن کی قوت اور اس کے عزائم کو خاک میں ملا دے گا۔صبح ہوئی تو ابرہہ نے بیت اللہ پر چڑھائی کی تیاری کی اور اپنے ہاتھی محمود نامی کو آگے چلنے کے لیے تیار کیا۔نفیل بن حبیب جن کو ابرہہ نے راستہ میں گرفتار کرلیا تھا اس وقت آگے بڑھے اور ہاتھی کا کان پکڑ کر کہنے لگے تو جہاں سے آیا ہے وہیں صحیح سالم لوٹ جا کیونکہ تو اللہ کے بلد امین (محفوظ شہر) میں ہے یہ کہہ کر اس کا کان چھوڑ دیا،ہاتھی یہ سنتے ہی بیٹھ گیا،ہاتھی بانوں نے اس کو اٹھانا چلانا چاہا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا،اس کو بڑے بڑے آہنی تیروں سے مارا گیا اس نے اس کی بھی پروا نہ کی،اس کی ناک میں لوہے کا آنکڑا ڈال دیا پھر بھی وہ کھڑا نہ ہوا۔لوگوں نے اس کو یمن کی طرف لوٹانا چاہا تو فوراً کھڑا ہوگیا۔پھر شام کی طرف چلانا چاہا تو چلنے لگا پھر مشرق کی طرف چلایا تو بیٹھ گیا۔دوسری طرف دریا کی طرف سے کچھ پرندوں کی قطاریں آتی دکھائی دیں جن میں سے ہر ایک کے ساتھ تین تین کنکریاں چنے یا مسور کے برابر تھیں۔(ایک چونچ میں اور دو پنجوں میں)۔

واقدی کی روایت میں ہے کہ یہ پرندے عجیب طرح کے تھے جو اس سے پہلے نہیں دیکھے گئے۔جثہ میں کبوتر سے چھوٹے تھے ان کے پنجے سرخ تھے۔حضرت سعید بن جبیر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ سبز رنگ کے پرندے تھے جن کی چونچیں پیلے رنگ کی تھیں اور حضرت عکرمہ نے فرمایا کہ یہ پرندے دریا سے نکل کر

آئے تھے جن کے سر چوپایوں کی طرح تھے،ہر پنجے میں ایک کنکر اور ایک چونچ میں لیے ہوئے آتے دکھائی دیئے اور فوراً ہی ابرہہ کے لشکر پر چھا گئے ہر ایک کنکر نے وہ کام کیا جو بندوق کی گولی بھی نہیں کرسکتی کہ جس پر پڑئی اس کے بدن سے پار ہوتی ہوئی زمین میں گھس جاتی تھی۔یہ عذاب دیکھ کر سب ہاتھی بھاگ کھڑے ہوئے صرف ایک ہاتھی رہ گیا تھا جو اس کنکر سے ہلاک ہوا۔نیز لشکر کے سب آدمی اس موقع پر ہلاک نہیں ہوئے بلکہ مختلف اطراف میں بھاگے۔ان سب کا یہ حال ہوا کہ راستہ میں مر مر کر گر گئے۔وہ ابرہہ جسے راستہ کے قبائل شکست نہ دے سکے اسے اللہ تعالیٰ نے پرندوں سے شکست دلوائی،اس نے شکست بھی کھائی اور بدترین مرض میں مبتلا ہوکر ہلاک ہوا۔اس کے جسم میں ایسا زہر سرایت کرگیا کہ اس کا ایک ایک جوڑ گل سڑ کر گرنے لگا اسی حال میں اس کو واپس یمن لایا گیا،دارالحکومت صنعاء پہنچ کر اس کا سارا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بہہ گیا اور مردار مرگیا۔ابرہہ کے ہاتھی محمود کے ساتھ دو ہاتھی بان یہیں مکہ مکرمہ میں رہ گئے مگر اس طرح کہ دونوں اندھے اور اپاہج ہوگئے تھے،ان کو مکہ معظّمہ میں بھیک مانگتے ہوئے دیکھا گیا۔ (تفسیر انوار البیان۔جلد 5:ص 5 3 6 بحوالہ تفسیر ابن کثیر ص:549،ومعالم التنزیل:ج4 ص:525)۔

اس وقت بہت سے آنکھوں سے دیکھنے والے موجود تھے۔﴿**فسبحان اللہ من جلت قدرتہ وعظمت حکمتہ.**﴾

استاد کی بے ادبی کا عبرتناک انجام

حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ جو کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید ہیں۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد آپ ایک مرتبہ دارالعلوم تشریف لائے تو حضرت مدنی رحمہ اللہ کے گھر آکر گھر والوں سے درخواست کی کی مجھے حضرت مدنی رحمہ اللہ کے جوتے عنایت کردیئے جائیں تا کہ میں ان کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرلوں۔چنانچہ استاد صاحب کے جوتے اپنی قمیص کے اندر لے جا کر سینے سے لگائے اور یوں ایک مثالی استاد اور ایک شاگرد کی محبت وعقیدت کا یہ روح پر ور منظر دُنیا نے دیکھا۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی باادب بنائے آمین۔

ایک صاحب نے سنایا کہ مجھے حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ نے اپنا ایک چشم دید واقعہ سنایا کہ دارالعلوم دیوبند میں ایک ذہین طالب علم جو کہ بے ادب تھا اس کو نکال دیا گیا۔ اس نے سعودی عرب میں جا کر تعلیم حاصل کرنی شروع کردی۔ جب وہاں سے فراغت ہوئی تو اپنی سند دارالعلوم میں بھیجی کہ آپ نے تو مجھے نکال دیا تھا لیکن میں نے اپنی قابلیت سے یہ سند حاصل کر لی ہے۔ یہ بات سن کر اساتذہ نے فرمایا کہ اس طالب علم کا اخراج کسی نالائقی کی وجہ سے نہیں بلکہ بے ادبی کی وجہ سے کیا گیا تھا۔

حضرت قاری صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کے لیے گیا تو وہاں ایک جگہ سے گزرتے ہوئے سڑک پر مجھے کسی نے میرے نام سے پکارا۔ میں نے اِدھر اُدھر دیکھا تو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ کچھ فاصلہ پر ایک شخص کوڑھی کے مرض میں مبتلا سڑک پر لیٹا ہوا تھا۔ جب میں اس کے قریب گیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہی شخص تھا جسے دارالعلوم سے نکالا گیا تھا اور پھر اس نے سعودی عرب سے علم کی ڈگری حاصل کر لی تھی۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی حالت پر بہت افسوس ہوا کہ بے ادبی و گستاخی آدمی کو کہاں سے کہاں پہچان دیتی ہے۔ کسی نے سچ ہی کہا کہ آدمی کی پہچان علم سے نہیں ادب سے ہے، علم شیطان کے پاس تھے۔ (محاسن اسلام: جون 2021ء

(اللہ تعالیٰ ہمیں بھی باادب بنائے آمین)

اخری واقعہ، رحمتِ باری تعالیٰ بہت وسیع ہے

حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک دیہاتی شخص مدینہ منورہ آکر مسجد نبوی کے قریب اپنے اونٹ کو بٹھا کر اور مسجد نبوی میں داخل ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد اپنے اونٹ کے پاس آکر سوار ہوا اور باآواز بلند اس طرح دُعا کی۔ ﴿اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَ مُحَمَّداً وَلَا تُشْرِكْ فِیْ رَحْمَتِنَا اَحَدًا﴾ ترجمہ: اے اللہ مجھ پر اور محمد ﷺ پر اپنی رحمت نازل فرما اور ہماری رحمت میں کسی اور کو شریک نہ فرما۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ بتا سکتے ہو کہ یہ دیہاتی زیادہ جاہل ہے یا اس کا اونٹ؟ اللہ تعالیٰ کی کتنی وسیع رحمت کو محدود کر کے رکھ دیا۔ (حضرت شاہ صاحب کے پسندیدہ واقعات: ص 85 بحوالہ مشکوٰۃ)

فائدہ: اس دہاتی نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو مخصوص و محدود کردیا۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس پر اِظہار ناراضگی فرمایا۔ مسلمان کو چاہیے کہ دُعا میں مسلمان اور مسلمات کو یاد کریں، دعا میں بخل سے کام نہ لے۔

﴿کلماتِ دُعائیہ﴾

﴿حضرت مولانا عرفان اللہ صاحب﴾ (دامت برکاتہم)

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمارے برادر محترم کی سعی کو اپنے دربار میں قبول فرما کر نجات کا ذریعہ بنائے. آمین

﴿ناظم تعلیمات بجامعہ دارُالعلوم نعمانیہ جامع مسجد نعمان محلّہ گلاب خانہ نمک منڈی پشاور﴾

(خطیب وامام جامع مسجد عمر فاروق رضی اللہ عنہ سعید آباد نمبر 2 پشاور)

﴿تمت بالخیر واللہ اعلم بالصواب﴾

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس ''بزرگان دین کے مدلل واقعات'' کی کتاب کو بتاریخ 19 جولائی 2022ء بمطابق 19 ذی الحجہ 1443ھ بروز پیر بوقت 12:39 بجے شام کو ختم کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس تھوڑی سی محنت کو قبول فرمائیں اس کتاب کو نافع عام بنادے اور اس کو میرے لیے اور میرے والدین اور اساتذہ کرام کیلئے مغفرت کا ذریعہ بنادے۔ **امین**

﴿اللھم تقبلہ لرضاء تك واجعلہ لی وسیلۃ لفلاح الدارین امین﴾

﴿ایصال ثواب﴾ سارے رسول اللہ ﷺ کے امتیوں کیلئے:

﴿شریف اللہ طالب عفی عنہ اپنی دعاؤں میں مت بھولو جزاک اللہ خیرا﴾

﴿اگر کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی اصلاح فرما کر مشکور فرمائیں﴾ بندہ پر احسان عظیم ہوگا۔